فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدونؒ جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ترجمہ جو آپ لوگوں کے باریک بین نظروں کے روبرو پیش کیے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہے علامہ عبد الرحمن ابن خلدون مغربی کی معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر کی کتاب ثانی کا ترجمہ ہے جو ماہ جنوری ۱۸۹۶ء سے اکتوبر ۱۸۹۸ء تک رسالہ الاسلام الہ آباد میں شائع ہوا ہے۔ مقدمہ کا ترجمہ میں نے بالفعل قصداً ترک کر دیا ہے اگر اللہ جل شانہ نے اس ترجمہ کو پورا کر دیا تو وہ بھی بعد اختتام ترجمہ تاریخ ہذا یہ ناظرین کیا جائیگا۔

میں نے اکثر مقامات میں جہاں علامہ نے کسی واقعہ کو بہ نظر ندرت مختصر بیان کیا ہے وہاں تاریخی مضامین اور معتبر تواریخ سے اخذ کر کے اکثر حاشیہ میں اور کم نفس کتاب میں بڑھا دیئے ہیں نے مختصر کا اختصار کہیں جائز نہیں رکھا البتہ بعض مقامات میں اختلاف آراء سے قطع نظر کر کے صرف علامہ کی تحقیق لکھ دی۔

اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے جناب عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات اور انساب لکھے ہوئے ہیں انبیاء بنی اسرائیل و عرب علیہ السلام اور ملوک یمن و بابل و نینوے اور مصر و فراعنہ و عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور انکے سچے سچے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ
الہ آباد

۲۰ ماہ اکتوبر ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام تاریخ علامہ ابن خلدون کی مختصر سوانح عمری

*

علامہ نے اپنی سوانح عمری تاریخ کے آخر میں تحریر کیا ہے لیکن ہم ترجمہ تاریخ سے پہلے اسکو ہدیہ ناظرین کیا چاہتے ہیں اس مناسبت سے کہ جسکی تاریخ کا ترجمہ قدر افزایوں کی خدمات میں پیش کئے جانیکی عزت حاصل کر رہا ہو اوسکی سوانح عمری سے آگاہی پیدا کرلینی مختصر طور پر کیوں نہو بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم بحکم مالا یدرک کلہ لایترک جزءہ بہت ہی اختصار کے ساتھ علامہ موصوف کی سوانح عمری دائرۃ المعارف اور نیز علامہ کی تاریخ سے اخذ کر کے تحریر کرتے ہیں۔ آئیے کسیقدر حصہ اپنے قیمتی وقت کا صرف کر کے اُس باغ کی بھی سیر کر لیجئے جہانکہ علامہ سا ہونہار نونہال نشو و نما پاکر ایک ایسا خوشنما سایہ دار درخت ہوا ہے کہ جسکے سایہ میں حشر تک دنیا تاریخ کی آیندہ نسلیں آرام سے بیٹھکر مستفید ہونگی۔

نام و نسب و ولادت مشہور مورخ ابن خلدون کی کنیت ابو زید نام عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن خلدون الاشبیلیہ المغربی الحضرمی ہے اور حضرموت (بلاد یمن) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل سے تھے جو بلاد عرب میں معروف اور جس کو جناب رسول مقبول صلعم کی صحبت نصیب ہوئی تھی

ابو محمد بن حزم کتاب الجمہرہ سے وائل کا نسب اسطرح پر نقل کرتا ہے۔

"وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن النعمان بن ربیعہ بن حرث بن عوف بن عدی"
"بن مالک بن شرحبیل بن حرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید الحضرمی بن عمر بن عبد اللہ"
"بن عوف بن جبروم بن جرسم ابن عبد شمس بن زید بن لوی ثبیت بن قدامہ بن اعجب"
"بن مالک بن لوی بن قحطان"

ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وائل جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں وفد ہو کر آئے تھے جناب موصوف نے وائل کے بیٹھنے کو اپنی چادر بچھادی تھی اور اس پر انکو بٹھایا تھا اور یہ دعا فرمائی تھی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَوَلَدِهٖ وَوَلَدِ وَالِدِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (اے خدا برکت دے وائل بن حجر میں اور اس کے لڑکے اور لڑکے کے لڑکے میں روز حشر تک)

تیسری صدی کے اخیر میں جسوقت امیر عبد اللہ مروانی کے اقبال کا پھریرا کامیابی کی ہوا میں اڑ رہا تھا اس وقت اس مورخ کا جدّ اعلیٰ خلدون ابن عثمان حضر موت (بلاد یمن) سے اندلس میں آیا اور قریہ قرمونہ میں جہاں پر اسکے ہمقوم مقیم تھے چندے قیام کرکے اشبیلیہ کی طرف چلا آیا ابن حیان اور ابن حزم وغیرہما تحریر کرتے ہیں کہ خلدون کا خاندان اشبیلیہ میں نہایت عزت اور احترام سے ریاست وحکومت کے ساتھ کل زمانہ حکومت بنو امیہ میں زمان الطوایف تک مقیم رہا گو اخیر اخیر اس خاندان سے امارت وشوکت جاتی رہی تھی لیکن جب ابن عباد کا اشبیلیہ پر تسلط ہوا تو پھر بنو خلدون رتبہ وزارت سے مشرف کئے گئے۔

ساتویں صدی کے وسط میں جس وقت جلالقہ اور فونش کے قوی حملوں سے اشبیلیہ پائمال ہونے لگا اور رائے قبائل عرب مضمحل اور فنا ہو چلے تو اسوقت بنو خلدون اشبیلیہ سے جلاء وطن ہو کر سبتہ میں چلے آئے پھر بعد چندے یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر ٹونس میں آ بسے۔ ابو یحییٰ سلطان ٹونس بنو خلدون کی اس درجہ عزت کرتا تھا کہ جب

می وہ ٹونس سے باہر جاتا تھا تو بنو خلدون کو اپنا قائم مقام کر جاتا تھا لیکن
ں خدمت سے علامہ کے والد محمد بن ابو بکر محمد نے کنارہ کشی کی اور بر خلاف اسلاف
کے علم و فضل میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی غرہ رمضان
۷۳۲ھ میں علامہ پیدا ہوا اور ۷۴۹ھ میں اسکے والد کا انتقال ہوا۔

تعلیم و سفر ابن خلدون علامہ ابو عبد اللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن شریف
راد او جمع قراءت سبعہ اور کتاب التفسیر لاحادیث الموطا۔ کتاب التمہید۔ کتاب التسہیل مختصر ابن
لیب وغیرہ پڑھا اسی اثناء میں علوم عربیہ اپنے والد سے اور اساتذائے کرام شیخ ابو عبد اللہ محمد
بی۔ ابو عبد اللہ شواش۔ ابو العباس احمد وغیرہم سے کتب درسیہ اصول اور فقہ ابو عبد اللہ محمد بن
بد اللہ الجیانی اور ابو القاسم محمد سے معانی۔ تفسیر فلسفہ منطق۔ ریاضی۔ حساب اور علوم لسان
درسیہ ابو عبد اللہ محمد بن بحر سے حاصل کیا کتب اشعار ستہ اور حماسہ اور کچھ اشعار متنبی کے اور
رہ چیدہ اشعار کتاب الاغانی کے حفظ کئے اور احادیث شریف کی اجازت امام المحدثین ابو عبد اللہ
بن جابر سے حاصل کی اور انہیں سے علامہ کو اجازہ عامہ حاصل ہوئی ۷۵۳ھ میں ابو محمد بن
فراگین کے ساتھ ٹونس سے بلاد ہوارہ میں چلا آیا اس مقام پر ہواریوں سے لڑائی ہوئی
ں مال و اسباب لٹ گیا علامہ جان بچا کر کمال بے سروسامانی سے محمد ابن عبدون مالک سبتہ
ے پاس چلا گیا۔ ابن عبدون نے پورا سامان سفر درست کر کے ایک قافلہ کے ساتھ مغرب کی
ن روانہ کر دیا۔ مقام قفصہ میں پہونچ کر فقیہ محمد ابن مزنی کے انتظار میں چندے ٹھہرا رہا۔
محمد ابن مزنی قفصہ میں آگیا تو اسکے دوسرے روز یہ دونوں رفیق زاب کی طرف روانہ
ے مقام بسکرہ تک دونوں کا ساتھ رہا ایام سرما کا زیادہ حصہ یہیں منقضی ہوا سردی
ے طور سے ختم نہوئی تھی ہنوز گلابی جاڑا باقی تھا کہ بسکرہ سے علامہ تلمسان چلا آیا اور تعلیم

ابن ابوعمرو سے شرف ملازمت حاصل کر کے تحصیل و تکمیل علوم باطنی میں مصروف ہوا ۷۵۵ھ
میں سلطان ابوعنان المرینی جس وقت فاس میں آیا تو اس نے علامہ کی خداداد قابلیت کی یہ قدر
کی کہ اسکو زاویہ گمنامی سے نکال کر توقع سے زیادہ تکریم و احترام کیا اور اپنے دیوان انشاء و توقیع کا
اسکو سردفتر مقرر کر لیا علامہ نے اسکی تعریف میں ایک قصیدہ بھی بوقت ملازمت پیشکش کیا
تھا یہاں بھی اس نے باوجود اس عہدہ کے تعلیم و تعلم سے اپنے کو غافل و عاطل نہیں رکھا
مشائخین علم ابوعبداللہ محمد ابن الصفا المراکشی۔ ابوعبداللہ المغربی التلمسانی۔ ابوعبداللہ محمد ابن
احمد شریف العلوی۔ ابوالقاسم محمد ابن یحیی برجی۔ ابوعبداللہ محمد ابن عبدالرزاق رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین کی خدمات میں بغرض استفادہ حاضر ہوتا رہا۔

قید اور رہائی اوائل ۷۵۸ھ سے حاسدین کی آنکھوں میں علامہ کا یہ رتبہ کانٹا سا کھٹکنے
لگا سلطان سے وقتاً فوقتاً برائیاں و غیبت کرتے رہے لیکن سلطان کو اسکی طرف سے سوء ظن
نہ پیدا ہوئی اتفاق سے انہیں واقعات کے اثنا میں علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی بجایہ
بڑھ گئے اسوجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اسکے خاندان سے بڑا تعلق
تھا حاسدین نے مناسب موقع پاکر سلطان سے یہ جڑ دیا کہ "امیر محمد صاحب بجایہ بھاگ گئے اور
اور ابن خلدون اسکا مشیر و معین ہے" سلطان نے بلا تحقیق واقعہ دونوں کو قید کر دیا۔
بعد چندے امیر محمد تو آزاد کر دیا گیا لیکن یہ ناکردہ گناہ بدستور پابزنجیر رہا تا آنکہ بعد انتقال
سلطان وزیر حسن بن عمرو نے اخیر ۷۵۹ھ میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا قصد کیا
لیکن وزیر موصوف نے روک لیا اور اسکے عہدہ پر اسکو بحال کر دیا بعد اسکے ۷۶۰ھ میں
سلطان ابوسالم مرینی بغرض ملک گیری اندلس سے تلمسان میں آیا اور علامہ اپنے ہمراہ تلمسان
سے فاس میں لایا۔ اتفاق زمانہ اسکو کہتے ہیں کہ چند روز بھی آزادی سے بسر نہ کرنے پایا تھا کہ

خطیب ابن مرزوق۔ سلطان پر غالب آیا اور اس بیچارہ کو پھر قید کی سرگرانی پڑی۔ بعد چندے وزیر عمرو بن عبداللہ نے بوجہ مراسم قدیمہ پھر اسکو قید سے آزاد کرکے اسکے عہدہ پر اُسکو قائم رکھا

سفر و سیاحت پھر اوائل ۷۶۴ھ میں اسکے دل نے اندلس کے پر فضا میدان کی سیر کے طرف ابھارا باوجودیکہ وزیر عمر اس عزیمت سے مخالفت کر رہا تھا لیکن اسکے مشتاق دل نے چین سے نہ رہنے دیا۔ جبل الفتح (جبل الطارق) کی خوشنما و پر فضا صورتیں دکھلاتے ہوئے ۸۔ ربیع اول سنہ مذکور کو غرناطہ میں پہونچا دیا۔ سلطان ابو عبداللہ المخلوع نے اس کے تشریف آوری کو مغتنمات سے شمار کرکے بکمال بشاشت و مسرت سے استقبال کیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔ بظاہر اسکی بود و باش تو اسی امر کی شہادت دے رہی تھی کہ اب علامہ غرناطہ ہی میں پیوند زمین ہوگا۔ لیکن کسی غیر ضروری۔ خلاف متوقع وجہ سے برداشتہ خاطر ہوکر غرناطہ سے رخصت ہوا اور فاس ہوتا ہوا ۷۷۶ھ میں وارد تلمسان ہوا۔ ان کل مقامات میں علامہ کی بڑی آؤبھگت ہوئی بڑے بڑے معزز عہدوں سے ممتاز کیا گیا حکام بلاد نے مقبولیت اور اعزاز کی آنکھوں سے دیکھا درحقیقت وہ اسی امر کا مستحق تھا کہ وہ سلاطین اور عام خلائق کے مابین ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا کرنیکا واسطہ ہوتا امیر ابو عبداللہ کا اسکو اپنا حاجب (وکیل) بنانا نہایت صحیح اور درست اور امراء کا اسکو اپنا سفیر مقرر کرنا بیحد موزوں تھا۔

تاریخ کی تالیف تلمسان ہی کو یہ شرف حاصل ہونا لکھا تھا کہ علامہ نے بعد سفر و سیاحت کے اس مقام پر جم کر چار برس تک قیام کیا اور یہیں اُسنے اپنی معتبر۔ معتمد۔ مشہور تاریخ کو لکھنا شروع کیا۔ مقدمہ تاریخ خاطر خواہ مرتب کرکے بوجہ شدت علالت باجازت سلطان ابن حمو ۷۸۰ھ میں ٹونس کی طرف اس غرض سے چلا آیا کہ مقابر اجداد میں بعد انتقال کے دفن کیا جائے ٹونس کی آب و ہوا بوجہ مولد و مسکن قدیم ہونے کی اس کے رگ و ریشہ میں

ایسی سرایت کئے ہوئے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں صحیح و تندرست ہو کر حسب معمول درس و تدریس و تالیف میں مشغول ہو گیا اخبار بربر، زناتہ، دولتین عباسیہ و امویہ ماقبل الاسلام نہیں تحریر کیا۔

سفر اسکندریہ و حج کعبہ شعبان ۷۸۴ھ کے کسی تاریخ میں جسوقت کہ سلطان تونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہا تھا علامہ بھی بخیال حسد حاسدین بردا شتہ خاطر ہو کر باجازت سلطان اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا۔ بعد چالیس یوم کے اسکندریہ پہونچا ایک مہینہ کامل بقصد حج بیت اللہ ٹھہرا رہا۔ لیکن اتفاق زمانہ نے حج سے روک کر اسکو قاہرہ میں پہونچا دیا ابتداً دار العلوم جامع ازہریہ میں جسکی شہرت اجتک آپ لوگوں کے کانوں کو محظوظ کر رہی ہے درس و تدریس میں مصروف ہوا بعد چندے سلطان مصر نے طلب کر کے ۷۸۶ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کیا اسی زمانہ میں اسکے اہل و عیال مغرب سے براہ دریا مصر کو آرہے تھے لیکن مصر کے قریب پہونچ کر ہوائے مخالف سے کل اہل سفینہ غرق ہو گئے علامہ کو اس حادثہ غیر متوقع نے کچھ ایسا پریشان کر دیا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جانے کا قصد کر لیا لیکن تاہم تین برس تک بخیال سلطان اور احباب واصدقا کے کہنے سننے سے قاہرہ میں ٹھہرا رہا۔ رمضان ۷۸۶ھ میں حج کرنے کو گیا ۷۹۰ھ ماہ جمادی الاول یا ثانی میں حج کر کے مصر واپس آیا اور اپنے معتبر و معتمد تالیف (یعنی تاریخ) کو ۷۹۷ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبد العزیز ابن السلطان ابو الحسن المرنی کی خدمت میں پیش کیا اسکے بعد اہل اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے سیکڑوں خطوط لکھے لیکن اسنے مصر سے سفر کا کیا ذکر ہے بقصد اندلس حرکت تک نہ کی تا آنکہ ۸۰۸ھ میں رحمت الٰہی سے جا ملا انا للہ وانا الیہ راجعون

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون ؒ

کتاب ثانی جلد اول

نحمدہ علی الائہ ونصلی علی سید انبیائہ وعلیٰ الہ واصحابہ

انساب عالم

(؎) ※ (؎)

یہ بات باتفاق علماء نسب ثابت ہو چکی ہے کہ ابوالبشر (آدمیوں کے باپ) آدم علیہ السلام ہیں۔ اور انہیں کی اولاد واحفاد کی نسل سے نوح علیہ السلام تک تعمیر عالم وعمران ارض ہوتی رہی۔ اور حسب ضرورت واقتضاء وقت انبیاء مثل شیثؑ اور ادریسؑ اور ملوک ہوتے رہے جب ان لوگوں میں بت پرستی، شرک، کفر اور الحاد حد سے بڑھ گیا تو نوح علیہ السلام کی دعاء رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (ترجمہ اے پروردگار زمین پر کسی کافر کے شہر کو نہ چھوڑ) سے عالمگیر طوفان آیا اور سوائے اہل کشتی کے اور کوئی متنفس اس عذاب جانکاہ سے جاں بر نہوا۔ چونکہ اہل سفینہ نے نہ تو اپنے بعد کوئی اولاد چھوڑی اور نہ اُن کے توالد وتناسل کا سلسلہ چلا بناءً علیہ کل اہل عالم نوح علیہ السلام

کے نسل سے ہیں اور جناب موصوف ابوالبشر ثانی عالم کے ہیں انکا نسب حسب توریت مقدس واتفاق نسابین نوح ابن لامک (یالمک) ابن متوشلخ ابن خنوخ (یا اخنوخ یا اشنخ یا اخنخ) ابن یرد (یا بیرد) ابن مہلائیل (یا مالائیل) ابن قائن (یا قینن) ابن انوش ابن شیث بنی ابن آدم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام۔ شیث کے معنی عطیۃ اللہ کے ہیں ابن اسحاق کہتا ہے کہ ادریس نبی کا نام خنوخ تھا لیکن اور نسابین اسکے مخالف ہیں اور حکماء قدیم کا زعم یہ ہے کہ ادریس نبی وہی ہیں جو فن حکمت میں ہرمس حکیم کے نام سے مشہور ہیں واللہ اعلم ان اسماء میں اختلاف اسوجہ سے ہوا ہے کہ اہل عرب نے اسماء مذکورہ اہل توریت سے لیا ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ مخارج حروف لغات اہل توریت مباین و مخارج حروف لغات اہل عرب ہیں۔

ژندخوانان فارس اور بیدخوانان ہند ماجرائے طوفان سے انکار کرتے ہیں لیکن بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ طوفان صرف بابل کی زمین میں آیا تھا حالانکہ کتب سماویہ اس طوفان عالمگیر کی پوری طور سے شہادت دے رہی ہیں نوح علیہ السلام کے صرف تین لڑکوں سام، حام اور یافث سے تمام امم عالم پیدا ہوئے۔ یافث بڑے حام چھوٹے سام منجھلے تھے۔

طبری نے باب احادیث مرفوعہ میں ایسا ہی تخریج کیا ہے اور یہ کہ سام ابوالعرب (پدر عرب) اور یافث ابوالروم (پدر روم) اور حام ابوالحبش والزنج (پدر حبش و زنگ) ہے اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ "سام ابوالعرب والفارس والروم (پدر عرب و فارس و روم) اور یافث ابوالترک والصقالبہ و یاجوج و ماجوج (پدر ترک و صقالبہ و یاجوج و ماجوج) اور حام ابوالقبط والسودان والبربر (پدر قبط و سودان و بربر) ہے اسیطح ابن سیب

اور وہب ابن منبہ سے روایت کیجاتی ہے۔ بہرحال اگر یہ احادیث صحیح مان لیجائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں محققین نسابین نے جو انساب کی تفریعات ذکر کی ہیں اونکے لئے کوئی صحیح نقل ہونی چاہئے طبری نے لکھا ہے کہ نوحؑ کا ایک لڑکا کنعان[1] جسکو عرب یام کہتے ہیں طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کرچکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوحؑ کے ایک لڑکا اور تھا جسکا نام بوناطر تھا لیکن جسپر تمام علمار تاریخ نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہیں تین لڑکے حام، سام۔ اور یافث سے چلا۔ اور یہی بعد ابوالبشر ثانی نوح علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ و السلام تمام عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔

سام کی اولاد سام ابن نوح کی اولاد سے عرب اور ابراہیمؑ اور اُن کے لڑکے ہیں ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ انکے پانچ لڑکے ارفخشذ، لاوذ، ارم، شوذ اور غلیم۔ تھے گو اولاد لاوذ ابن سام کا توریت میں کچھ ذکر و مذکور نہیں ہے لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ لاوذ سے طسم۔ عملیق۔ جرجان۔ فارس چار لڑکے پیدا ہوئے عملیق سے عاسم کا گروہ ہے جن میں سے فراعنہ مصر کنعانیں۔ برابرہ شام بنی لف۔ بنی ہزال۔ بنی مطر بنی ارزق بدیل۔ راحل۔ ظفار ہیں۔ ارم ابن سام کے چھ لڑکے عبیل۔ عبد ضخم عوص۔ کاثر۔ ماش (یا شیخ) حول ہوئے عاد بن عوص زمین احقاف حضرموت کے گرد و نواح میں رہتا تھا اور اولاد کاثر سے ثمود۔ جدیس۔ جرموق ہیں ثمود کا مسکن شام و حجاز کے مابین مقام حجر میں تھا

نوٹ۔ [1] کنعان کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے اور قرآن میں اس کا نام تو نہیں آیا ہے لیکن اسکے واقعات جو نوحؑ کے ساتھ پیش آئے تھے وہ مذکور ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی کنعان ہے کیونکہ کنعان کے سوا نوحؑ کا کوئی لڑکا غرق طوفان نہیں ہوا اور یہ انکا صلبی لڑکا تھا قرآن میں اس پر ابن کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے اور عرب ابن صلبی لڑکے کو کہتے ہیں نہ کہ نسب کو۔

طبری روایت کرتا ہے کہ عاد۔ ثمود۔ عبیل۔ طسم۔ جدیس۔ اسیم۔ عملیق کو اللہ تعالیٰ نے زبان عربی سکھلائی تھی یہی لوگ عرب عاربہ کہلاتے ہیں۔ اور کبھی یقطن بھی عرب عاربہ سے شمار کیا جاتا ہے اور عرب عاربہ کو عرب بادیہ بھی کہتے ہیں۔ انکا وجود اب کہیں نہیں پایا جاتا۔ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی۔ اولاد نبط بن ماش بن ارم سے اور سریانی بنی سریان بن نبط سے ہیں۔ اشود ابن سام کے چار لڑکے ایران۔ نبیط۔ جرموق۔ باسل ہیں۔ ایران سے فارس، کرد اور خزر۔ نبیط سے نبط اور سریان جرموق سے جرامقہ اور اہل موصل۔ باسل سے اہل دیلم اور اہل جبال ہیں ہکذا رواہ ابن سعید غلیم ابن سام کے لڑکے فارس اور لاوذ ہیں۔ اور لاوذ کے تین لڑکے طسم۔ امیم۔ عملاق۔ مشہور ہیں۔ ارفخشذ ابن سام یہ وہی بزرگ ہے جسکو عالم میں یہ شرف حاصل ہوا کہ اسکی نسل سے انبیاء کرام و رسل عظام ہوئے اس کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً چلتا نظر آتا ہے اوسی طرح سلطنت نے بھی اسکا ساتھ دیا ہے۔ اس کے صلب سے شالخ اور شالخ کے صلب سے عابر پیدا ہوا عابر کے دو لڑکے تھے ایک قالغ اور دوسرا یقطن محققین نسابہ کے نزدیک اسی کو قحطان کہتے ہیں کیونکہ عرب نے یقطن کو معرب کرکے قحطان بنالیا ہے۔ قالغ سے ابراہیم اور انکی نسلیں ہیں جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائیگا۔ اور یقطن سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں توریت میں ان میں سے تین مرداد۔ معربہ۔ مضاض کا ذکر ہے حالانکہ جرہم۔ حضور۔ سالف سبا۔ حضرموت۔ بیاراح۔ اوزال۔ دقلا۔ عوثال۔ افیمائیل۔ ایوفیر۔ جویلا۔ یوفاف۔ اسی یقطن ابن سام کی نسل سے ہیں حضور اور سالف اہل سلفات کے

مورث اعلیٰ ہیں اور سبا یمن، حمیر اور تبابعہ کا۔ ایوفیر ہند اور سندھ کا جد اعلیٰ ہے۔

شجرۃ النسب بنی سام

ارم

عبیل　عبدضخم　عوص　کاثر　ماش　حول

عاد　ثمود　جادیس　جرموق　نبیط

سریان

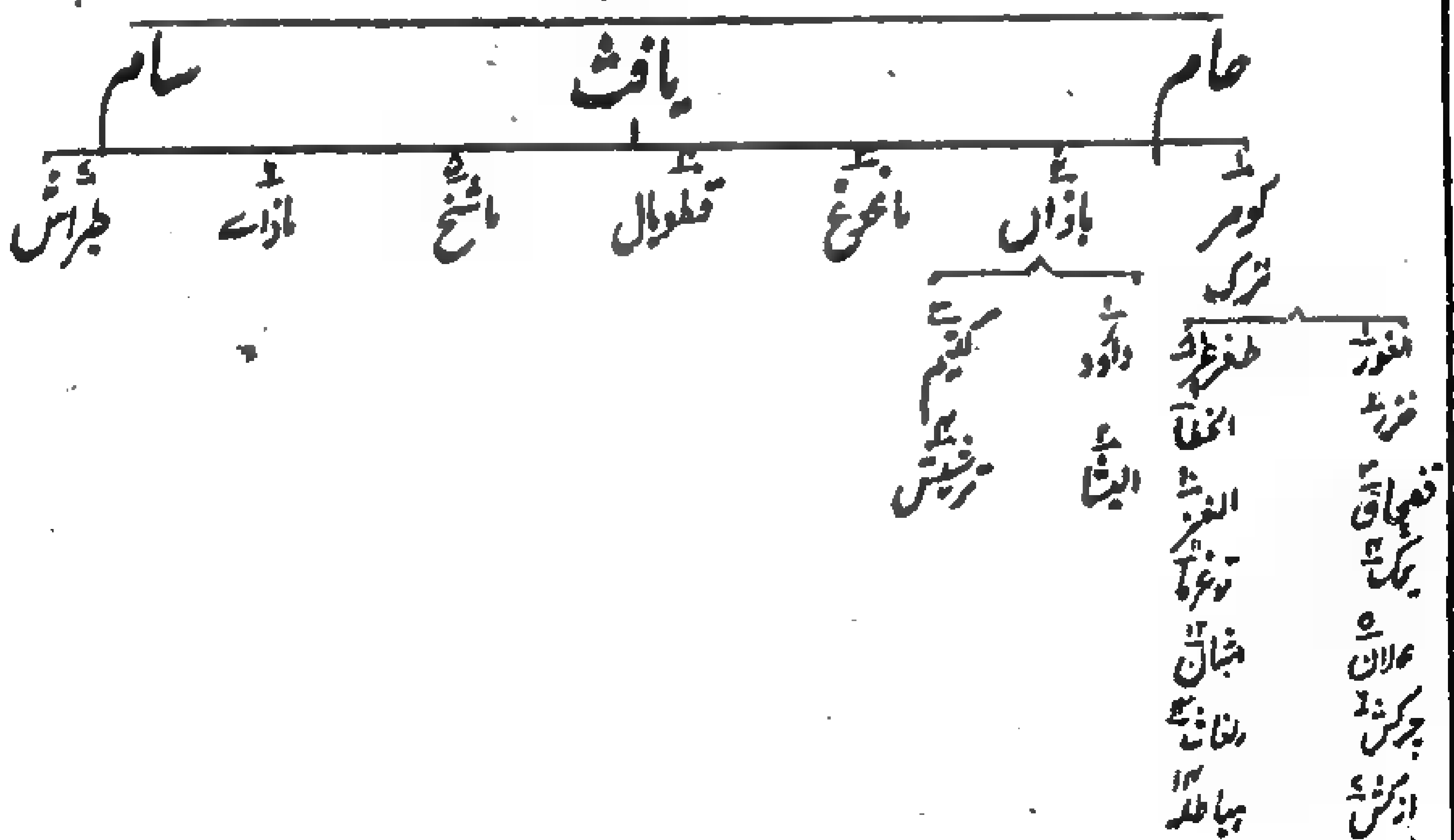
یافث کی اولاد یافث ابن نوحؑ کی اولاد سے باتفاق نسابہ اہالیان ترک چین صقالبہ اور یاجوج۔ و ماجوج ہیں اور ان دو پچھلوں (یاجوج و ماجوج) میں کچھ اختلاف ہے جیساکہ بیان کیاجاتاہے یافث کے سات لڑکے کومر۔ یادان، ماعوغ، قطوبال، ماشخ، ماذاے اور طیراش تھا۔ جیساکہ توریت میں ہے اور ابن اسحاق نے شمار کیاہے اسرائیلیات کی تحریر معلوم ہوتاہے کہ توغرما ابن ترک ابن کومر سے اہل خزر۔ اور اشبان ابن ترک سے صقالبہ اور ریغاث ابن ترک سے فرنج ہیں ترک کی کل شاخیں کوثر کی اولاد سے ہیں علامہ ابن سعید ترک کو عامور ابن سویل ابن یافث کی طرف منسوب کرتاہے حالانکہ عامور اور کومر دو شخص نہیں ہیں۔ کومر ہی کو عامور بھی کہاکرتے تھے۔ ہمارے خیال میں پھر بھی ان دونوں روایتوں میں اختلاف باقی رہا کیونکہ علامہ ابن سعید کی تحریر صاف طور سے شہادت دے رہی کہ عامور یافث کا پوتاہے اور توریت سے یہ مفہوم ہورہاہے کہ کومر یافث کا لڑکاہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کومر ابن یافت سے ترک پیدا ہوا اور ترک کے اجناس سے غُور خُزر قفچاق۔ (یاخفشاخ) یمک۔ علان جسکو آز بھی کہتے ہیں۔ شرکس (یاچرکس) ازکش طغرغر (جسکو تتر بھی کہتے ہیں اور ارض طمغاج میں رہتے تھے) خطا۔ الغز۔ توغرما۔ اشبان ریغاث۔ اور ہیاطلہ۔ ہیں۔

طغرغر تاتاریوں کا۔ اور الغز سلجوقیوں کا۔ اور ہیاطلہ خلجیوں کا۔ اور ریغاث فرنج کا۔ اور خزر ترکمان کا مورث اعلیٰ ہے۔ لیکن بعض علمار نسب کی تحریر سے یہ معلوم ہوتاہے کہ ترکمان اولاد توغرما سے ہیں یادان ابن یافث کے (جسکو یونان بھی کہتے ہیں) چار لڑکے واُدُد الیشا، کتیم، ترشیش پیدا ہوئے۔ کتیم کو علمار نسب ابوالروم (پدر روم) اور ترشیش کو اہل طرسوس

کاموریث اعلیٰ تہلاتے ہیں اور ماغوغ ابن یافث کی نسبت عام طور سے یوں مشہور ہورہا ہے کہ یاجوج اسی کے صلب سے ہیں۔ اہروشیوش مورخ روم نے قوط اور سطین کو بھی ماغوغ کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ قطوبال ابن یافث کی اولاد نے بھی خوب خوب نسلی ترقیاں حاصل کیں اسکی نسل سے مشرق میں اہل چین اور مغرب میں المان (جرمن) والے ہیں بعض لوگوں نے افریقیہ میں بربریوں اور فرنج کو بھی قطوبال ہی کی نسل سے شمار کیا ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل اندلس بھی اسی کی نسل سے اور انسے قدیم ہیں۔

ماشخ ابن یافث کی طرف اہل خراسان منسوب کیے جاتے ہیں اور ماذائے ابن یافث سے صرف ایک لڑکا دیلم جسکو زبان عبرانی میں راہان کہتے ہیں پیدا ہوا اور طیراش ابن یافث سے ایک لڑکا قارس پیدا ہوا انجیال اسرائیلین طیراش کی اولاد خراسان میں صاحب دولت وحکومت تھی لیکن اب انکے قبضہ اقتدار میں نام حکومت وسلطنت نہ رہی۔

شجرۃ النسب بنی یافث



حام کی اولاد حام ابن نوحؑ کی اولاد سے سوڈان، ہند، سندھ، قبط اور کنعان بالاتفاق ہیں لیکن پچھلے دو میں اختلاف ہے جیسا کہ توریت میں ہے۔ انکے چار لڑکے مصر (یا مصرایم) کنعان۔ کوش۔ قوت تھے۔

مصر ابن حام کے سات لڑکوں میں سے لہابیم۔ یفتوحیم۔ لودیم کا کچھ حال نہ تو کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے اور نہ انکا کچھ ذکر توریت میں ہے باقی رہے کسلوحیم۔ فتروسیم کفتوع عنامیم یہ سب اسکندریہ اور اطراف اسکندریہ میں آباد و سکونت پذیر ہوئے کنعان ابن حام کے بارہ لڑکے (۱) صیدون (اطراف صیدا میں اسکی نسل پھیلی) (۲) ایموری (۳) کرساش (ان دونوں کی اولادیں شام میں رہتی تھیں لیکن بعد غلبہ یوشعؑ افریقہ کی طرف چلی گئیں) (۴) یبوسا (یہ بیت المقدس میں رہا اور یہیں اسکی نسل نے ترقی کی بعد غلبہ داؤدؑ اسکی اولاد افریقیہ و مغرب کی طرف بھاگ گئی ظاہر اقیاس یہ شہادت دیتا ہے کہ بربری انہیں مفرورین کی اولاد سے ہوں۔ گو محققین علماء نسب نے انکو مازیغ ابن کنعان کی اولاد سے بتلایا ہے ممکن ہے کہ مازیغ انہیں لوگوں میں سے ہو) (۵) مازیغ (۶) حیث (عوج بن عناق یا عنق اسکی نسل کا مشہور بادشاہ ہے) (۷) عرقان (۸) اروادی (۹) خوائی (ان لوگوں نے اپنا قیام گاہ نابلس کو قرار دیا) (۱۰) سبا (یہ طرابلس میں رہا) (۱۱) ضمارائے (اس نے حمص کو جائے سکونت ٹھہرایا) (۱۲) حما (اسکا فرود گاہ انطاکیہ تھا) مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہیں کوش ابن حام کے پانچ لڑکوں سفتا۔ سبا۔ جویلا۔ (یہی اہل برقہ کا مورث اعلیٰ ہے) رعما۔ سفتخا۔ کا ذکر توریت میں ہے لیکن ہشام ابن محمد کی روایت شہادت دیتی ہے کہ ثمود کوش ابن حام کا چھٹا لڑکا ہے۔

قوط ابن حام سے ایک لڑکا قبط پیدا ہوا اور یہی بخیال بعض علماء سب قبیلوں کا

جدا عملی ہے۔ سوڈانیوں اور حبشیوں کی نسبت طبری کی روایت کافی طور سے شہادت دے رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی نخل کی شاخ یعنی حام ابن نوحؑ کی اولاد سے ہیں۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ کنعان ابن حام کا ایک لڑکا اور علاوہ اُن بارہ لڑکوں کے کوش نامی تھا جسکے صلب سے نمرود پیدا ہوا تھا۔

شجرۃ النسب بنی حام

نوح

- سام
- حام
  - (۱) مصر (یا مصرایم)
    - لہابیم، یفتوحیم، لودیم، کسلوحیم
    - فتروسیم (۲)، کفتوریم (۳)، عنامیم (۴)
  - (۲) کنعان
    - صیدون، ایموری، کرگاشی، یبوسا، ہاریغ، حیت
    - عرقانی، اروادی، حوی، سینا، صمارے، حما
  - (۳) کوش
    - سفتا، سبا، حویلا
    - رعما (دوان، شبا)، سفتخا، نمرود
  - (۴) قوط
    - قبط
- یافث

نوحؑ کا حلیہ مورخ علامہ ابن خلدونؒ نے شاید بوجہ شہرت نوحؑ کے حالات سے بالکل تعرض نہیں کیا لیکن ہم یہ چاہتے کہ شائقین فن تاریخ جنکو زمانہ نے اپنے اسلاف کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی مہلت نہیں دی وہ اس سے محروم

رہجائیں اسوجہ سے ہم نوح کے اُن حالات سے جوکہ مشہور و معروف ہیں اعراض کرکے
ضروری ضروری باتیں عرض کرنیکی جرأت کرتے ہیں۔ عجب نہیں کہ ہمارے مشتاق
ناظرین اپنے عزیز اور قیمتی وقت کو سیقدر ان حالات کے دیکھنے میں بھی صرف کردیں
سب سے پہلے نوح علیہ وعلی انبیاء الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے
کہ بعد ادریسؑ کے نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ پہلے نبی ہیں کہ انکی شریعت نے
آدمؑ کی شریعت کی تجدید کی انکی دعا سے کفار و ملحدین عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے
سب سے پہلے آپ ہی نے نماز کے اوقات حسب مشیت ایزدی مقرر فرمائے
نوح کا چہرہ نرم اور سر بڑا طول کی جانب مائل تھا آنکھیں بڑی بازو پر گوشت۔
پنڈلیاں پتلی۔ رانیں موٹی تھیں۔ ماشاءاللہ جیسی آپ کی ڈاڑھی بڑی تھی ویسا ہی قد و
قامت بھی موزوں اور مزاج میں غصہ تھا پچاس برس کی عمر میں نبی ہوئے۔
چھ سو برس تک وعظ و پند کرتے رہے۔ لیکن بدنصیب قوم نے گمراہی و کفر
والحاد سے منہ نہ پھیرا آخر الامر آپکی دعا سے بدنسے جسوقت آپکی عمر چھ سو برس سے
متجاوز ہوکر دوسرے مہینہ کے سترہ دن کی ہوچکی تھی ایک عالمگیر طوفان آیا جس سے
کفار ہلاک ہوئے اور مومنین نے نجات پائی طوفان کے واقعات کو ہم بوجہ شہرت
نہیں ذکر کیا چاہتے ہاں البتہ اسقدر لکھدینا مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ طوفانی پانی
زمین پر ایکسو پچاس دن تک رہا دسویں رجب کو کشتی جسپر جناب نوحؑ معہ اہل وعیال
اور چالیس آدمیوں کے سوار تھے جبل جودی (جودی کے پہاڑ) پر جوکہ سرزمین جزیرہ
میں ہے ٹھہری اور دسویں محرم کو کشتی سے اُتر کر قریہ قردی میں قرو کش ہوئے اور
اُس کا نام سوق ثمانین رکھا اس وجہ سے کہ اُس وقت وہ قریہ انہیں اسی

گھروں سے آباد کیا گیا تھا۔ جو اسوقت تک اُسی نام سے موسوم ہے۔ الغرض کشتی سے اُتر کر قیام پذیر ہونے کے بعد آپؑ اور اہل کشتی نے حسب حکم باری تعالےٰ قربانی کی اور جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپؑ نے روزے رکھے اور بعد طوفان کے تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر پورے ایکہزار سال کی ہوئی جیسا کہ کلام مجید فرقان حمید کی اس آیہ کریمہ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا سے (اپنے قوم میں نوحؑ ایکہزار سال رہے باستثناء پچاس برس یعنی نو سو پچاس برس بعد نبوت اور پچاس برس قبل نبوت کے) مفہوم ہوتا ہے۔ آدم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے وقت سے غرق ارض (یعنی طوفان) تک دو ہزار دو سو بیالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

طبقات عرب یہ تو ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ لفظی ترجمہ ہم نہ کرینگے اور نہ اختلافات سے چنداں بحث کرینگے۔ مطلب کی بات ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور نہ کوئی تاریخی واقعہ فرو گذاشت کرینگے اکثر مقامات پر ہم اپنے مشہور مورخ ابن خلدون سے بھی علحدہ ہو کر گذر جائینگے لیکن نہ ایسا کہ مطلب خبط اور عبارت بے ربط ہو جائے اور قدر دانان فن تاریخ کو دلچسپی نہ ہو۔ آئیے ہم آپ کو کل اُن امور سے قطع نظر کر کے جنکو کہ نفس تاریخ سے کچھ تعلق نہیں اور نہ اُس سے آپ کو دلچسپی ہو سکتی ہے عرب کی جو کہ ہم لوگوں کے آباؤ اجداد کا اصلی مسکن ہے جسکے نام پر ہر مسلمان جان فدا کرنے کو ہر وقت مستعد رہتا ہے، جہاں ہمارا ہادی برحق سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوا تھا۔ دکھاوہ اُسی طریق سے سیر کرائیں جس صورت سے ہمارے مشہور مورخ نے کتاب ہذا میں

اُس کے خال خال کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہے۔

عرب[۱] کے حدود اربعہ (چار و حدیں) جہاں کہ بنی سام، بنی حام سے لڑ بھڑ کر بابل سے آنے والے ہیں یوں بیان کیے جاتے ہیں کہ اس جزیرہ نما عرب کو پچھم کی طرف سے ابنائے باب المندب و بحر احمر (جسکے دوسرے طرف افریقہ ہے) اور پورب سے خلیج فارس اور اوتر سے فلسطین و ملک شام اور دکھن سے بحر عرب گھیرے ہوئے ہیں۔

یہ بات قابل یاد رکھنے کی ہے کہ عرب چار طبقوں پر اس طور سے تقسیم کیا گیا ہے کہ پہلے گروہ کو عرب عاربہ کہتے ہیں بمعنی راسخۃ فی العروبیہ کما یقال لیلٌ الیل صومٌ صائمٌ او بمعنی الفاعلۃ للعروبیۃ والمبتدعۃ لہا (یعنی اس گروہ کو عرب عاربہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس گروہ کو عربیت میں بہت دخل تھا جیسا کہ عرب تمثیلاً کہتا ہے لیلٌ الیل صومٌ صائمٌ یا اسوجہ سے کہ اس گروہ پر عرب عاربہ کا اطلاق ہوا کہ یہی گروہ عربیت کے فاعل اور مبتدع ہے) اور کبھی اس گروہ کو عرب بادیہ (بمعنی ہالکہ) سے بھی موسوم کرتے ہیں اسوجہ سے کہ کوئی شخص ان کی نسل سے جہان میں باقی نہیں رہا۔ اب باقی رہی یہ بات کہ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں بجائے عرب کے اسکو دوسرے نام سے مشہور کرتے تو کیا ہرج تھا۔ اُسکی وجہ علامہ اور نیز اور مورخین نے یہ ظاہر کی ہے کہ یہ گروہ اپنے معاصرین میں بیان و فصاحت و بلاغت کلام وطلاقت لسان میں مشاہیر عالم سے تھے

[۱] پہلے یہ ملک بوسیلہ خاکنائے سویز گوشہ شمال و مغرب میں براعظم افریقہ سے ملا ہوا تھا لیکن نہر سویز کے کھد جانے سے یہ اس سے علیحدہ ہو گیا ہے لمبائی اس کی سترہ سؤ میل اور رقبہ دس لاکھ میل مربع ہے۔ اب باشندوں کی تعداد ایک کرور بیس لاکھ بتائی جاتی ہے جس سے فی مربع میل ۱۲۔ آدمیوں کی آباد ہوئی۔

اور ظاہرا قیاس بھی اسی امر کا مقتضی ہے گو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکتہ بعد الوقوع ہے۔ بہرکیف یہ گروہ جسکو عرب عاربہ کہتے ہیں انکی بہت سی شاخیں ہیں، ازآنجملہ عبیل جدیس۔ عبد ضخم۔ حضور عاد اولیٰ۔ ثمود۔ عمالقہ۔ طسم۔ اُمیم۔ جرہم۔ حضرموت ہیں یہ اور جو لوگ کہ عرب عاربہ سے انکی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب کے سب لاوذ ابن سام ابن نوحؑ کی اولاد سے ہیں۔

اس گروہ نے نہ تو اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان بنایا تھا اور نہ بارہوں مہینے ایک مقام پر کبھی اپنا قیام رکھا تھا اگر آج اُن کا باقتضائے مصلحت وقت کسی صاف چٹان میدان میں قیام ہے تو کلہ بکریوں اور اونٹوں کے خیال سے ہرے بھرے بیابانوں میں ہوگا۔ کھانے پینے کے بھی چنداں محتاج نہ تھے کہ خواہ مخواہ رزق کی جستجو میں اپنے کو جہان گرد بناتے۔ وہ ہمیشہ اونٹوں، بکریوں کے دودھ و گوشت سے اپنی سیری کر لیتے تھے۔ کبھی کبھی جنگلی میوؤں اور صحرائی حبوب سے بھی اپنے وسیع دسترخوان کو زینت دیتے تھے غرضکہ مصلحت وقت اور انکی ضرورتوں نے اُن کو اقلیم ثالث میں ما بین بحر محیط مغرب سے اقصائے یمن تک اور مشرق میں حدود ہند تک رکھا اس گروہ میں بھی حسب ضرورت و مشیت ایزدی انبیاء کرام مبعوث ہوئے تھے جیساکہ تھوڑی دور آگے چل کر مفصل بیان کرینگے۔

دوسرا گروہ عرب مستعربہ کہلاتا ہے یہ گروہ جیساکہ عرب عاربہ سے نسباً قریب ہے ویسا ہی زماناً بھی اسکو اوس سے قرب حاصل ہے اس گروہ نے بھی خوب خوب ترقیاں کیں۔ دولت، حکومت، عزت نے بھی مدتوں اس گروہ کا ساتھ دیا۔ حمیر اور کہلان اسی گروہ کے نامی خاندانوں میں سے ہیں۔ یہ وہی گروہ ہے جس نے کہ عرب کے

پہلے طبقہ (یعنی عرب عاربہ) پر غالب آگر اُنکی حکومت اور دولت کا نام عالم ہستی کے صفحہ سے ایسا مٹادیا کہ حشر تک نام کے سوا اُن کا نشان کہیں ڈھونڈھنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

جرہم[1] اسی دوسرے طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے جس میں کہ آنے والے طبقہ ثالثہ کے مورث اعلیٰ حضرت اسمٰعیل پرورش پائیں گے اور انہیں سے عربی زبان سیکھیں گے اور انھیں حجازیوں کی طرف مبعوث بھی ہوں گے۔ ان کا مسکن و ماوا سرزمین یمن تھا۔ یمن کچھ حدود جزیرہ نما عرب سے باہر نہیں ہے بلکہ اُسی جزیرہ نما کا یہ بھی ایک ٹکڑا اور حجاز کے جانب جنوب واقع ہے۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو تبع کہتے تھے۔ کلام پاک ربانی[2] میں بھی اس کا ذکر آگیا ہے۔ قحطان وغیرہ اور کل وہ لوگ جو کہ عرب تبابعہ سے ان کی

---

[1] جرہم جو کہ نسل عرب عاربہ سے تھا وہ زمانہ عاد اولیٰ میں تھا اور یہ جرہم قحطان ابن عابر کا لڑکا ہے۔ علماء نسب نے اسکو یمن کے عربوں سے شمار کیا ہے۔ یعرب ابن قحطان نے اُسکو والی حجاز مقرر کیا تھا۔

[2] کلام مجید کے چھبیسویں پارہ سورہ قاف کے پہلے رکوع کی اس آیت میں یوں مذکور ہے کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝ وَّأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ط كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ یعنی تمہاری قوم سے پہلے اے محمدؐ جھٹلا چکے ہیں نوحؑ کی قوم نوحؑ کو اور اہل رس اپنے نبی حنظلہ بن صفوان یا کسی اور نبی کو اور ثمود یعنی صالحؑ کی قوم صالحؑ کو اور عاد ہودؑ کو اور فرعون موسیٰؑ کو اور لوط کے بھائیوں یعنی قوم لوطؑ لوطؑ کو اور اہل ایکہ یعنی بن کے رہنے والے شعیبؑ کو اور تبع کی قوم تبع کو ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو جیسا کہ جھٹلایا تمکو تمہاری قوم قریش نے تمکو پس واجب ہوا اُن پر نزول عذاب۔ مفسرین رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تبع یمن ایک بادشاہ حمیری تھا جس کا نام اسعد بن ملکی کرب تھا اور کنیت اُسکی ابو کرب تھی یہ ایمان لایا اور اور اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا لیکن قوم نے اُسکو بھی جھٹلایا تھا۔

طرف منسوب ہوتے ہیں سب کے سب عابر ابن شالخ ابن ارفخشذ ابن سام ابن نوح علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ و السلام کی اولاد سے شمار کیے جاتے ہیں۔

تیسرے طبقہ کا نام عرب تابعہ عرب ہے اس کے مورث اعلیٰ اسماعیلؑ نہ تو جزیرہ نما عرب کے رہنے والے تھے اور نہ ان کی زبان عربی تھی ان کو مع انکی ماں ہاجرہ علیہا السلام کے ابراہیمؑ بالہام ربانی واستدعار سارہ علیہا السلام سرزمین مکہ مقام حجر میں چھوڑ آئے بنی جرہم میں آپ نے جنکا ذکر اجمالاً عرب مستعربہ میں ہو چکا ہے پرورش پائی اور انھیں سے زبان عربی سیکھی اُسی خاندان میں اپ کی شادی ہوئی اُسی سرزمین میں آپ کی آئندہ نسلوں نے نمایاں ترقیاں حاصل کیں۔ یہ تیسرا طبقہ جکو فالخ ابن عابر ابن شالخ ابن ارفخشذ ابن سام ابن نوحؑ سے نسباً تعلق ہے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ سے زماناً اور نسباً بہت ہی قریب ہے کیونکہ طبقہ ثانیہ والے عابر ابن شالخ کی اولاد سے ہیں اور طبقہ ثالثہ والے فالخ ابن عابر ابن شالخ کی نسل سے ہیں۔

چوتھا طبقہ جو کہ درحقیقت طبقہ ثالثہ کی اولاد و احفاد سے ہے عرب مستعجمہ کہلاتا ہے اور وجہ اسکی یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر روشنی نے عرب کو شرک والحاد کی تاریکی سے نکال کر ایک نئے طرز کی دولت و حکومت کی بنا ڈالی اور اس طبقہ رابعہ کی ترقی کرنے والی نسلوں نے مشرق سے مغرب تک پھیل کر اپنی کامیابی کے پھریرے بڑے بڑے شاندار ممالک کے بلند میناروں پر اُڑاے اور عجمیوں کی کی مخالطت و مجالست نے ان کی اُس زبان کو جو کہ اصلی مادری زبان کے قائم مقام ہو رہی تھی ایسا کچھ متغیر و متبدل کر دیا کہ بظاہر بالکل مخالف ہو گئی۔ اس وقت اس چوتھے طبقہ کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو عرب مستعجمہ سے تعبیر کیا۔ یہ ایک بات

قابل یاد رکھنے کے ہے کہ (اولاً) عرب ابتک علی العموم ہر اُس شخص کو جو کہ جزیرۃ العرب کا رہنے والا ہو عجمی کہتا ہے اور (ثانیاً) عرب تاریخی حالات کے اعتبار سے چار طبقوں پر تقسیم کیا گیا ہے ورنہ بلحاظ زبان عرب کے دو ہی طبقے مشہور ہیں ایک عرب عاربہ دوسرا عرب مستعربہ۔

ترتیب کتاب پہلے ہم طبقہ اولی یعنی عرب عاربہ کے انساب اور اُنکی دولت و حکومت کے حالات بیان کرینگے بعدازاں طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ بنی حمیر بن سبا کے انساب اور ان کے ملوک تبابعہ کی حکومت و دولت کے تذکرے لکھکر انکے معاصرین ملوک بابل سریانیں و ملوک موصل و نینوے۔ و قبط ملوک مصر و بنی اسرئیل و صابئہ فارس و دولت یونان و اسکندریہ و قیاصرہ روم کے حالات و انساب لکھیں کے ہم طبقہ ثالثہ عرب تابعہ عرب یعنی قضاعہ و قحطان و عدنان اور انکی دونوں شاخیں ربیعہ و مضر کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں گے پس پہلے قضاعہ کے انساب اور اُن کی حکومت جو کہ آل نعمان کی حیرہ و عراق میں تھی اور انکے مزاج میں ملوک کندہ بنی حجر آکل المرار کی شام میں و بنی جفنہ کی بلقاء میں و اوس و خزرج کی مدینہ نبویہ میں تھی لکھیں کے بعد اسکے بنو عدنان کے انساب اور اُن کی حکومت کا حال جو کہ مکہ میں قریش کے قبضہ میں تھی تحریر کرینگے اور اس کے ہم اس شرافت و کرامت کو بیان کرینگے جو اللہ تعالے نے قریش کو از قسم نبوت و ہجرت و سیر نبویہ مرحمت فرمایا ہے اسقدر لکھنے کے بعد خلفاء اربعہ کے حالات اور ان کے زمانہ کی ردت و فتوحات و فتن کے تذکرہ ارقام کریں گے پھر خلفاء اسلام بنی امیہ، عباسیہ، علویہ پھر دولت عبیدیہ اسماعیلیہ کا جو کہ قیروان و مصر میں تھی پھر قرامطہ کا جو کہ بحرین میں تھی پھر دعات طبرستان و دیلم پھر علویہ کی ان حکومت کا

بیان ہوگا جو کہ حجاز میں تھی۔ پھر اُن بنی امیہ کو لکھیں گے جو بنی عباس سے اندلس میں منازعت کرتے تھے پھر مستبدین دعوت عباسیہ یعنی بنی اغلب کو جو کہ افریقہ میں تھے اور بنی حمدان کو جو کہ شام میں تھے اور بنی مقلد کو جو کہ موصل میں تھے اور بنی صالح بن کلاب کو جو کہ حلب میں تھے اور بنی مروان کو جو کہ دیار بکر میں تھے اور بنی اسد کو جو کہ حلہ میں تھے اور بنی زیاد کو جو کہ یمن میں تھے اور بنی ہود کو جو کہ اندلس میں تھے لکھیں گے اور اس قدر لکھنے کے بعد قائمین دعوت عبیدیہ یعنی صلیحیوں کو جو کہ یمن میں تھے اور بنی ابی الحسن کلبی کو جو کہ صقلیہ اور اطراف مغرب میں تھے لکھ کر پھر ان لوگوں کے حالات لکھیں گے جو دولت عباسیہ کی دعوت عجم میں کر رہے تھے یعنی بنو طولون مصر میں اور بنی طغج و بنی صفار فارس و سجستان میں بنی سامان ماوراء النہر اور بنی سبکتگین غزنہ و خراسان میں اور غوریہ غزنہ و ہند میں اور کُرد سے بنی حسنویہ خراسان میں۔ اس کے بعد ان دو اسلامی حکومتوں کا حال ضبط تحریر میں لائیں گے جو بعد دولت عرب بڑی سلطنتوں میں سے شمار کی جاتی ہیں یعنی دیلم سے بنی بویہ اور ترک سے سلجوقیہ۔ ملوک سلجوقیہ کے تبعین بنی طغتکین شام میں اور قطلمش بلاد روم میں اور بنی خوارزم شاہ بلاد عجم و ماوراء النہر میں اور بنی سقمان خلاط و ارمینیہ میں اور ارتق ماردین میں اور بنی زنگی شام میں اور بنی ایوب مصر میں تھے۔ پھر اُن ترک کے حالات لکھے جائیں گے جو ان کے ممالک کے وارث ہوئے اور دولت اسلام کو خلافت عباسیہ سے لے لیا پھر انکی اسلام میں داخل ہونیکی کیفیت بیان کیجائیگی اور یہ بنی ہلاکو عراق میں اور بنو شیخان شمال میں اور بنی ارتنا بلاد روم میں اور بعد بنی ہلاکو کے بنی شیخ حسن بغداد میں اور

بنی مظفر اصفہان وشیراز وکرمان میں اور بعد بنی ارتنا کے ملوک بنی عثمان ترکمان سے بلاد روم وغیرہ میں ہیں بعد ازاں طبقہ رابعہ یعنی عرب مستعجمہ کے حالات لکھیں گے جنکی دولت وحکومت کچھ مغرب ومشرق میں تھی جب ان کے حالات ہم لکھ چکیں گے تو بربر کا تذکرہ تحریر کریں جنکی حکومت مغرب میں تھی اور وہیں ان کی حکومت و دولت کی فہرست بھی لکھیں گے انشاء اللہ العزیز

عرب عاربہ نوح کے بعد عرب کا یہ گروہ سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان اور مقدم تسلیم کیا جاتا ہے لیکن انکا زمانہ اس قدر بعید گزرا ہے کہ انکے حالات و اخبار سے اطمینان کلی نہیں ہو سکتا اگرچہ طبری کتاب یاقوتیہ اور کسائی کی کتاب البدء سے عرب عاربہ کے حالات پورے پورے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں نے نہ تو تاریخ کے پیرایہ میں لکھا ہے اور نہ صحت کا چنداں التزام کیا ہے نظر بریں اس سے تو ہم قطع نظر کرتے ہیں باقی رہی توریت۔ اس میں بھی اگرچہ عرب کے اس گروہ کا کہیں ذکر وتذکرہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ بنی اسرائیل کا زمانہ عرب عاربہ کے زمانہ سے بہت ہی قریب تھا۔ اسوجہ سے بنی اسرائیل اور علماء توریت کی روائتوں کو ہم قابل اطمینان واعتبار سمجھکر اس گروہ کی کیفیات معاشرت وحکومت اور اخبار منازعت کو ان لوگوں سے نقل کرنا چاہتے ہیں جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام میں آگئے ہیں اور اسی کو ہم معتبر سمجھتے ہیں۔

عرب عاربہ جزیرہ نما عرب کے رہنے والے نہ تھے اور نہ ان کے آباد اجداد کا یہ مسکن وماواے تھا۔ یہ لوگ سرزمین بابل میں رہتے تھے معلوم نہیں کہ کب اور کیوں بنی سام اور بنی حام سے کسی قدر

ہوئی اور کچھ تھوڑی بہت چل بھی گئی۔ بنی سام بابل سے جزیرۃ العرب میں چلے آئے اور یہیں اُن لوگوں نے بود و باش اختیار کی اِس گروہ میں ہر قبیلے اور ہر فرقے کے جُدا جُدا بادشاہ یا امیر ہوتے تھے تاآں کہ آخر بنی یعرب بن قحطان غالب آئے اور جسطرح باعتبار انتظار دنیا ان میں امیر یا بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے رہے اُسی طرح بنظر صلاح دین و آخرت انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔

قوم عاد سب سے پہلے عرب کا جو بادشاہ ہوا وہ عاد[۱] ابن عوص ابن ارم ابن سام تھا۔ اسکی قوم ارض احقاف میں مابین یمن و عمان حضرموت تک میں رہتی تھی اسکی ایک ہزار بی بیاں تھیں اور چار ہزار لڑکے تھے اور بارہ سو برس کی عمر پائی بیہقی روایت کرتا ہے کہ اسکی عمر صرف تین سو برس کی ہوئی۔ بعد عاد ابن عوص کے اسکے تین لڑکے۔ شداد۔ شدید۔ ارم یکے بعد دیگرے سلطنت و حکومت کرتے رہے۔ مسعودی کا بھی یہی خیال ہے کہ شداد بعد عاد کے بادشاہ ہوا اور ممالک شام و ہند و عراق کو اس نے فتح کیا۔ علامہ زمخشری اِسی شداد ابن عاد کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں مدینہ ارم بنوایا تھا جسمیں سونے چاندی کی اینٹیں اور یاقوت و زبرجد کے دروازے تھے۔ اور قصہ اوسکا اسطرح پر بیان کیا ہے کہ شداد بن عاد سے ایک روز اُسکے زمانہ کے نبی نے جنت کی تعریف کرکے کہا کہ اگر تو بُت پرستی چھوڑکر حق پرستی کرے گا تو اُس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے جنت دے گا شداد نے کہا کہ مَیں خود ویسی جنت بنوا سکتا ہوں مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں

---

[۱] مسعودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلے عوص ابن ارم نے تین سو سال تک حکومت کی تھی بعدہ اسکا لڑکا عاد تخت نشین ہوا تھا واللہ اعلم۔

ہے" شداد نے یہ کہکر باوصاف معلومہ صحرائے عدن میں ارم بنوادیا - علامہ ابن سعید بیہقی سے روایت کرتا ہے کہ باغ ارم کا بانی ارم ابن شداد ابن عاد اکبر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ صحرائے عدن میں نہ تو کوئی مدینہ ہے اور نہ ارم نام کا کوئی باغ ہے یہ سب بے اصل و خرافات قصے ہیں اور ضعفاء مفسرین کی من مانی دل بہلاؤ کہانیاں ہیں اور ارم جو کہ قول باری تعالے ارم ذات العماد میں مذکور ہے اس سے قبیلہ مراد ہے نہ کہ شہر و باغ ۔

باغ ارم (مترجم) ہمارا حافظہ اور محدود علم اگر صحیح بتا رہا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام المفسرین قدوۃ المحققین قاضی ناصرالدین ابوالخیر شیرازی بیضاوی کا بھی خیال اسی کے قریب قریب ہے - اس نے اپنی تفسیر موسوم انوار التنزیل و اسرار التاویل میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ آیا کریمہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ میں ارم سے اولاد یا قبیلہ ارم مقصود ہے نہ کہ جنت جیسا کہ اوسکا یہ بیان کہ (ارم) عطف بیان لعاد علی تقدیر مضاف ای سبط ارم (لفظ ارم عاد کا عطف بیان ہے بہ تقدیر مضاف یعنی سبط ارم) اس تفسیر کے موافق آیہ موصوفہ کے یہ معنی ہوئے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ جو کہ سبط (اولاد) ارم سے تھا گو انوار التنزیل ہی میں ارم والا مشہور قصہ بھی مذکور ہے لیکن علامہ مفسر نے قیل کرکے اوس قصہ کو بیان کیا ہے جو کہ ضعف قول پر دلالت کرتا ہے اور علامہ جلال الدین محمد ابن احمد محلی شافعی کی تفسیر سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آیہ کریمہ مذکورہ میں ارم سے مقصود اولاد ارم ہے چنانچہ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ تفسیر میں فی بطشہم و قوتہم

تحریر کرتا ہے۔ اگر علامہ موصوف کے خیال میں یہ بات پیدا ہو گئی ہوتی کہ ارم سے مقصود باغ یا جنت ارم ہے تو ہرگز ہرگز فی البطش ہم وقوتہم نہ تحریر کرتا کیونکہ بطش (غصہ) اور قوت کی صفتیں انسان میں ہوتی ہیں نہ کہ جنت اور باغ یا کہ شہر میں الحاصل ان دونوں تفسیروں سے ارم (جنت مصنوعی) کا تو کچھ پتہ نہ چلا باقی رہا کلام جاہلیت۔ ہاں کہیں کہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ شعراے جاہلیت تشبیہاً کان ۲۱ س محی کہا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ارم کوئی ایسا شخص یا قبیلہ تھا کہ جس سے عظمت وہیبت وقوت میں تشبیہہ دیجاتی ہے مورخین کا یہ حال ہے کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس سے کچھ تعرض نہیں کیا اور طبری ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اب اس مقام پر یہ ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ اگر کسی واقعہ کو مورخین نے ذکر نہ کیا ہو تو وہ سرے سے جھوٹھا سمجھا جائے۔ ممکن ہے کہ شداد ابن عاد یا کسی اور نے کوئی جنت بنوائی ہو اور زمانہ بعید گزرنے کی وجہ سے مورخین تک یہ خبر نہ پہونچی ہو اس سوال کا صرف اسی قدر جواب دینا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس آیت سے جسپر ارم کے قصے کی بنیاد رکھی گئی ہے جنت کا بنانا تو نہیں ثابت ہوتا اور نہ اس آیت سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ اس ارم سے وہی ارم مقصود ہے جسکا قصہ عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ باقی رہا باغ ارم کا وجود اس سے ہم انکار نہیں کرتے لیکن ارم بمعنی جنت کلام عرب میں اسوقت تک ہمارے نظر سے گذرا نہیں۔ انتہی کلام المترجم۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ عوص کی حکومت تین سو برس تک رہی بعدہٗ عاد ابن عوص حکمران ہوا اور جیرون ابن سعد ابن عاد انھیں میں کا ایک بادشاہ تھا

جس نے شہر دمشق کا تاخت و تاراج کیا اور سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے ایک مکان بنوایا تھا جسکا نام اس نے ارم رکھا تھا۔ دمشق کے دروازوں میں اسکا ابتک وجود پایا جاتا ہے اسکو باب جیرون کہتے ہیں کتاب الاغانی کے صوت اول کے کسی بیت میں اسکا ذکر آگیا ہے ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جیرون کا ایک بھائی یزید تھا جسکے نام سے شہر یزید مشہور رہے۔ یزید اور جیرون دونوں بیٹے سعد ابن لقمان ابن عاد کے ہیں انھیں دونوں کے سبب سے باب جیرون اور نہر یزید مشہور ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ باب جیرون سلیمان علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر موسوم ہوا ہے زمانہ بنی اسرائیل میں جو کہ ان کے زمانہ حکومت میں کارپرداز تھا واللہ اعلم۔

علامہ ابن سعید نے قبطیوں کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ شداد بن ہداد بن ہداد بن شداد بن عاد نے قبطیوں سے خوب خوب لڑائیاں کیں اور مصر۔ اسکندریہ وغیرہ ان کے مقبوضات کو لے لیا اور ایک شہر اعان نامی آباد کیا جسکا ذکر توریت میں بھی آیا ہے پھر جب وہ انھیں لڑائیوں میں ہلاک ہوگیا تو قبطیوں نے اپنے بھائی بربروں اور سوڈانیوں کو مجتمع کر کے عرب کو مصر سے نکال دیا اور مصر کو بدستور اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

ہود بعد چندے شامت اعمال سے جب اس گروہ کے اقبال نے ان سے منھ پھیرنا چاہا تو ان میں سے بت پرستی پھیلنے لگی رفتہ رفتہ اسقدر اسکا شیوع ہوا کہ ہر کہ ومہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے معبود حقیقی کو بالکل بھلا دیا۔ اپنی قوت اور توانائی پر ایسے نازاں ہوئے کہ سمجھانے سے سمجھنے کی امیدوں سے کم لگائی تھی۔

اللہ جلشانہ نے انھیں میں سے ہود ابن عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد کو نبوت عطا فرمائی بعض نسابین نے ہود کا سلسلہ نسب اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ہود عابر کے بیٹے تھے اور عابر۔ شالخ کے اور شالخ ارفخشذ ابن سام کے لڑکے تھے۔

(مترجم) ہود بہت ہی مشابہ حضرت آدم علیہ السلام سے تھے۔ سر پر بکثرت اور گھونگھر والے بال حسین بلند قامت تھے ہمیشہ تجارت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس سن میں جناب موصوف کو نبوت دی گئی لیکن اسقدر البتہ ہم کہ سکتے ہیں کہ خلجان اور لقمان بن عاد یا بن صدا بن عاد کی عہد حکومت میں ہود علیہ السلام قوم عاد کیطرف مبعوث ہوئے تھے چونکہ تیرہ قبیلہ تھے اور ان کے ممالک بہت سرسبز و آباد تھے ہود پچاس برس تک وعظ و پند کرتے تھے اور وہ قوم یہی کہتی رہی ما جئتنا ببینۃ وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمؤمنین (ترجمہ۔ تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں ہم تمھارے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ تم پر ایمان لائیں گے) قوم لقمان تو ہود پر ایمان لائی اور خلجان کی قوم بدستور اپنے کفر و الحاد پر رہی اور یہ کہنے لگی ان نقول الا اعتراک بعض الھتنا بسوء (ترجمہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تمکو ہمارے بعض خداؤں نے جنکی تم پرستش نہیں کرتے ہو دیوانہ کر دیا ہے) ہود نے جب انکے کفر و الحاد کو حد سے متجاوز ہوتے دیکھا تو بمجبوری جناب باری میں دعا کی تین برس ایک لخت پانی نہ برسا۔ سارے چشمے خشک ہو گئے بھیڑ بکریاں کل چوپائے مر گئے۔ قحط نے سبھوں کا حال بتلا کر دیا لیکن بایں ہمہ ہود کے اس کہنے پر استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الی قوتکم (ترجمہ اپنے خدائے برحق سے معافی چاہو اور اوس سے رجوع کرو وہ تم پر آسمان سے

پائی پر سائیگا اور تمھاری قوتوں کو اور توانائی دیگا) بدنصیب قوم نے نہ خیال کیا اور نہ بت پرستی سے باز آئی۔ یہ عجیب قدرتی مضمون ہے کہ بدو خلقت سے جو لوگ ارض حجاز میں رہتے تھے جب اون میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ زمین مکہ میں جاتا۔ دعا کرتا۔ قربانی کرتا اللہ جلشانہ اوسکی حاجت برلاتا تھا حالانکہ اوسوقت تک نہ تو حرم شریف ہی کا کچھ وجود تھا اور نہ یہ لوگ ایمان والوں میں سے تھے۔ چنانچہ قوم ہود نے اپنی قوم سے چند لوگوں کو بطور وفود جن میں نعیم ابن ہزال ابن ہزیل ابن عبیل ابن صد ابن عاد اور علقمہ بن الخسری اور مرثد بن سعد اور لقمان بن یقیم ان میں سے دو مسلمان اور باقی سب کافر و بت پرست تھے مکہ کیطرف روانہ کیا۔ بیسرے روز یہ لوگ مکہ پہونچ گئے اور معاویہ بن بکر کے مکان پر مقیم ہوئے۔ معاویہ بن بکر انھیں کے قوم سے تھا اس نے مہمانداری کے خیال سے کہا کہ تین روز ٹھہر کر آرام کر لو جب سفر کا تکان رفع ہو جائے اوسوقت اطمینان کے ساتھ بحضور قلب دعا کرنا ان لوگوں نے شامت اعمال سے اسکو قبول کر لیا۔ اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ یہ لوگ دعوت و رقص و مے نوشی میں ایسے ڈوبے کہ اپنی پیاسی قحط زدہ قوم کو بھلا دیا تین دن کا ذکر کیا ہے مہینوں گزر گئے۔ معاویہ بن بکر نے (جب انلوگوں کو عیش و عشرت میں اسقدر منہمک دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جس کام کے لئے آئے تھے اوسکو انہوں نے بالکل بھلا دیا ہے) اپنی لونڈیوں کو ایسے چند اشعار[1] سکھلائے کہ جس سے وفود نتیجہ

---

[1] وہ اشعار جو معاویہ بن بکر کی لونڈیوں نے مجلس غنا میں گائے تھے منجملہ اون کے یہ چار بیتیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

الا یا قیل ویحک قم فہینم لعل اللہ یصبحنا غماما

باقی صفحہ ۴۱ میں ہے

اور اپنی غفلت اور فراموشی پر سخت نادم ہوئے۔

مرثد ابن سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو مناسب یہ ہے کہ واپس چلو اور ہود پر ایمان لاؤ تاکہ تم اور تھاری قوم سختی اور مصیبت سے نجات پائے۔ مرثد کے ساتھیوں نے یہ سمجھا کہ یہ کافر (یعنی مومن) ہوگیا ہے ہمکو گمراہ کرتا ہے اسوجہ سے مرثد سے علیحدہ ہوکر دعا کرنے لگے بعد چند ساعت کے ابر کے تین ٹکڑے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ کنارہ آسمان سے ظاہر ہوئے اور یہ ندا آئی کہ ان میں سے جسکو چاہو اختیار کرلو قوم نے یہ سمجھا کہ سفید ابر تو یقینی پانی سے خالی ہے سرخ ابر کا حال کچھ معلوم نہیں باقی رہا سیاہ اوس میں پانی کا ہونا ضروریات سے ہے اسی خیال سے ان لوگوں نے سیاہ ابر کی خواہش کی اور ہنستے ہوئے مرثد کے طرف آئے اور کہا کہ لو وہ دیکھو سیاہ ابر خدا نے ہماری دعا سے بھیجدیا ہے اب قحط اور خشک سالی کی تکلیف جاتی رہیگی۔

یہ ابر جسوقت قوم عاد کے قریب پہونچا ہود تو سمجھ گئے کہ یہ عذاب اور قہر الٰہی ہے اور قوم عاد یہ سمجھی کہ یہ ابر پانی سے بھرا ہوا ہے خوشی خوشی اوسکی طرف دوڑی ہود نے ان لوگوں سے کہا۔ بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) لیسقے ارض عاد ان عادا ٭ قد اسروا لا یبینون الکلاما
وان الوحش یاتیہم جہارا ٭ ولا یخشے لعادی سہاما
وانکم ھذا فیما اشتہیتم ٭ نہارکم ولیلکم تماما

اے قیل تجھ پر تف ہو ٹھر نرمی سے باتیں کر شاید خدا پانی برسائے تاکہ زمین عاد سیراب ہو کیونکہ عاد خشک سالی کی وجہ سے ایسے ہوگئے ہیں کہ بات تک نہیں کرسکتے۔ وحشی جانور بے تکلف اون لوگوں کے پاس چلے آتے ہیں اور عادیوں کے تیر سے نہیں ڈرتے اور تم یہاں عیش و آرام میں شبانہ روز گذارتے ہو

الیمؐ (بلکہ جسکی طرف تم عجلت سے جاتے ہو اسمیں ہوا ہے اور وہی عذاب رنج کا دینے والا ہے) قوم عاد نے پہلے ہود کے اس قول کو بالکل لایعنی سمجھا تھا لیکن جب پے در پے ہوا کے جھونکے آتے دیکھے تو یہ کہنے لگے کہ قاعدہ یہی ہے کہ آندھی پہلے آتی اوسکے پیچھے پانی آتا ہے۔ ہود کا یہ کہنا کسی قدر صحیح ضرور ہے کہ یہ ہوا ہے اسکے بعد پانی ضرور آئے گا ہر کہ و مہ گھروں سے پانی کی اُمید میں باہر آئے ہود یہ سمجھے کہ یہ قوم منکر شاید اب اپنے افعال سے توبہ کرے اور اللہ تعالی پر ایمان لائے لیکن جناب موصوف کا یہ خیال ہی تھا اون کے دلوں پر تو مہریں لگا دی گئی تھیں آنکھوں پر پردے پڑے تھے کیسے وہ دیکھتے سمجھتے ہوا نے سبھوں کو زمین پر اوٹھا اوٹھا کر ایسی ٹپکنیاں دین کہ اونکی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر خاک و برباد ہو گئیں جیسا کہ کلام ربانی کے ایہ کریمہ وَفِی عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ کَالرَّمِیْمِ (اور قوم عاد میں جبکہ ہمنے بھیجا اون پر ہوا بے منفعت کہ نہ چھوڑتی تھی کوئی چیز جسپر کہ یہ گذرتی مگر یہ کہ کر ڈالتی تھی چور چور) سے مستفاد ہوتا ہے اس باد صرصر نے جو کہ عذاب الہی کا ایک نمونہ تھی سات شب اور آٹھ دنوں میں عاد جیسی عظیم الشان اور قوی قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ سوائے ہود اور اون لوگوں کے جو کہ جناب موصوف پر ایمان لائے تھے کوئی بھی جانبر نہوا۔ یہ وحشت افزا خبر جس وقت مکہ میں پہونچی مرثد نے اپنے ہمراہیوں سے ایمان لانے کو کہا لیکن شامتی ہمراہیوں نے ایک زبان ہو کر یہ جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو بعد ہلاکی قوم زندگی کس کام آئے گی یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہونے پائی تھیں کہ ہوا کے ایک سخت جھونکے نے ان لوگوں کو بھی پہاڑ کے نیچے ڈالدیا۔

ہود اپنے اوس گروہ میں جو کہ اون پر ایمان لایا تھا پچاس برس تک اور رہے بعد ان کے صالح علیہ السلام کے زمانہ تک کوئی نبی نہیں ہوا طبری کی بعض روایتوں سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہود علیہ السلام نے ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی۔ اس طرح کہ پچاس برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی پچاس برس تک وعظ و پند کرتے رہے اور بعد اس واقعہ کے پچاس برس اور زندہ رہے واللہ اعلم۔

عاد کے اس گروہ نا فرجام کے بعد دولت و حکومت بنی لقمان میں رہی۔ ہزار برس یا اس سے زیادہ لقمان کی آیندہ نسلوں نے حکومت کی بخاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ غصب و ظلم سے کشتیوں کا لینے والا ہددبن ہدد بن خلجان بن عاد بن رقیم بن عابر بن عاد اکبر تھا۔ انتہی۔

ایک مدت تک یہی قوم علی الاتصال تخت نشین حکومت و سلطنت رہی تا آنکہ انپر یعرب بن قحطان غالب آیا اور یہ قوم حضرموت کے پہاڑوں میں چلی گئی اور انکا زمانہ منقرض ہوگیا۔ صاحب زجّار نے لکھا ہے کہ انکا بادشاہ عاد بن رقیم بن عاد اکبر وہی ہے جو یعرب بن قحطان سے لڑا تھا وہ کافر تھا اور مہتاب پرستی کرتا تھا اور زمانہ نوح میں تھا لیکن یہ روایت بعید از قیاس ہے کیونکہ ہوؔد قوم عاد کے زمانہ آخری یا ابتدا ر عہد حکومت میں مبعوث ہوے تھے اور یعرب قوم عاد کے زمانہ انقراض حکومت میں غالب آیا تھا عبد العزیز جرجانی نے لکھا ہے کہ ملوک عاد سے یعمر بن شداد و عبد ابہر بن معد یکرب بن شمار بن شداد بن عاد و حناد بن میاد بن شمار بن شداد اور علاوہ اِن کے اور بادشاہ بھی تھے جو

فنا ہو گئے۔ والبقاء للہ وحدہ

عبیل بروایت کلبی۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام کا بیٹا اور عوص بن ارم کا بھائی تھا جیسا کہ طبری نے لکھا ہے اور یہ مقام جحفہ مابین مکہ اور مدینہ میں جو کہ آج کل میقات احرام ہے رہتا تھا اسکا بہت بڑا خاندان تھا اس کے لڑکے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ عرب عاربہ کے ایک قبیلہ کا یہ مورث اعلیٰ تھا اس قبیلہ کو بھی سیل نے تباہ اور نیست و نابود کیا ہے اور جس نے یثرب کو آباد کیا ہے وہ انھیں میں سے تھا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ یثرب بن یالملہ بن مہلهل بن عبیل تھا اور سہیلی کہتا ہے کہ یثرب کا آباد کرنے والا عمالیق سے یثرب بن مہلایل بن عوص عمالیق تھا۔ واللہ علم۔

عبد ضخم ارض طایف میں رہتا تھا یہ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئے جو کہ کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے ان لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں قوت اور جسامت میں بمثل تھے۔ سب سے پہلے جس نے عربی خط لکھا وہ یہی عبد ضخم ابن ارم ابن سام تھا۔

(مترجم) اس قوم میں زیادہ تر جن بتوں کی جھوٹی خدائی پھیلی ہوئی تھی اور عام طور سے انھیں کی پرستش کھلم کھلا ہو رہی تھی ان میں سے ایک کا نام صر تھا دوسرے کو صمور کہتے تھے تیسرا الیسا کے نام سے مشہور تھا۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون۔

قوم عاد اور حضرت ہودؑ کا شجرۃ النسب

- سام
  - ارم
    - عوص
      - عاد اکبر
        - خسری
          - جلہمہ
        - عابر
          - رقیم
            - عاد
              - خلجان
                - بدو
                  - بدو
                    - لقمان
        - صدا
          - عبیل
            - ہزیل
              - ہزال
                - لقیم
                  - عبید
                  - عمرو
                  - عابر
        - بکر
          - معاویہ
            - بکر
        - خلود
          - رباح
            - عبداللہ
              - ہود علیہ السلام
        - لقمان
          - سعد
            - جیرون
        - شداد
          - جراد
            - بداد
              - شداد
          - شمار
            - میاد
              - خناد
            - معدیکرب
              - عبدابہر
              - شداد
                - یعمر
        - عنفر
          - سعد
            - مرثد



قوم ثمود ثمود ابن کاثر (یا جاثر) ابن ارم مقام حجر اور وادی القریٰ میں بابین حجاز و شام رہتا تھا یہ بھی عرب عاربہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے۔ اسکا قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ صالحؑ اسی گروہ کے طرف مبعوث ہوئے تھے چونکہ یہ لوگ بھی اپنے معاصرین کی طرح طویل القامت (بڑے قد) کثیر الاعمار (بڑی عمر والے) تھے پہاڑوں میں بڑے بڑے عالیشان مکانات بنا کر رہتے تھے اٹھارہ میل مربع میں یہ خاندان آباد تھا۔ دولت۔ ثروت۔ قوت اور حکمت سب کچھ تھی لیکن پانی کی ایسی کمی تھی کہ وادی القرا میں سوائے ایک چشمہ کے اور دوسرا کوئی چشمہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس قوم میں جس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا وہ عابر ابن ارم ابن ثمود تھا۔ اس نے اپنی قوم میں دو صدیوں تک برابر حکومت کی۔ بعد اسکے جندع ابن عمرو ابن دبیل ابن ارم بن ثمود بادشاہ ہوا وہ تین سو برس تک سلطنت کرتا رہا اسی کے عہد حکومت میں صالح ابن عبیل ابن اسف ابن شالخ ابن عبیل ابن کاثر ابن ثمود مبعوث ہوئے تھے

صالح (مترجم) صالح نہایت حلیم منکسر المزاج تھے رنگ آپ کا سرخ سفیدی کیطرف مایل بال سیدھے باریک بالکل سیاہ نہ تھے بلکہ خفیف سا بھورا پن ظاہر ہوتا تھا۔ برہنہ پا ہمیشہ پھرتے تھے۔ مکان کبھی نہیں بنوایا عمر بھر مسجد ہی میں رہے اور وہیں شب کو سوتے تھے۔ جب آپ سن شعور کو پہونچے اور خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش سے ممانعت کرنے لگے اور توحید اور اللہ کی عبادت کی طرف راہ نمائی کرنا چاہی تو عوام کا کیا ذکر ہے خواص بھی کھنے لگے وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَـنَا اِلَیْهِ مُرِیْبٍ (اور بہ تحقیق ہمکو شک ہے جس چیز کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں (بتوں) پرستش

نہ چھوڑیں گے) ایک زمانہ تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن سوائے رابعہ جندع
بن عمرو اور چند آدمیوں کے جو اُسی قوم سے تھے اور کوئی ایمان نہ لایا سب کے
سب بدستور اپنے کفر والحاد پر قائم رہے اور باتفاق یہ کہنے لگے کہ اگر تم نبی
برحق ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ صالح نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو قوم ثمود نے کہا
"فلاں اس پہاڑ سے ایک ناقہ (اونٹنی) پیدا ہو اور اسکے ساتھ اسکا بچہ بھی ہو
جس کے بال سرخ ہوں تاکہ اسکے دودھ کو ہم لوگ اپنے استعمال میں لائیں"
جناب موصوف نے دعا کی اوسی وقت پہاڑ سے ایک آواز آئی بعد ازاں ایک پتھر
کا ٹکڑا درمیان سے شق ہو گیا اور ایک ناقہ نکل آیا۔ بدنصیب تباہ ہونیوالی
قوم نے بے تامل کہنا شروع کر دیا کہ پتھر سے ناقہ پیدا ہونا بالکل خلاف عقل ہے
صالحؑ پیغمبر نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے ساحر ہیں۔ کفار آپس میں یہ باتیں کر رہے
تھے کہ ناقہ دوبارہ بولا اور مع بچہ کے چرنے لگا ملحدین یہ تعجب خیز معاملہ دیکھ کر
کہنے لگے کہ صالح کا اس سے زیادہ کیا سحر ہو سکتا ہے کہ ناقہ کو پہاڑ سے پیدا
کیا اور پھر اسکا بچہ چرنے بھی لگا صالح نے ہمارے آنکھوں پر سحر کر دیا ہے ان لوگوں
کی یہ باتیں ہنوز ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ ناقہ مع بچہ کے اوس چشمہ پر آیا جو ملحدین
کے تصرف میں تھا اور سارا پانی پی گیا اوس دن تو یہ لوگ خاموش رہے دوسرے روز
صالحؑ سے اسکی شکایت کی صالح نے فرمایا کہ ایک روز اس چشمہ سے تم پانی پیا کرو
دوسرے روز یہ ناقہ پئے گا لیکن دیکھنا کبھی بھول کر بھی اس ناقہ کے مارنے کا قصد
نہ کرنا جب تک یہ ناقہ تم میں رہے گا تم لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ رہو گے لیکن بحکم
ابن آدم حریص علی ما منع ابن آدم جس چیز کی ممانعت ہوتی ہے (اوسی کا

حریص ہوتا ہے) عام طور سے اشیاء ممنوعہ کیطرف سبکو رغبت پیدا ہو جاتی ہے اگر کتب
تواریخ کی ورق گردانی کیجائے یا کسی قدر غور و تامل سے کام لیا جائے تو بیسوں ہی
کیا سیکڑوں اسکی نظیریں نظر آئینگی ہمارے ابو البشر آدم علیہ السلام کو گیہوں یا کسی
اور دانے کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی قابیل سے کہا گیا تھا کہ ہابیل کو کسی قسم کی
تکلیف نہ دینا یوسف سے یعقوب نے کہا تھا لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ (اپنے
خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا) اور یوسف کے بھائیوں سے کہا گیا تھا اِنِّیْ اَخَافُ
اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ (میں ڈرتا ہوں کہیں اسکو (یوسف) بھیڑیا نہ کھا جائے) لیکن
ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اوسی کی مخالفت کی علی ہذا القیاس قوم ثمود
نے بھی اپنے نبی صالح کے کہنے پر خیال نہ کیا اونکے قتل پر تل گئے۔ اسوجہ سے کہ
صالح نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس ناقہ کو قتل
کرے گا اور یہی باعث نزول عذاب ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اوسکا نام بتلائے
اوسکو قبل اسکے کہ وہ ناقہ پر قتل کے غرض سے ہاتھ بڑہائے ہم ضرور مار ڈالیں گے
صالح نے کہا ہنوز وہ پیدا نہیں ہوا اوسکا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی
ہونگی سبہوں نے یہ سنتے ہی اوسوقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا
کا پیدا ہو مار ڈالا جائے چنانچہ نو لڑکے یکے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں
شروع ہوگئیں بعض یہ کہنے لگے کہ صالح کی بات بالکل لایعنی ہے اون کے کہنے پر عمل
نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالح تمہارے قوم کا دشمن ہے وہ اسی
بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے غرض ہر ایک اپنے سمجھ کے موافق طرح طرح
خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے

پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم ثمود نے اوس لڑکے کو قتل نہ کیا بعد چند سے وہ
لڑکا جسوقت سن شعور کو پہونچا ادن نو آدمیوں کی جنکے لڑکے مارے گئے تھے
آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتی تو یہی کہہ اوٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو
صالح قتل نہ کراتا تو وہ آج اس سے بھی بڑے ہوتے صالح نے ہمارے ساتھ بہت بڑی
دشمنی کی اوس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ ماردی - رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا
یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالح کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کرلی اور
باہم عہد و پیمان کرکے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلا در شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درہ میں
اس غرض سے چھپ رہے کہ جسوقت رات کو صالح شہر میں آنے لگیں فوراً قتل
کرڈالے جائیں مثل ہے کہ چاہ کندہ را چاہ درپیش - اللہ جلشانہ نے اونپر پہاڑ سے
ایسا پتھر گرادیا کہ سب کے سب دبکر مرگئے جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیہ کریمہ
فانظر کیف کان عاقبۃ مکرہم انا دمرناہم وقومہم اجمعین
(دیکھو اون کے مکروفریب کا کیا نتیجہ ہوا ہم نے اونکو اور انکی کل قوم کو تباہ کردیا) اس سے
مفہوم ہوتا ہے بعد چند روز کے دو چار آدمی اوس راہ سے ہوکر گذرے اور ان لوگونکو
مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر کی طرف واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ
حال بیان کیا سب متفق ہوکر صالح کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تمنے پہلے ان بیچاروں
کے لڑکوں کو قتل کرایا اور بعدہ انکو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر لیجا کر
مار ڈالا یہ سب واقعہ اس ناقہ کے بدولت ہوئے - ہم اسکو اب زندہ نچھوڑینگے
صالح نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا - آخرالامر اسے نوجوان
گربہ چشم نے جسکی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی ناقہ کے مارنے کا بیڑہ اٹھایا

اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچکر ناقہ کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ ناقہ مع اپنے بچہ کے جیسی ہی چشمہ کے قریب آیا اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ ناقہ کا پاؤں کٹ گیا۔ ناقہ تو اوسی جگہ تڑپنے لگا اور بچہ جان بچا کر اوس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے ناقہ مع بچہ کے پیدا ہوا تھا صالح یہ واقعہ سنکر شہر سے باہر آئے اور قوم ثمود کو نزول عذاب الہی سے آگاہ کیا بعض تو اپنے اوسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے صالح نے فرمایا جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ بھی تمکو ملجائے گا تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الہی سے تم بچ جاؤ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑے بچہ نے آسمان کیطرف دیکھا اور تین آوازیں دیکر غائب ہو گیا اوسوقت صالح نے فرمایا کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے چوتھے روز عذاب الہی نازل ہو گا اور ان تین دنوں میں تمھارے چہرہ دل سے یہ تغیرات ظاہر ہونگے پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائیگا دوسرے روز سُرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو کر چوتھے روز عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لاچکے ہیں اوس عذاب سے جانبر نہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے۔ فلما جاء امرنا نجینا صالحا والذین اٰمنوا معہ برحمۃ منا (جبکہ آیا ہمارا امر (یعنی عذاب) بچالیا ہمنے صالح کو اور اُن لوگوں کو جو کہ اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے) اس عذاب و قہر الہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جسکی کُنیت ابورغال تھی اوسوقت وہ حرم شریف میں تھا جسوقت یہ خبر اوسکے کانوں تک پہونچی فوراً وہ بھی مرگیا۔ اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے۔ ہر ایک سرسبزی شادابی میں اپنا آپ نظیر ہو رہا تھا یہ سب اوسی عذاب و قہر کے نذر ہو گیا۔ نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی قریہ۔

بعد اس واقعہ کے صالحؑ شام کیطرف چلے گئے اور فلسطین میں مقیم رہے پھر مکہ میں واپس آئے اور یہیں انتقال کیا اٹھیس برس تک وعظ و پند کرتے رہے پچاسی برس کی عمر پائی چہار شنبہ کو ناقہ مارا گیا اور یکشنبہ کو قوم ثمود ہلاک کی گئی۔

ناقہ کے قتل اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں بعض مورخین یہ تحریر کرتے ہیں کہ قذار بن سالف ایک روز کسی جلسہ میں اپنے یاران طریقت کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اتفاقات سے وہ دن ناقہ کے پینے کا تھا ان لوگوں کو مجبوری سے خالی شراب پینا پڑا اسی وجہ سے جھلاکر باہم مشورہ کرکے قتل ناقہ پر مستعد ہو گئے اور بعض ارباب تواریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں ایک قطام دوسرے قبال نامی تھی قطام پر تو قذار فریفتہ تھا اور قبال پر مصدع شیدا ہو گیا لیکن قطام اور قبال دونوں کو اپنے اپنے عاشق سے کچھ دلچسپی نہ ہوئی۔ قذار اور مصدع نے اپنے اپنے معشوقوں سے ملنے کی تمنائیں ظاہر کیں چونکہ ان دونوں کو ملنا نہ تھا غیر ممکن امر سمجھ کر کہہ اوٹھیں کہ اگر تم دونوں آدمیوں کو ہم سے مواصلت کرنا منظور ہے تو ناقہ کو قتل کر ڈالو۔ قذار اور مصدع یہ سنتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے اور اپنی قوم کی ہلاکت کے باعث ہوئے۔

قوم ثمود کے نامی بادشاہوں میں دوبان بن مہنع بھی تھا اوس نے اپنی حکومت کو اسکندریہ تک بڑھا لیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا شاید نازیبا نہ ہوگا کہ دوبان نے اسکندریہ ہی کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور موہب بن مرہ بن رحیب اور اوسکا بھائی ہوبیل بن مرہ ثمودیوں کے الوالعزم بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے بعض مورخین کا یہ خیال کہ اصحاب الرس جنکے نبی خنظلہ بن صفوان تھے اسی قوم سے ہیں بالکل غیر صحیح اور نا قابل اعتبار ہے کیونکہ اصحاب الرس حضور کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم نبی خالد بن عابد کے حالات میں

بیان کرینگے علیٰ ہذا بعض علماء نسب نے ثقیف کو اسی بقیہ ثمود کی نسلوں سے شمار کیا ہے حالانکہ یہ قول محض بے اصل ہے۔ حجاج ابن یوسف کے روبرو جب یہ تذکرہ آجاتا تھا تو وہ اسکی تکذیب کرتا تھا اور اکثر اوقات۔ عزمن قال وثمود فما ابقی (بڑا ہی مجرم وہ ہے جس نے کہا ہے کہ ثمود نہیں باقی رہے یعنی ہلاک کردئے گئے) کہہ اوٹھتا تھا۔ اہل توریت نہ عاد اور ثمود اور نہ ہود اور صالح علیہما السلام اور نہ کسی عرب عاربہ کے حالات سے واقف ہیں بظاہر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ توریت میں انہیں لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان میں عمود نسب واقع ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص موسیٰ و آدم کے عمود نسب میں نہیں واقع ہوا۔

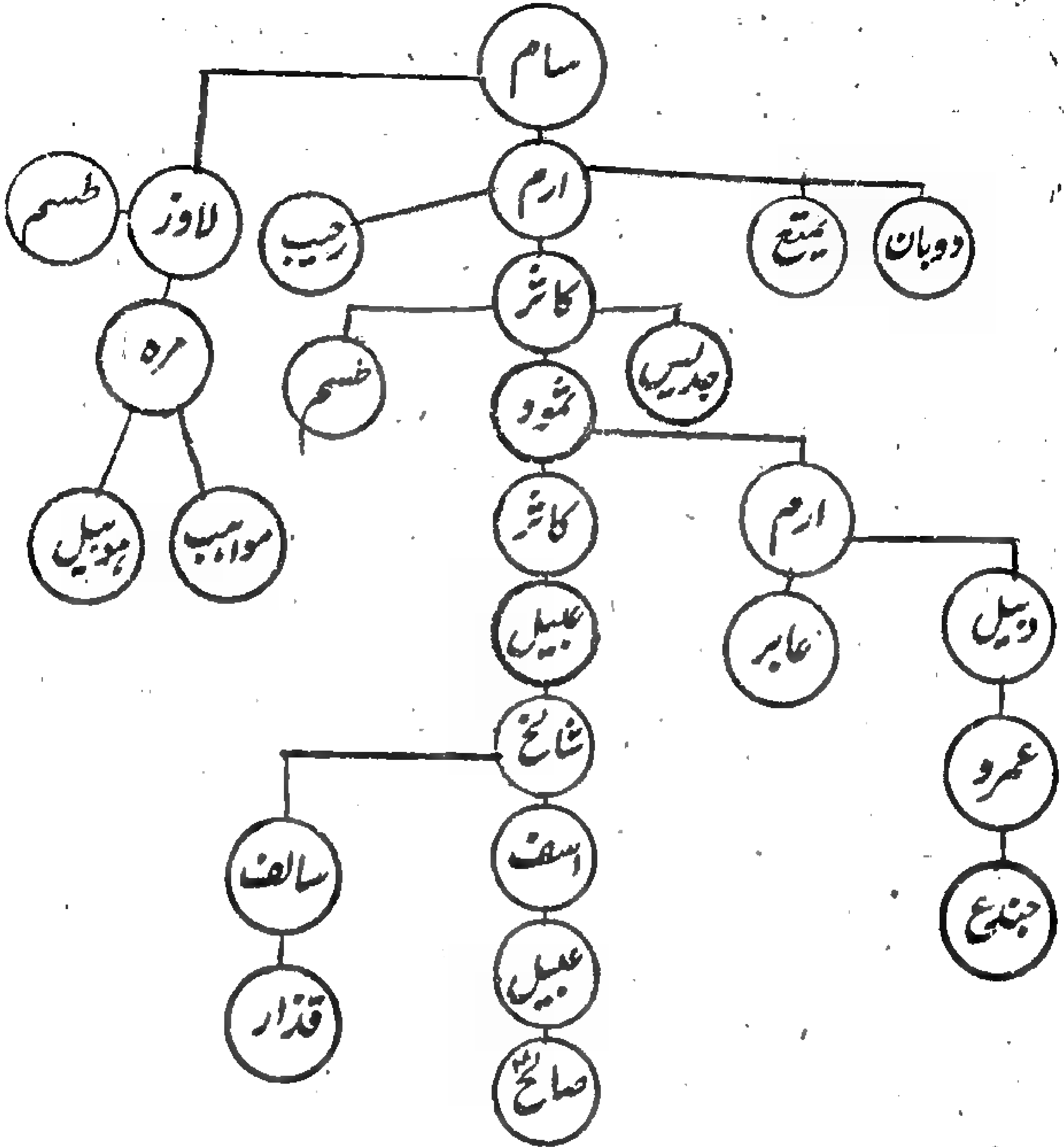
جدیس کی نسبت جس طرح ابن کلبی کی روایت اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ یہ ارم ابن سام کا لڑکا تھا اور یمامہ میں رہتا تھا اور ثمود ابن کاثر کے بھائیوں میں شمار کیا جاتا ہے اوسی طرح طسم کے بارے میں اوسکا بیان بتلا رہا ہے کہ یہ لاوذ ابن سام کی اولاد سے تھا اور مقام بحرین میں سکونت پذیر تھا لیکن طبری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں (جدیس اور طسم) لاوذ ابن سام کی نسل سے ہیں اور یہ دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ طبری بروایت ہشام بن محمد کلبی بسند صحیح ابن اسحاق اور نیز علماء عرب سے بیان کرتا ہے کہ طسم اور جدیس دونوں یمامہ میں رہتے تھے یمامہ بہت سرسبز اور شاداب شہروں میں شمار کیا جاتا تھا بنی طسم میں ایک بادشاہ عشو نامی تھا اور اوسی کو عملوق بھی کہتے تھے وہ بنی جدیس کو بہت ذلیل و خوار سمجھتا تھا چھوٹی آنکھوں بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا اوس کے ظلم اور تشدد کی کچھ انتہا نہ تھی اوس نے ان کو اس قدر ذلیل و خوار کر رکھا تھا۔

کہ بنی جدیس کی کوئی باکرہ عورت اپنے شوہر کے پاس اوسوقت تک نہ جاسکتی تھی
جب تک عملوق اوس سے خلوت نہ کرلیتا تھا ایک مدت تک یہی دستور جاری رہا
بعد چندے عفیرہ بنت غفار بن جدیس کی شادی ہوئی عملوق نے حسب دستور
سابق عملدرآمد کیا اس کا بھائی اسود بن غفار اس امر سے بہت بھڑ آیا اور روسائے
جدیس کو ایک خاص جلسہ میں جمع کرکے کہنے لگا کہ تملوگوں کو کچھ شرم نہیں آتی
ہے اس قدر مذلت اور رسوائی کتے بھی پسند نہ کرینگے تم میرا کہنا مانو تو میں تمکو
اس ذلت سے نکال کر عزت کے خوشنما باغ کی سیر کراؤں حاضرین نے کہا کہ
اسکی کیا صورت ہوگی اسود نے کہا کہ عملوق کی معہ اوس کی قوم کے دعوت
کرو اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوں تو ان کو نیست و نابود کردو سبھوں نے
اس امر پر اتفاق کرلیا چنانچہ عملوق معہ اپنے قوم کے جس وقت کھانے میں مصروف
ہوا اسود نے حملہ کرکے عملوق کو قتل کر ڈالا اور باقی سبھوں کو رؤسا بنی جدیس نے
نیست و نابود کردیا۔ اِن میں سے صرف رباح بن مرہ بن طسم خدا جانے کس طرح
اس واقعہ سے بچکر حسان بن تبع کے پاس چلا گیا اوس نے اسکا کمال خوشی سے
استقبال کیا اور اسکی اعانت کی غرض سے بنی حمیر کو لیکر یمامہ کی طرف روانہ ہوا
اثنا راہ میں رباح بن مرہ نے کہا کہ میری ایک بہن یمامہ نامی بنی جدیس میں بیاہی
ہے اوس سے زیادہ دور تک دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا وہ تین مرحلہ سے
سوار کو دیکھتی ہے مجکو اس امر کا اندیشہ ہے کہ تملوگوں کو کہیں وہ دیکھ نہ لے مناسب
ہے کہ ہر شخص ایک ایک درخت کا ٹکڑا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر یمامہ کیطرف چلے
لیکن باایں ہمہ یمامہ نے دیکھ لیا اور بنی جدیس سے کہنے لگی کہ دیکھو تمہاری طرف

حمیری آرہے ہیں میں دیکھ رہی ہوں کہ بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں درخت لئے ہوئے اوس کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں بنی جدیس نے اس امر کو خلاف عقل سمجھکر نہ تو اپنے حفاظت کا کچھ انتظام کیا اور نہ مقابلہ کی تیاری کی اسکے دوسرے روز صبح کو حسان بن تبع معہ اپنے لشکر کے بنی جدیس کے سر پر پہونچ گیا اور بہت سخت خونریزی کے ساتھ اوسکو نیست و نابود کرکے اُن کے قلعوں اور مکانات کو بھی ویران کردیا بنی جدلیس سے صرف اسود بن غفار طے کے پہاڑوں کے طرف بھاگ کر چلا گیا لڑائی ختم ہونے کے بعد تبع نے یمامہ کو باواکر اوسکی آنکھیں نکلوالیں۔ اس شہر کا نام پہلے "جو" تھا اس واقعہ کے بعد سے یمامہ کے نام سے مشہور ہوا۔ طبری نے اور مورخین سے روایت کی ہے کہ جس تبع نے بنی جدیس سے مقابلہ کیا تھا وہ اس حسان کا باپ یعنی تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب تھا ہم اسکے حالات ملوک یمن کے سلسلہ میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جسوقت حسان معہ بنی حمیر کے یمامہ کیطرف روانہ ہوا تو اُس نے مقدمۃ الجیش کا افسر عبد کلال بن مثوب بن حجر بن ذی رعین کو مقرر کیا۔ رباح ابن مرہ نے اپنی بہن کا قصہ اسی عبد کلال سے بیان کیا تھا اور اس کی بہن کا اصلی نام زرقا تھا اوسی کو عنزہ اور یمامہ بھی کہا کرتے تھے۔

قوم ثمود اور صالح کا شجرۃ النسب



عمالقہ عملیق بن لاوذ کی اولاد سے تھے بلند قامتی اور جسامت میں یہ لوگ تمثیلاً ذکر کئے جاتے ہیں طبری نے لکھا ہے کہ عملیق پدر عمالقہ ہے۔ اسکے قبائل مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے تھے چنانچہ اہالیان مشرق، عمان، بحرین، حجاز اور مصر میں فراعنہ اور شام میں جبابرہ جنکو کنعانین کہتے ہیں انہیں میں سے ہیں۔ بحرین اور عمان اور مدینہ میں جو لوگ ان میں سے رہتے تھے ان کے مورث اعلیٰ کو جاسم کہتے تھے بنی جاسم سے مدینہ میں بنی لف۔ بنی سعد بن ہزال بنی مطر بنی ارزق

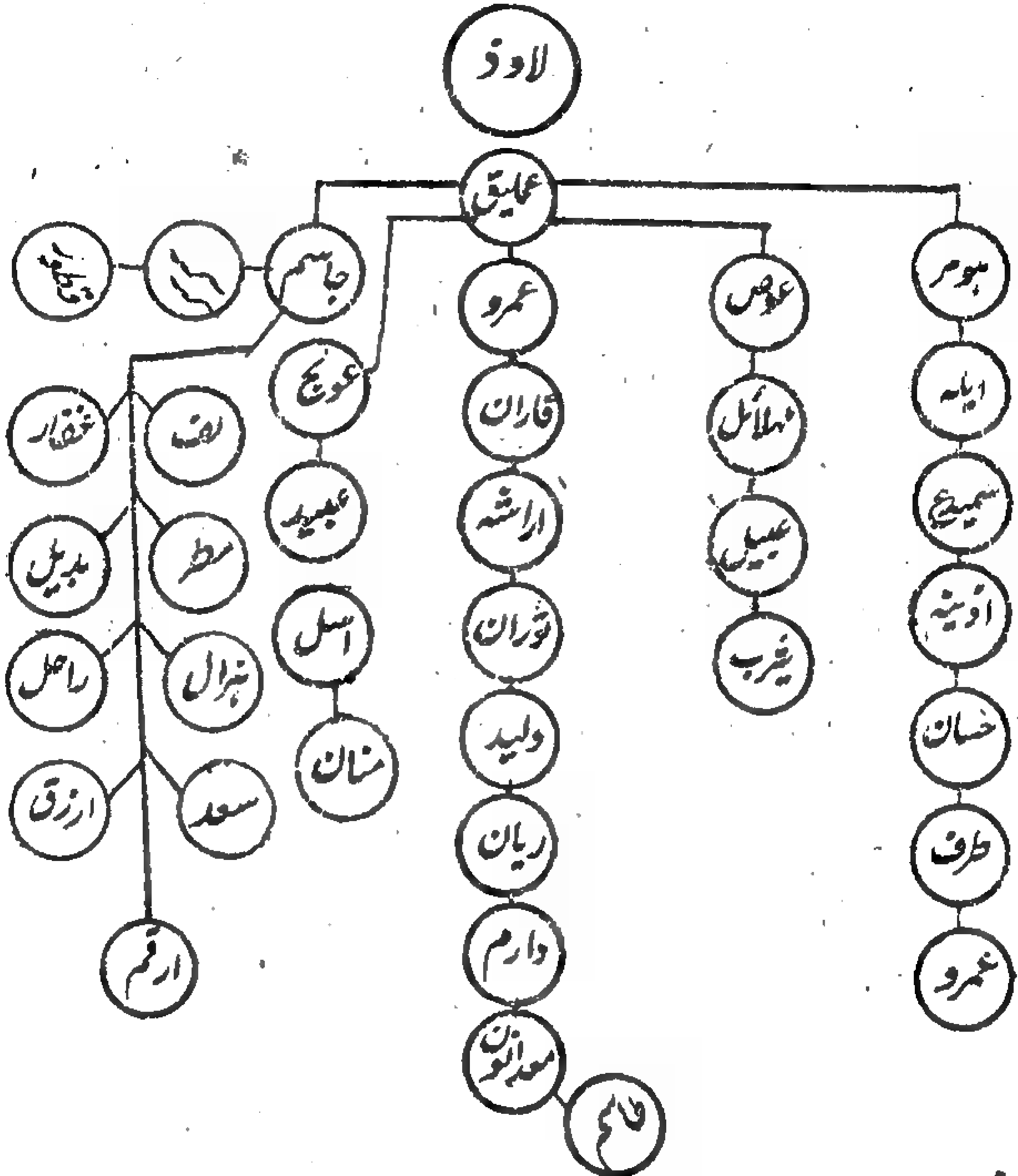
ہیں اور نجد میں انھیں میں سے بدیل۔ راحل۔ غفار اور حجاز میں بنی ارقم اسی گروہ سے شمار کیے جاتے ہیں یہ سب نجد میں رہتے تھے اور ان کے بادشاہ کا نام ارقم تھا اور طایف میں بنی عبد ضخم ابن عاد اولی رہتا تھا۔ انتہی۔

علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دار الخلافت بغداد کے کتب خانہ میں تواریخ کی کتابیں دیکھی ہیں جن سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ کا مقام تھامہ (ارض حجاز) ہیں قیام رہا او سوقت سے جبکہ بنی حام کے ہاتھوں تنگ آکر بابل سے چلے آے تھے تا آنکہ اسمعیلؑ ارض حجاز میں آئے اور اس گروہ میں سے اکثر جنکی قسمت میں دولت ایمان تھی جناب موصوف پر ایمان لائے اور حکومت دولت کے ساتھ گذران کرتے رہے یہاں تک کہ سمیدع بن لاوذ بن عملیق بادشاہ ہوا اور اسی کے زمانہ میں عمالقہ کو حرم سے جرہم نے جو کہ قحطان کے قبیلہ سے تھا نکالدیا پس اُن لوگوں میں سے بنی عبیل بن مہلایل بن عوص بن عملیق مدینہ میں جا بسے اور ارض ایلہ میں ابن ہومر بن عملیق قیام پذیر ہوئے اور یہاں کی حکومت اسی کی اولاد میں رہی یہ لوگ اپنے بادشاہ کو سمیدع کہتے تھے آخری سمیدع ابن ہومر تھا جسکو یوشع نے قتل کیا تھا جبکہ بنی اسرائیل نے بعد موسیٰ کے ممالک شام پر حملہ کیا تھا عمالقہ اور بنی اسرائیل سے اس مقام پر بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں تا آنکہ عمالقہ پر یوشع غالب آئے اور اریحا پر قبضہ کرلیا جو کہ بیت المقدس کے قریب ہے بعد اسکے بنی اسرائیل نے ممالک حجاز پر حملہ کرکے اسکو بھی عمالقہ سے چھین لیا یثرب اوسکے بلاد اور خیبر وغیرہ پر قبضہ کرلیا یہود قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع اور کل یہود حجاز انھیں میں سے ہیں پھر بعد اسکے انکی حکومت دولت روم میں ہوئی اور اذینہ ابن السمیدع بلاد شام اور جزیرہ کا حکمران ہوا بعد اسکے

سنان ابن اذینہ اور حسان بن بدیاہ اور عمرو ابن طرف یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے عمرو ابن طرف اور جذیمۃ الابرش سے مدتوں سخت معرکہ آرائیاں رہیں تا آنکہ جذیمۃ الابرش فتح نصیب ہوا اور عمرو ابن طرف کو گرفتار کرکے بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور انھیں عمالقہ سے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں عمالقہ مصر ہیں۔ مصر پر عمالقہ اوسوقت سے قابض ہوئے ہیں جبکہ کسی قبطی بادشاہ نے عمالقہ کے کسی بادشاہ سے جوکہ اون دنوں شام میں رہتا تھا (اوسکا نام ولید بن دومع تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا نام ثوران ابن اراشہ بن فادان بن عمرو بن عملاق تھا) کسی کام میں مدد کا خواستگار ہوا اور وہ بنظر اعانت مصر میں آکر رہ گیا اور خود قبط کو مصر سے نکال دیا۔ جرجانی کہتا ہے کہ عمالقہ اسی وقت سے مصر کے مالک ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ انھیں میں سے ابراہیمؑ کا فرعون سنان ابن اشل ابن علید ابن عویج ابن عملیق اور یوسف کا فرعون ریان ابن ولید ابن ثوران اور موسیٰ کا فرعون ولید ابن مصعب ابن ابی اہون ابن ہلوان تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلواس ابن قاران تھا اور عمالقہ سے جوکہ بعد ریان ابن ولید کے تخت نشین ہوا وہ طاشم ابن معدان تھا انتہیٰ کلام الجرجانی (جرجانی کا کلام تمام ہوا) اور اہل اثر ولید ابن مصعب کی نسبت جوکہ زمانہ موسیٰ میں فرعون مصر تھا یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ نجار تھا خاندان سلطنت سے نہ تھا رفتہ رفتہ فرعون مصر کے دستہ فوج جاں نثاران کا سردار ہو گیا بعد ازاں خوبی قسمت یا انقلاب زمانہ سے خاندان سلطنت پر غالب آگیا اور اسی نے عمالقہ کے خاندان کا خاتمہ کر دیا اور پھر جب اس نے موسیٰ کا تعاقب کیا اور نیل میں ڈوب گیا

تو ملک پھر قبطیوں کے قبضہ میں آگیا اور اہل ملک نے خاندان سلطنت سے ولوکہ کو والی ملک مقرر کیا جیسا کہ ہم آگے چلکر قبط کے حالات میں بیان کرینگے لیکن بنی اسرائیل عمالقہ حجاز سے واقف نہیں ہیں البتہ عمالقہ شام کی نسبت ان کا یہ بیان ہے کہ عملاق ابن الیفاذ ابن عیصو (یا عیصاب یا عیعص) ابن اسحاق ابن ابراہیم کی اولاد سے ہیں اور فراعنہ مصر بھی انھیں سے ہیں اور جن کنعانیوں کو طبری نے عمالقہ میں ذکر کیا ہے اسرائیلین کے نزدیک وہ کنعان ابن حام سے ہیں اور بلاد شام میں پھیل کر اسکے مالک ہوگئے اور انھیں لوگوں کے ساتھ بنو عیصو بھی تھے بنی اسرائیل نے زمانہ یوشع بن نون میں انکے ہاتھ سے حکومت چھین لی تھی ان واقعات سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زناتہ مغرب انھیں عمالقہ سے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

امیم وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے پتھروں کے ٹکڑوں سے مکان بنوایا تھا اور اوسکی چھت لکڑیوں سے تیار کرائی تھی عملاق بن لاوذ کا نسبی بھائی ہے اور زمین فارس میں رہتا تھا اسی وجہ سے فارس کے بعض علماء نسب یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل فارس امیم کے اولاد سے ہیں اور کیومرث جو منتہائے سلسلہ نسب ہے وہ امیم ابن لاوذ کا لڑکا ہے لیکن یہ قول بالکل ناقابل اعتبار اور غیر صحیح ہے اور انھیں کے نسل سے وبار ابن امیم بھی تھا جو کہ مابین یمامہ اور شحر کے قیام پذیر ہوا تھا جسکی نسل کو باد صرصر نے ہلاک کیا واللہ اعلم۔



شعیب　　عرب بائدہ بنی ارفخشد۔ یقطن بن عابر بن فالخ بن ارفخشد سے نسباً تعلق رکھتے ہیں ان کے نامی قبایل جرہم۔ حضور۔ حضرموت۔ سلف تھے۔ حضور دیار رس میں رہتے اور اہل کفر و بت پرست تھے ان کے طرف شعیب نبی بن ذی مہذم مبعوث ہوئے ان کو ان لوگوں نے شامت اعمال سے جھٹلایا اور پہ ایمان نہ لائے انجام یہ ہوا کہ اور گروہوں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئے۔

(مترجم) شعیب کا نام تیرون تھا ضیعون بن عنقار بن ثابت بن مدین بن ابراہیمؑ کے لڑکے تھے بعضوں نے جناب موصوف کے باپ کا نام میکیل لکھا ہے جو کہ اولاد مدین بن ابراہیمؑ سے تھا اور بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شعیب اون لوگوں میں سے کسی کی اولاد سے ہیں جو ابراہیم پر ایمان لائے تھے اور اون کے ہمراہ سرزمین شام میں ہجرت کرکے چلے آئے تھے علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے کہ شعیب کی ماں لوط بن ہاران بن تارح کی بیٹی تھیں اس روایت کے اعتبار سے شعیب وابراہیم یکجدی اور ایک ہی خاندان سے ہوئے لیکن ہم اپنے حافظہ پر بھروسہ کرکے کہہ سکتے ہیں کہ شعیب۔ ابراہیم کی اولاد سے ہیں جیساکہ علامہ ابن خلدون نے آگے چلکر ایک مقام پر صراحتًا شعیب کے نسبت وہو ابن نویل بن رعویل بن عیا بن مدین (وہ یعنی شعیب بیٹے تھے نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کے) تحریر کرتا ہے۔

شعیبؑ حاضر جواب لطیفہ گو حق باتوں کے کہنے میں بالکل بے جھجک تھے کسی کو سوائے آپ کے باوجود نابینائی کے نبوت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے انکی قوم کا یہ فقرہ '' وانا لنراک فینا ضعیفًا '' اے ضریر البصر (ہم بیشک تجھکو اپنے میں ضعیف یعنی بے بصر دیکھتے ہیں) حکایتً کلام پاک میں ذکر کیا ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم شعیب کے عندالتذکرہ بلیغ ہونیکے وجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے ذاک خطیب الانبیاء یعنی یہ نبیوں کے خطیب ہیں کتب تواریخ کی ورق گردانی سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شعیبؑ اہل مدین اور اصحاب ایکہ اور اہل الرس کیطرف مبعوث ہوئے تھے پہلے دو یعنی اہل مدین اور اصحاب ایکہ کا ذکر کلام مجید میں اس صراحت

سے آگیا ہے کہ آپ انکے طرف مبعوث ہوئے تھے باقی رہے اصحاب الرس انکا ذکر قرآن پاک میں موجود تو ہے لیکن اوس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب موصوف انکے طرف مبعوث ہوئے تھے ہاں کتب تواریخ کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شعیبؑ اصحاب الرس کے طرف بھی بھیجے گئے تھے چنانچہ خود علامہ ابن خلدون نے اپنی معتبر تاریخ میں ایک مقام پر لکھا ہے وبعث الیہم نبی منہم اسمہ شعیبؑ (اور بھیجا اونکی طرف یعنی اہل رس کی طرف ایک نبی جو کہ شعیب نامی اونھیں میں سے تھے) اہل مدین اور اصحاب ایکہ بدترین کی طرف زیادہ مائل تھے دو ترازو اور دو وزن رکھتے تھے لینے کیوقت زیادہ لیتے اور دیتے ہوئے کم دیتے تھے علاوہ اسکے بت پرستی بھی کرتے تھے راستوں پر بیٹھے رہتے تھے لوگوں کو شعیب کے پاس آنے جانے سے روکتے تھے اور جو لوگ ایمان لائے تھے اونکو تنگ کرتے تھے جب ان لوگوں کی شرارت سے شعیب نے اپنا وعظ و پند نہ بند کیا اور کچھ لوگ آپکی طرف مائل بھی ہو چلے تو ایک روز دو چار سردار ملکر شعیب کے پاس آئے اور یہ دھمکی دیا۔ لَنُخْرِجَنَّکَ یَا شُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَا اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (بے شک ہم تمکو اے شعیبؑ معہ اون لوگوں کے جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہوئے ہیں اپنے گاؤں سے نکالدینگے یا تو تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ) شعیبؑ انکی اس دھمکی کا خیال کچھ نہ کرکے برابر وعظ و پند کرتے رہے اسوقت مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا اور اسطرح ڈرانا شروع کردیا۔

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ (اگر تمہارے اعزہ اقارب زیادہ نہوتے تو تجھکو ہم سنگسار کر ڈالتے) وَمَا اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ (اور یہ امر ہمکو کچھ دشوار نہیں ہے) اس بحث و تکرار اور بت پرستی و کفر کا انجام یہ ہوا کہ اللہ جل و علیٰ ذکرہ نے اوس قوم پر عذاب

یوم الظلہ نازل فرمایا جس سے سوائے شعیبؑ اور ان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے کوئی جانبر نہوا۔ عبداللہ ابن عباسؓ آیہ کریمہ فَاَخَذَہُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّۃِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے گرمی اور حرارت آفتاب اس قدر بڑہا دی کہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے گھبراکر باہر نکلے دو ڈہائی میل کے فاصلہ پر ایک ابر دکھلائی دیا دو چار آدمی اوسکی طرف ڈور کر گئے جب اوس ابر کی وجہ سے آفتاب کی حرارت سے انکو نجات ملی اور خنکی محسوس ہونے لگی تو ان لوگوں نے اپنے قوم کو بلایا جب کل قوم اس ابر کے نیچے آکر مجتمع ہوگئی تو اللہ جلشانہ نے اوپر اوس ابر سے آگ برسادیا سب کے سب جلکر خاک ہوگئے اور اہل مدین (جو کہ مدین ابن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے) اوپر بوجہ بت پرستی و بددیانتی اللہ جلشانہ نے رجفہ (زلزلہ) کا عذاب نازل کیا تھا جس سے باستثناء مومنین اور شعیبؑ کے سب کے سب ہلاک ہوگئے اور اہل رس بت پرستی کرتے تھے کفر و الحاد میں ڈوبے تھے شعیبؑ نے مدتوں انکو سمجھایا آنیوالے عذاب سے ڈرایا لیکن چونکہ اونکی قسمت میں ہلاکت لکھی تھی شعیبؑ کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اللہ جل شانہٗ نے اون کو بھی اسی طرح ہلاک و تباہ کردیا جس طرح سے پہلا گروہ برباد کردیا گیا (انتہی کلام المترجم)

جرہم یمن میں رہتا تھا اسکی زبان عربی تھی۔ یعرب ابن قحطان کا جسوقت دور دورہ ہوا اوسوقت جرہم تو بلاد حجاز کا والی مقرر کیا گیا اور عاد بن قحطان شمسر وغیرہ کا حاکم ہوا اور عمان کی ولایت یقطن بن قحطان کے سپرد کی گئی بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے بنی جرہم بعد اس کے اولاد قطور بن کرکر بن عملاق

قحط کی وجہ سے یمن سے مکہ میں یکے بعد دیگرے چلے آئے تھے اور یہیں مقیم رہے یہانتک کہ اسمٰعیلؑ مکہ میں آئے اور جناب موصوف کو نبوت مرحمت فرمائی گئی بنی جرہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے بعد بیت اللہ کے وہ متولی رہے تا آنکہ اوپر بنی خزانہ غالب آئے ۔ بنی جرہم مکہ سے نکلکر یمن میں آگئے اور یہیں ہلاک ہوئے ۔

حضر موت زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے عرب عاربہ میں شمار کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ عرب بائدہ سے نہیں ہیں کیونکہ اونکی نسلیں زندہ گروہ میں پائی جاتی ہیں اس گروہ میں سے سب سے پہلے جس نے حکومت کی بناڈالی جسکا ذکر آج تک صفحہ تاریخ میں موجود ہے وہ عمرو الاشنب بن ربیعہ بن یرام بن حضرموت تھا اسنے مدتوں سلطنت کی اپنے مقبوضہ ممالک کے حدود بڑہائے اس کے بعد اسکا لڑکا نمرالازج تخت حکومت پر بیٹھا عمالقہ سے ایک زمانہ دراز تک لڑتا رہا اس نے سو برس تک بادشاہی کی اس کے بعد کریب ذوکراب بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا پھر نمرالازج ثانی کریب ذوکراب کے بعد بادشاہ ہوا اور ایک سو تیئیس برس تک حکمراں رہا چونکہ اسکی حالت حیات میں اس کے بھائیوں اور لڑکوں کا انتقال ہوگیا تھا اسوجہ سے اسکے بعد مرثد ذو مروان بن کریب بادشاہ ہوا اور ایک سو چالیس سال تک حکومت کرتا رہا یہ پہلے مقام مارب میں رہتا تھا بعدہ حضرموت میں آگیا تھا بعد اسکے علقمہ ذو قیفان بن مرثد ذی مروان تیس برس اور ذو عیل بن ذی قیفان دس برس یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے ۔ ذو عیل بن ذو قیفان حضرموت کو چھوڑکر صنعاء میں چلا آیا تھا اس نے یعفر بن جلین پر فوج کشی کی اور اوسکو گرفتار کرکے قتل کیا بعدہ ذوعیل بن ذوعیل حضرموت کا حکمراں ہوا

ملوک یمن سے یہ پہلا وہ شخص ہے جو رومیوں سے لڑا اسی نے یمن میں حریر اور دیبا کو رائج کیا تھا بعد اسکے بدعات بن ذوعیل نے چار برس حکومت کی اس نے کوئی امر جدید ایجاد نہیں کیا اور نہ اسکو توسیع ملک کا خیال کبھی پیدا ہوا بعد اس کے بدعیل بن بدعات تخت پر بیٹھا یہ ایک قلعہ بنوا کر اور چند عمارتیں ناتمام چھوڑ کر مرگیا۔ حماد بن بدعیل نے اس کے بعد اسّی سال تک حکومت کی اس نے فارس پر سابور ذوالاکتاف کے عہد حکومت میں حملہ کیا اور اوسکو ایسا پامال کیا کہ مدتوں حماد کی زیادتیوں کے آثار فارس کے کھنڈرات سے نمایاں رہے بعد اسکے یشرح ذوالملک بن دوب بن ذوحماد بن عاد بلاد حضرموت پر ایک سو برس تک حکومت کرتا رہا یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے فوج میں جان نثاروں کا ایک خاص دستہ مقرر کیا اور آداب شاہی مرتب کئے بعد اسکے منعم ابن ذوالملک وعمار بن جذیمہ بن منعم اور یشرح بن جذیمہ بن منعم اور عمر بن یشرح بعدہٗ ساجن معروف بہ عمر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور حکومت کرتے رہے اور ساجن کے زمانہ حکومت میں حبشہ یمن پر غالب آئے۔

جرہم کے نسبت علامہ ابن سعید کی روایت یہ شہادت دے رہی ہے کہ جرہم کا ایک گروہ عاد کے زمانہ میں گزرا ہے جسکو علماء نسب عرب عاربہ سے شمار کرتے ہیں اور یہ جرہم جو یمن میں رہتا اور قحطان ابن عابر کا لڑکا تھا اسکو یعرب بن قحطان نے اپنے زمانہ حکومت میں حجاز کا حاکم مقرر کیا اسکے بعد عبد یالیل اسکا لڑکا بعدہ عبد المدان بن جرہم اور نفیلہ اور مضاض ابن عبد المسیح اور حرث یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور والی حجاز ہوتے رہے بعد ان لوگوں کے جرہم بن

عبد یالیل بعدہ اسکا لڑکا عمرو ابن الحرث بعد اسکے بشیر ابن الحرث اِسکا بھائی
اور مضاض بن عمرو بن مضاض حاکم حجاز ہوے اسمٰعیل علیہ السلام نے
جوکہ عرب کے تیسرے گروہ کے مورث اعلیٰ ہیں جرہم ثانی میں نشو و نما پائی تھی اور
انھیں کے طرف مبعوث ہوئے تھے اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔
اولاد سبا قبایل سابق کی طرح فنا نہیں ہوئے اور اونکی یادگار نسلیں یمن
میں پائی جاتی ہیں اور وہی دوسرے طبقہ کی بولتی چالتی چلتی پھرتی تصویریں
ہیں۔کسی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سبا کی نسبت
دریافت کیا تھا کہ وہ مرد تھا یا عورت یا زمین کے ٹکڑے کا نام ہے آپ نے
ارشاد فرمایا کہ سبا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوے تھے منجملہ اونکے
چھ یعنی مذحج۔ کندہ۔ ازد۔ اشعر۔ انمار۔ حمیر۔ یمن میں سکونت پذیر
رہے اور چار یعنی۔ لخم۔ جذام۔ عاملہ۔ غسان شام میں مقیم ہوئے۔

ابراہیمؑ　اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ قحطان سے پہلے زمانۂ
نوح تک اس گروہ کے آباء واجداد لغات عربیہ سے واقفیت نہ رکھتے تھے
جیسا کہ بذاتہٖ قحطان نے جو عرب کے دوسرے طبقہ کا مورث اعلیٰ ہے گروہ
سابق سے عربی زبان سیکھی اور رفتہ رفتہ وہی عربی لغت اسکی آیندہ نسلوں کی
مادری زبان کے قایم مقام مانی گئی اسی طرح اس کا بھائی فالغ ابن
عابر اور اسکی اولاد ابراہیم تک عجمی زبان بولتے تھے تا آنکہ اسمٰعیل کا
زمانہ آیا جو عرب کے تیسرے طبقہ کے جد اکبر قرار دے جاتے ہیں اور
انھوں نے جراہم سے زبان عربی کی تعلیم پائی اور وہی بنی اسمٰعیل کی

مادری زبان سمجھی گئی۔ اقتضائے مقام اور مناسبت کلام کے خیال سے عرب کے اس تیسرے طبقہ کا بھی نسب اسی مقام پر بیان کئے دیتے ہیں تاکہ گروہ سابق اور لاحق میں ایک انتظامی سلسلہ قائم ہو جائے اور انساب عالم پورا پورا احاطۂ بیان میں آجائے۔

ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے آبا و اجداد عجمی تھے اور عجمی زبان بولتے تھے لیکن چونکہ عالم میں آپ کا نسب کامل طریقہ سے محفوظ رہا اور بخیال بعض مورخین بنی آدم کی آیندہ نسلیں آپ کے اعقاب و اخلاف سے شمار کیجاتی ہیں اور علاوہ بریں آپ کے اسلاف عرب کے اس طبقہ کے معاصر بھی تھے پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ابراہیم کا نسب اور اون کی اولاد کے حالات حسب قرارداد شرط کتاب تحریر کیا جائے لہذا ہم سب سے پہلے اسماعیل کا نسبی سلسلہ چھیڑا چاہتے ہیں اور اوسکے امور متعلقہ ضروریہ کا اظہار کرتے ہوئے جناب ابراہیم کے اخبار و حالات لکھیں گے۔

اسماعیل علیہ السلام۔ ابراہیم کے خلف اکبر تھے اور یہ آزر (جسکو تلمیح یا تارخ کہتے ہیں اور آزر ایک بت کا نام تھا جسکے نام سے یہ ملقب ہوئے) ابن ناحور بن ساروح (یا شاروح یا شاروغ یا اشرغ) بن ارعوا بن فالغ (یا فالخ) بن عابر (یا عنبر) بن شالخ (یا شلیح) بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کے لڑکے تھے علامہ ابو محمد کا یہ بیان ہے کہ میں نے اس نسب کو توریت میں دیکھا ہے ہو بہو ایسا ہی پایا ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ بجائے ساروح (اشرغ) کے شاروغ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ شالخ اور ارفخشذ کے درمیان ایک پشت اور گذری ہے جسکا نام قینن تھا۔ توریت میں اسکا ذکر اسوجہ سے نہیں کیا گیا کہ یہ ساحر تھا اس نے

الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابن خرم کہتا ہے کہ فالغ اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا جو ملکیصدق کے نام سے مشہور تھا اور وہ عابر کا لڑکا فالغ کا باپ تھا۔ واللہ اعلم۔ توریت میں یہ ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیمؑ ترپن برس کے تھے کیونکہ ارفخشذ صاحب سام سے طوفان کے دو برس کے بعد پیدا ہوئے اور جب ارفخشذ کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو شالخ پیدا ہوا شالخ کی تیس برس کی عمر تھی کہ عابر پیدا ہوا اور پینتالیسویں برس عابر سے فالغ اور فالغ کی تیس برس کی عمر میں ارغو اور ارغو کی تیس برس کی عمر میں شاروغ اور شاروغ کی تیس برس کی عمر میں ناحور اور ناحور کی اونتیس برس کی عمر میں تارح پیدا ہوا اور جسوقت تارح کی عمر پچہتر برس کی ہوئی جناب ابراہیم پیدا ہوئے اس حساب سے زمانۂ طوفان سے ولادت ابراہیمؑ تک دو سو ننانوے برس ہوتے ہیں اور نوح بعد طوفان تین سو پچاس برس زندہ رہے پس وقت انتقال نوح ابراہیم ترپن برس کے تھے اور آپ نے اپنے جد اعلیٰ کا زمانہ پایا ہے۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ ابراہیمؑ کل بنی آدم کے جو ان کے بعد ہوئے ہیں جد اعلیٰ ہیں اس اعتبار سے جناب موصوف تیسرے جد اعلیٰ بعد نوح و آدم علیہم السلام کے قرار پائے۔

علامہ ابن سعید کتاب البدء سے نقل کرتا ہے کہ پہلے جس نے اولاد حام ابن نوح سے بادشاہت کی اور حکومت اور سلطنت کی بنا ڈالی وہ کنعان بن کوش بن حام بن نوح تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کنعان کس وجہ سے کس زمانہ میں اپنے مرز بوم شام سے زمین کے اوس حصہ کیطرف چلا آیا جسکو اب سرزمین

بابل کہتے ہیں اور ایک شہر اٹھارہ کوس مربع میں بابل نامی آباد کیا اس کے بعد نمرود نامی اسکا لڑکا تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ ہوا اس نے اکثر معورات عالم پر قبضہ کر لیا اسکی عمر نسبتہً دوسروں سے زیادہ ہوئی بنی حام سے یہ پہلا وہ شخص ہے کہ جس نے دین صابیہ اختیار کر لیا تھا اسی کی دیکھا دیکھی تھوڑے دنوں بعد اولاد سام بھی اس مذہب کی طرف مائل ہو گئی تھی

سام ابن نوح دجلہ کے شرقی جانب مقیم ہوا۔ یہ اپنے باپ کا وصی اور جانشین تھا۔ بعد اسکے ارفخشذ ابن سام اس کی املاک کا وارث ہوا۔ ارفخشذ روشن چراغ کو کہتے ہیں یہ بہت بڑا عابد پرہیزگار متقی تھا۔ اس کے بعد شالخ ابن ارفخشذ اسکا جانشین ہوا اور ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ بعدہٗ عابر ابن شالخ اسکی قایم مقامی پر مامور ہوا۔ یہی کلدانیونکو لیکر نمرود سے مقابل ہوا تھا لیکن نمرود اسپر غالب آیا اور اسکو وہاں سے نکال دیا۔ عابر معہ اون لوگوں کے جو اوسکے ساتھ تھے مجدل کیطرف جو فرات اور دجلہ کے درمیان واقع ہے چلا آیا۔ عابر عبرانیوں کا جد اعلیٰ ہے۔ اسکی صولت و حکومت مجدل میں قائم ہوئی اسکے بعد فالغ ابن عابر اسکا وارث و جانشین ہوا یہ وہی ہے جس نے اولاد نوح پر ملک کو تقسیم کیا تھا اسی کے زمانہ میں نمرود نے بابل میں ایک بڑا محل بنوایا تھا جسکا ذکر مصحف پاک میں آگیا ہے۔ فالغ کے بعد بخیال اکثر مورخین اسکا لڑکا ملکان جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں نبطی اور جرامقہ اس خاندان پر غالب آئے اور مجدل میں اپنے رعب و صولت کا سکہ چلایا۔ ملکان اسی حالت میں ایک لڑکا اتیا نامی (جو خضر کہے جاتے ہیں) چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ باقی رہا ارغو ابن

قائم وہ اس واقعہ کے بعد کلواذا کیطرف چلا آیا اور یہیں اس نے اپنے سچے دین کو خیرباد کہکر دین نبط یعنی صابیہ مذہب اختیار کیا اور ان میں اپنا نکاح کر لیا اسکی نبطی بیوی سے اسکا لڑکا شاروخ - اور شاروخ سے ناحور اور ناحور سے تارخ پیدا ہوا - تارح ابن ناحور ہی کو آزر کہتے تھے نمرود نے اسکو کمال اخلاص سے اپنے بیت الاصنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا اور نمرود ملوک جرامقہ سے ہے اسکا نام ہاصد کوش ابن حام کا لڑکا تھا انتہی کلام ابن سعید (کلام ابن سعید کا تمام ہوا۔

تارح جسکو آزر کہتے ہیں بہ روایت توریت اسکے تین لڑکے ابراہیم - ناحور ہاران تھے ہاران اپنے باپ کی حالت حیات میں اپنے لڑکے لوط کو چھوڑکر مرگیا لوط اس روایت کے مطابق ابراہیم کے بھتیجے ہیں - مورخین ابراہیم کے مولد (جائے پیدائش) میں اختلاف کرتے ہیں طبری کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم اطراف کوثا (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل میں پیدا ہوئے اور عامہ سلف اسکے قائل ہیں کہ ابراہیم نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانہ میں پیدا ہوئے اس زمانہ کے کہان (جمع کاہن) بتلارہے تھے کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی کے مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑڈالے گا نمرود نے یہ سنکر لڑکوں کے قتل کا حکم دیدیا - آپ کی ماں نے ایک گڈھے میں جاکر وضع حمل کیا تاآنکہ آپ بڑے ہوئے اور عنفوان شباب میں پہونچے اور ستاروں کو دیکھا اور ان سے ذات باری کو پہچانا اور نبوت حاصل ہوئی پس آپ اپنے باپ کے پاس آئے اور توحید کی طرف بلایا اس نے انکار کیا

اور آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس جرم میں نمرود کے سامنے پکڑ لائے گئے اور اسکے حکم سے آگ میں ڈالے گئے اللہ تعالیٰ نے اسکو ایسا ٹھنڈا کر دیا کہ جس سے انکو مطلق اذیت نہ پہونچی جیسا کہ قرآن میں موجود ہے نمرود نے یہ واقعہ عجیب دیکھکر قربانی کرنے کو کہا ابراہیم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا جبتک کہ تو ایمان نہ لائے گا نمرود نے کہا یہی ایک امر مجھ سے نہ ہو سکے گا۔

(مترجم) اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم کے والد آزر نے اپنی بی بی سے وضع حمل کا حال دریافت کیا تھا اور انہوں نے بے پروائی سے یہ کہہ دیا تھا کہ "ہاں میرے لڑکا پیدا ہوا تھا لیکن اوسی وقت مر گیا" آزر کو چونکہ بی بی پر زیادہ اعتماد تھا اسوجہ سے اس واقعہ کی اوس نے زیادہ تفتیش نہ کی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ آزر کو ابراہیم کی پیدائش کا حال معلوم تھا لیکن اوس نے نمرود کے خوف سے اس واقعہ کو چھپایا۔ ابراہیم جب تک گڑھے میں رہے اوسوقت تک آپ کی والدہ ہمیشہ آپ کو دیکھنے جایا کرتی اور دودھ پلا آیا کرتی تھیں جناب موصوف ایکدن میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر اور لڑکے ایک مہینہ میں نشو و نما پاتے ہیں۔

تھوڑے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہونچگئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کیوقت گڑھے سے نکلکر ویرانہ سے مکان کو روانہ ہوئے راستہ میں جو جانور ملتا تھا اوسکو آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہدیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے ابراہیم یہ سن کر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنیوالا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کیطرف آپنے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ستارہ [1]

[1] علامہ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ وہ ستارہ مشتری تھا۔

نظر آیا آپ بے ساختہ کہہ اوٹھے "ہذا ربی (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہوگیا تو آپ فرمانے لگے لا احب الا فلین (میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اوسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اوٹھے ہذا ربی جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین (یعنی اگر مجھکو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا) غرضکہ وہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں ہوئی تھی گذر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھکر ہذا ربی ہذا اکبر کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہوگیا تو آپ کے ذہن مبارک میں یہ خیال گذرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہوگا علاوہ اسکے یہ سب چیزیں ظاہر و غائب ہوتی رہتی ہیں تو بالضرور انکا ظاہر و غائب کرنے والا کوئی اور ہوگا بعد وہی قابل پرستش اور لائق خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا "یا قوم انی بری مما تشرکون" (اے قوم میں بیزار ہوں اون سے جنکو تم شریک کرتے ہو) انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین میں نے ان سبھوں کی طرف سے منھ پھیر لیا اور اوسکی طرف رخ کیا جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہوکر اور میں اون لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اوسکے ساتھ شریک کرتے ہیں) ابراہیمؑ کا ستارہ ماہتاب و آفتاب دیکھکر بار بار "ھذا ربی" کہنا اور پھر اوس سے گریز کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچون کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک

یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعوی کی شہادت کلام پاک کی یہ آیۂ کریمہ دے رہی ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰھِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِہٖ عٰلِمِیْنَ (اور بیشک ہمنے ابراہیم کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوتے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا اہل ہے) ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب آپ کو علم و فہم پہلے سے دیدیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھکر بار بار ھٰذا ربی کہا اوٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیہ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہہ پیدا نہیں ہوسکتا وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (اور اسی طرح دکھلانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں کی تاکہ اوسکو یقین ہو جائے (یعنی خطرات بشریہ رفع ہو کر اُسکو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد اور خالق ہے)

ابراہیم نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بناکر آپ کو فروخت کرنے کے لئے دیتا تھا بے تامّل بازار میں بتوں کو بیچنے کیواسطے لیجاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَن یَّشْتَرِیْ مَا لَا یَضُرُّ وَلَا یَنْفَعُہٗ (کون شخص ایسی چیز کو خرید کرے گا نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے اور اُنکے پاس نہ جاتے تھے اور نہ اون سے بتوں کو خرید کرتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کے طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبِیْ اِشْرَبِیْ (پی لے) کہتے تھے رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہوگئیں کچھ زمانہ داسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو ان کے بھولے پن اور لہو لعب پر محمول کرتے رہے لیکن جب یہ خلعت نبوت سے سرفراز

فرمائے گئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اوسکے سچے دین کی تعلیم ودعوت
کرنے لگے اوسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپسمیں اکثر جلسوں میں انکے
خلاف مشورہ کرنے لگے سب سے پہلے جسکو ابراہیم نے خدا کے سچے دین کی طرف بلایا
وہ آپ کا باپ آزر تھا لیکن اوسکی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اوس نے
آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے اون سوالات اور جوابات کو جو ابراہیم اور
اون کے قوم میں ہوئے تھے سترہویں پارہ سورہ انبیا میں اس طرح بیان فرمایا
ہے اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا
عٰكِفُوْنَ (جسوقت ابراہیم نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور
اوسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو!) قَالُوْا وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (اون لوگوں سے ابراہیم کا وہ اعتراض تو
اوٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسوجہ
سے ہم بھی تقلیداً انکو پوجتے ہیں) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ابراہیم یہ اون کا لاطایل جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ
ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو بیشک تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں
تھے) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (یعنی محبت پرستوں
کو ابراہیم کے اس کہنے سے کہ تم اور تمہارے آبا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے یہ شبہ
پیدا ہوا کہ شاید مذاقیہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو اون لوگوں نے ظاہر
کردیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لیکر آئے ہو
یا مذاقاً کہہ رہے ہو) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

الْاَرْضَ الَّذِیْ فَطَرَہُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ

(ابراہیم چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے خیال کو کہ آپ نے خدا کو نہیں کہا اس طرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ رب نہیں ہے بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہرا وہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادہر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیم کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہیے تاکہ اوس کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادہر ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بیکسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینا چاہئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آئیں چنانچہ جب ان لوگوں کے عید[1] کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ "ابراہیم تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تمکو اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیم نے ان لوگوں کو اِنِّیْ سَقِیْمٌ (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیم کے پاس سے ناامید ہو کر جا رہے تھے تو جناب موصوف نے دبی زبان سے فرمایا وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرونگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے ان میں سے

[1] سال میں ایک دن یہ لوگ بتوں کو نہلاتے تھے اور اچھے کپڑے پہنا کر اون کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے تھے اور تکلف کا لباس پہنکر عیدگاہ میں جاتے تھے اور جب لوٹ آتے تو بتوں کو سجدہ کرکے تبرک کھاتے تھے۔

سن لیا تھا۔

ابراہیم ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد بتخانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بت ایک مکلف تخت پر رکھا ہوا تھا اور اوسکے چار و نطرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طریقہ سے رکھے ہوے تھے اور سبھوں کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چنے ہوے تھے پہلے تو آپ نے اُن بتوں سے تعرضا فرمایا اَلَا تَاكُلُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اسکا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپنے کہا مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (تمکو کیا ہوگیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اسکا بھی کچھ جواب نہ ملا تو آپ اُن بتوں کے توڑنے میں معروف ہوئے جیساکہ آیہ کریمہ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ (پھر متوجہ ہوا اونپر داہنے ہاتھ سے بالقوت تمام) سے مفہوم ہوتا ہے اُس بتخانہ میں جس قدر بت تھے سب کو توڑ ڈالا سوائے اس ایک بت کے کہ جسکے کندہے پر آپ اپنا تیشہ رکھکر چلے آئے تھے جسوقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھکر چلائے مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (کس نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے اُن میں سے کہا کہ ایک جوان جسکو لوگ ابراہیم کہتے ہیں ان کی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اُسی کا ہو لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا اس نے ابراہیم کو بغیر کسی حجت و دلیل کے دفعتہ گرفتار کرلینا معیوب سمجھکر کہا اچھا اوسکو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھ آدمی اسکی شہادت دے سکیں۔ یہ یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور اونکو نمرود کے دربار میں گرفتار کرلائے نمرود نے دریافت کیا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ (اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیم نے اس کے جواب میں

صریحاً انکار نہ کیا بلکہ ایسا فرمایا بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَاسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ (بلکہ کیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں) ابراہیم کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہرہ پر فکر اور تشویش کے آثار کسی قدر نمایاں ہوگئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا اِنَّکُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بے شک تم ہی بے انصاف والوں میں ہو) پھر بعد چند لمحہ کے چونکہ شیطان نے انکی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈالدیے تھے ابراہیم سے مخاطب ہو کر کہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا ھٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ (بیشک تجھکو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسی وجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیم سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کس کا کام تھا ابراہیم ان لوگوں کی اس جہالت آمیز تقریر کو سنکر بولے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّ لَا یَضُرُّکُمْ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ (پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تمکو نہ نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان تف ہے تمپر اور اوسپر جسکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے۔ کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

پھر نمرود ابراہیم سے مخاطب ہو کر بولا کیا تم نے اپنے اوس رب کو دیکھا ہے جسکی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جسکی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو!

ابراہیمؑ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (میرا وہ رب ہے جو کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

نمرود ۔ یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں" ابراہیم یہ سنکر خاموش ہوگئے اور نمرود نے اُن دو
شخصوں کو طلب کیا جو واجب القتل ہوچکے تھے اُن دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا
اور دوسرے کی خطا معاف کرکے ابراہیم سے متوجہ ہوکر کہا" ابراہیم تمنے دیکھا کہ میں نے
کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنیوالا ہوں
تمہارے رب میں مجھ سے کوئی زائد صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو
اور مجھ میں نہو" ابراہیم نے کہا اِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِہَا
مِنَ الْمَغْرِبِ (بیشک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے پس تو مغرب سے
اوسکو نکال) نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا اپنا سا منہ لیکر خاموش ہوگیا اور
ابراہیم نمرود کے دربار سے اُٹھکر چلے آئے" تب اون لوگوں میں مشورہ ہونے لگا۔
بعضوں نے قتل[1] کرنے کو کہا اور کسی نے شہر بدر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ
اس رائے پر متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلادئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے
اتفاق ظاہر کیا اور لکڑی جمع کئے جانے کا حکم عام صادر کیا ہمارے خیال ناقص میں نمرود
کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نہ تھا جس نے کم و بیش اس حکم کی تعمیل نہ کی ہو اسوجہ
سے نہایت قلیل مدت میں بے انتہا لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ مشتعل کی گئی جسوقت
ابراہیم منجنیق میں رکھکر اُس آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے
اُسوقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین یعنی جن و انس کے تمام عالم زبان حال سے جناب
باری میں کہہ رہا تھا اگر ابراہیم آج جلادئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہے

[1] بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیزن نامی ایک شخص ابراہیم کے قتل پر مامور کیا گیا لیکن
ہیزن جسوقت ابراہیم کے قتل کو روانہ ہوا بقضاء الٰہی زمین میں دھنس گیا۔ واللہ اعلم۔

جائیگا تو اگر اجازت دے تو ہم ابراہیم کی مدد کریں جناب باری سے حکم ہوا ان استغاث بشئی منکم فلینصرہ وان لم یدع غیری فانا لہ (اگر وہ تم میں سے کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اوسکی مدد کرو اور اگر اوس نے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اوسکی مدد کو موجود ہی ہیں) اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیم سے کہا الک حاجۃ (کیا تمکو کچھ ضرورت ہے) لیکن ابراہیم نے صاف یہی جواب دیا اما الیک فلا (ہاں ہے مگر تجھسے نہیں) وہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور اونکی شان کے موافق تھا سوا جن وانس کے وہ تماشا حسرت وافسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جسوقت ابراہیم انبار آتش کے قریب پہونچے آسمان کیطرف سر اوٹھا کر جناب احدیت میں عرض کی اللھم انت الواحد فی السماء وانت الواحد فی الارض حسبی اللہ ونعم الوکیل (الٰہا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھکو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے) ہنوز آگ کے شعلوں کا ایکے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہونچنے پایا تھا کہ یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم (اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیم کے لیے) کے خطاب نے اوس نار کو گلزار بنا دیا جل جلالہ کیا شان ہے مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہ وسلاما کا لفظ بردا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیم کو شدت برد (سردی سے) روحی صدمہ پہونچتا اور وہی باعث جدائی روح وتن ہوتا اور اسی طرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور علی ابراہیم کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام ونشان نہ ملتا واللہ اعلم۔

نمرود کے دماغ میں مدتوں یہ خیال یقینی صورت میں مرتسم رہا کہ آگ نے ابراہیم کا کام تمام کر دیا ہوگا لیکن ایک روز اتفاقاً اس نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھکر

متعجب ہوا اور اُس نے اُسی وقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا مجھ کو شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابراہیم زندہ ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیم کو دیکھ سکوں" نمرود کے زبان سے یہ فقرہ تمام ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان کے بنانے میں مصروف ہو گئے زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ وہ مکان بنکر تیار ہو گیا اور نمرود اس مکان سے چڑھ کر آگ کی طرف دیکھنے لگا اسکو اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اسوجہ سے ہوا کہ اوس نے ابراہیم کے پہلو میں ابراہیم کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر نہ ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا "اے ابراہیم تیرا خدا بہت بڑا ہے اُسکی قدرت وعزت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں اُسکو جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے کیا تجھکو مقدرہ استطاعت ہے کہ اس آگ سے صحیح وسالم نکل آئے ابراہیم نے جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھکو یہاں صحیح وسالم رکھا ہے اُسکی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا ہوں" ابراہیم یہ کہکر اُٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیم تمہارے پاس تمہارا ہی ہمشکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا اللہ جلشانہ نے اسکو میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھکو نہ پہونچے (انتہی کلام المترجم)

اس واقعہ کے بعد نمرود نے ابراہیم سے کہا "میں بعوض اُسکے جسکی طرف تم مجھکو بلاتے ہو تمہارے رب کے لئے قربانی کیا چاہتا ہوں ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک تو اُس ذات واحد پر ایمان نہ لائیگا اللہ جل شانہ تیری کسی عبادت کو قبول نہ کریگا۔ نمرود نے کہا میں ایک یہی امر تو نہیں کر سکتا کیونکہ میری شان کے خلاف ہے بعد اسکے اسنے چار ہزار

گایوں کی قربانی کی اور جناب موصوف کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ پھر اللہ جلشانہٗ نے
ابراہیمؑ کو ہجرت کا حکم دیا چنانچہ آپ معہ اپنے باپ تارح اور ناحور بن تارح اور انکی بیوی ملکا
بنت ہاران (تارح کے بھائی) اور لوط بن ہاران اور سارہ زوجہ ابراہیمؑ ارض کلدانیاین
سے ہجرت کر کے حرانؑ میں چلے آئے لوگوں نے کہا ہے کہ سارہ ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں
اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں جب دین ابراہیمی قبول کرنیکی وجہ سے
ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی شروع کی تو ابراہیم نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ انکو
کوئی کسی قسم کا آزار نہ دیگا لیکن توریت میں ہے کہ سارہ ارض کلدانیین سے ابراہیم
کے ساتھ حران میں آئیں اور یہاں پر ابراہیم سے انکا عقد ہوا سہیلی نے لکھا ہے کہ سارہ
ہاران ابن ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم کے چچا تھے اور جس ہاران کے لوط لڑکے ہیں وہ
تارح ابن ناحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح (آزر) کا دوسو پچاس برس کی
عمر میں انتقال ہو گیا پھر ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارض کنعان کی طرف ہجرت
کی جہاں پران کی نسلی ترقی اور ملک کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا پچھتر
برس کی عمر میں آپ نے وہاں آکے قیام کیا جہاں اب بیت المقدس ہے پھر تھوڑے
دنوں بعد جب ارض کنعانین میں قحط پڑا تو آپ معہ اپنے اہلبیت کے مصر میں چلے آئے۔

اگرچہ ابراہیم معہ اپنے اہلبیت کے مصر میں ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوئے
تھے جہاں پر کوئی آپ کو پہچانتا نہ تھا لیکن سارہ کا حسن و جمال کچھ ایسا ویسا معمولی
تو تھا نہیں رفتہ رفتہ اسکی خبر فرعون مصر کو پہونچی اس نے ابراہیم کو طلب کر کے سارہ
کے بارے میں استفسار کیا ابراہیمؑ نے اس خیال سے کہ شاید یہ مجھکو قتل کر کے سارہ

لہ طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے یہی شہر آباد کیا گیا تھا قدیم شہروں میں یہ شمار کیا جاتا ہے۔

کو ہمشیرہ بیلا دیا کہ یہ میری بہن ہے لیکن فرعون نے اسپر کچھ خیال نہ کیا اور سارہ کو اپنے آدمیوں سے اپنی خلوت خاص میں گرفتار کر کے منگوالیا پس جب اُس نے ایک بار یا بروایت بعض مورخین تین بار سارہ کا قصد کیا اور اوسکے ہاتھ ہر بار خشک ہوگئے یا کہ اُسپر صرعی (مرگی والی) کیفیت طاری ہوگئی اور ہر مرتبہ سارہ کے دعا سے اپنی اصلی حالت پر آگئے تب چوتھے یا دوسرے بار اُس نے سارہ سے اپنی اس بیجا دلیری کی معافی چاہی اور ہاجرہ کو آپ کے نذر کر کے حضرت ابراہیم کے پاس بھیجدیا۔

حریت ہاجرہ

لہ ہاجرہ مادر اسماعیل کا نام زبان عبرانی میں ہاغار ہے رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا جو افلاس و تنگدستی کیوجہ سے بابل چھوڑکر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت و دانشمندی سے اراکین سلطنت میں داخل ہوا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا سب سے پہلے جسکا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے اسی کے عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین سے بوجہ قحط مصر میں مع اپنے اہلبیت کے چلے آئے تھے کذا فی سفر الیشار (سفر الیشار میں ایسا ہی ہے)

عام طور سے اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے کہا کرتے ہیں" ہاجرہ لونڈی تھیں" لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہاغار و رقیون دونوں الفاظ عبرانی زبان کے ہیں اور عجب نہیں ہے کہ یہ اُسی قبیلہ سے ہو جس قبیلہ سے ابراہیم ہیں گو اسکی شہادت کافی نہیں ہوسکتی ہے اور بظاہر زمانہ قحط میں شاید اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر اندنوں اپکی قوم و ملک کا ہے ابراہیم نے مصر جانے کا قصد کیا ہو جیسا کہ اکثر ہر شخص کو ایسے مواقع پر اس قسم کے خیالات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ مفسرین توریت نے ہاجرہ

طبری نے لکھا ہے کہ جس فرعون نے سارہ کا ارادہ کیا تھا وہ سنان بن علوان برادر ضحاک تھا ظاہر یہ ہے کہ سنان۔ ملوک قبط سے ہے بعد اس واقعہ کے

کو بادشاہ مصر کی بیٹی تحریر کیا ہے چنانچہ ربی شلومہ اسحاق نامی مفسر توریت مقدس کتاب پیدائش کے سولھویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے "وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا ان کرامات کو جو بوجہ سارہ واقع ہوئیں تب کہا بہتر ہے کہ میری بیٹی رہے خادمہ ہوکر اُنکے گھر میں اس سے کہ رہے دوسرے گھر میں مالکہ ہوکر"

علاوہ اسکے اُس زمانہ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت میں لونڈی وغلام دو طرح پر ہوتے تھے ایک تو خرید کرنے سے جسکو عبرانی میں "مقنت کسف" کہتے ہیں دوسرے غنیمت جنگ سے اور وہ "شیبوت حرب" کہلاتے تھے تیسری صورت یہ تھی کہ ان کی اولاد لونڈی غلام کہے جاتے تھے جو درحقیقت تیسری قسم نہیں ہے بلکہ انھیں پہلی دونوں قسموں میں یہ داخل ہے اور اس قسم کے لونڈی غلام کو یلید بائث یعنی خانہ زاد کہا کرتے تھے لیکن ہاجرہ ان کل باتوں سے پاک تھیں اور اسوقت تک ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں ثابت ہوئی پھر ان کو لونڈی کہنا زیادتی نہیں ہے تو کیا ہے؟

اب باقی رہا یہ امر کہ سارہ نے ان کو لونڈی کیوں کہا اسکی وجہ ظاہر ہے کہ جب دو عورتوں علی الخصوص دو سوکنوں میں تکرار ہوتی ہے تو جسکی زبان زیادہ چلتی ہے وہ دوسرے کو حقارت سے کیا کچھ نہیں کہتی ہے لیکن کہنے سے وہ درحقیقت ویسی نہیں ہو جاتی جو دوسری کہتی ہے اور اگر درحقیقت ہاجرہ لونڈی ہوتیں اور اسمٰعیل لونڈی زادے ہوتے تو سارہ ان دونوں ماں بیٹے کے نکالدینے یعنی طلاق دینے کی درخواست نکرتیں کیونکہ انکی شریعت میں

ابراہیم معہ اپنے اہلبیت کے شام کو ارض کنعان کیطرف چلے گئے بعضوں نے لکھا ہے کہ جس نے سارہ کا قصد کیا تھا اور جسکے ہاتھ خشک ہو گئے یا وہ صرع میں مبتلا ہو گیا تھا وہ شاداردن تھا اور اوس نے بعد افاقہ ہاجرہ کو آپ کی خدمت کیلئے آپکو دیکر رخصت کیا جو بعض ملوک قبط کی لونڈی تھیں۔

پھر ابراہیم مصر سے نکلکر معہ اپنے متعلقین کے ارض کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حیرون میں (جس کو اب مقام خلیل کہتے ہیں) پہونچکر قیام کیا یہ وہی مقام ہے جس کو صابیہ ہیکل مشتری و زہرہ کہتے تھے اور متبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے عبرانیوں نے اسی کا نام ایلیا (اللہ کا گھر) رکھا لوط یہاں تک تو ابراہیم کے ساتھ ساتھ رہے لیکن اب یہ مویشیوں کی کثرت اور سبزہ زاروں کی قلت کی وجہ سے ابراہیم سے علحدہ ہو کر فلسطین کی طرف جانے والے ہیں اگرچہ ہمارے مورخ نے اون کی سرگذشت اسی مقام پر تحریر کی ہے لیکن ہم ان کا حال مستقل طور سے آئندہ لکھیں گے۔ اس موقع پر اوس دلچسپی کو جو کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہم السلام کے حال سے پیدا ہو رہی ہے ہاتھ سے نہیں دیا چاہتے۔

لونڈی اور لونڈی زادہ کو بیوی اور بیوی کے لڑکے ہوتے ہوئے میراث نہیں ملتی تھی سوائے اسکے کہ اوسکا باپ حالت حیات میں کچھ دے گیا ہو اور اسی طرح زن مطلقہ اور اس کے لڑکے کو میراث پدر نہ ملتی تھی پس اگر ہاجرہ لونڈی ہوتیں اور اسماعیل لونڈی زادہ ہوتے تو اسحاق کے پیدا ہونے کے بعد سارہ اس قدر ہاجرہ سے برہم نہ ہوتیں یہ فطرتی بات تھی کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ املاک ابراہیم کے مالک باوجود اسحاق کے اسماعیل بھی ہونگے اور اسی وجہ سے ان کے نکال دینے کی درخواست کی تھی پھر جب ابراہیم کو اس سے کچھ پس وپیش پیدا ہوا تو اللہ تعالی نے جیسا کہ سارہ نے ہاجرہ کو لونڈی کہا تھا حکایتہً

اسماعیل مراجعت مصر کے بعد دسویں برس سارہ نے ابراہیم کو ہاجرہ سے نکاح کرنیکی اجازت دی۔ اس خیال سے کہ شاید اللہ جلشانہ انھیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ جناب موصوف نے لڑکے ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور سارہ کی عمر زیادہ ہوگئی تھی وہ لڑکا ہونے سے ناامید ہوچکی تھیں پس جب ابراہیم نے ہاجرہ سے عقد کیا تو آپ کی چھیاسی برس کی عمر میں اسماعیل ذبیح اللہ بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے جناب باری سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اس لڑکے کی بارہ[۱] اولادیں ہونگی اور ہر ایک بڑے سلسلہ کے رئیس ہونگے سارہ کو بعد اسکے غیرت نے اس امر پر مجبور کیا کہ انھوں نے ابراہیم پر ہاجرہ کے نکالنے پر دباؤ ڈالا۔ ابراہیم کو سخت تردد کا سامنا ہوا اللہ جلشانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہ کی اس بارے میں اطاعت کر" پس ابراہیم سارہ کے کہنے سے ہاجرہ اور اسماعیل کو ایک خچر پر سوار کرکے کچھ تھوڑا سا زادراہ لیکر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین مکہ مقام زمزم پاس ٹھہرا کر واپس ہوئے مراجعت کرنے پر ہاجرہ نے گھبرا کر ابراہیم سے کہا "من امرک ان تترکنا بارض لیس فیہا زرع ولا ماء" کس نے

---

۱ فرمایا اور تسلی دی اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر تو انکو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کروں گا" کتاب مقدس اور اسکی تفسیروں سے ہاجرہ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا کما سبق (جیسا کہ بیان ہوا)۔

۲ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ ولادت اسماعیل کے بعد سارہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا اسکے بعد اللہ جل شانہ نے انکے بطن سے اسحاق کو پیدا کیا جب یہ دونوں بھائی کسی قدر بڑے ہوئے تو آپس میں ایک روز کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جسکی وجہ سے سارہ نے غصہ میں آکر اِن ماں بیٹے کے نکالنے کا دباؤ ابراہیم پر ڈالا اور یہ کہا کہ انکو کسی شہر یا آباد قریہ میں نہ ٹھہرانا اللہ جلشانہ نے مکہ کیطرف لیجانیکا حکم صادر فرمایا

تمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہمکو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی ہے) ابراہیم نے کہا ربی امرنی "(میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہ نے جواب دیا" فانہ لن یضیعنا (وہ بیشک ہمکو ضایع نہ کریگا) اور خاموش ہوکر بیٹھ گئیں ابراہیم نے بوقت مراجعت تقاضاے بشریت یا الفت پدری سے مضطربانہ یہ دعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔

(اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو انکی طرف مائل رکھ اور انکو روزی دے میوؤں سے تاکہ وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے آپکی دعا قبول فرمائی۔ ابراہیم کے چلے جانے کے بعد بی بی ہاجرہ اور اسماعیل دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز میں یا اوسی دن وہ پانی ختم ہوگیا جسکو روانگی کیوقت جناب ابراہیم اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسماعیل کو غلبہ تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہ بیتاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہونچ جاتی تھیں تاآنکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں آٹھواں بار شروع نہ ہونے پایا تھا کہ اپنے پیارے شیر خوار بچے کی رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں اسماعیل اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا۔ سدی سے روایت کیجاتی ہے کہ اسماعیل کو ہاجرہ مقام حجر میں چھوڑ گئیں تھیں اور انکے لئے ایک عریش بنا دیا تھا اور جبرئیل نے آکر ہاجرہ کے بعد چشمہ کھول دیا تھا اور انہوں ہی نے جاکر ہاجرہ کو اس سے آگاہ کیا

اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہونگے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ آئے گا اور دونوں ملکر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائیں گے پھر جرہم کا ایک گروہ یا انکے اہلبیت اس طرف سے گذرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھکر تعجب سے کہنے لگے اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑرہی ہیں چند لوگ اس جستجو میں نکلکر چلے اور مقام حجر میں پہونچکر ایک عورت اور ایک بچہ اور ایک چشمہ کو دیکھا اور وہیں ان سبھوں نے قیام کیا واللہ اعلم الغرض ہاجرہ نے دوڑکر اپنے بچے کو چپ کرایا۔ اور اس ابلتے ہوئے پانی کے چاروںطرف مٹی کی ایک مینڈسی باندھ دی رسول اللہ صلعم اکثر بروقت تذکرہ فرماتے تھے یرحمہا اللہ لو ترکتہا لکانت عینا سایحۃ (اللہ ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ اس چشمہ کو بحالہ چھوڑ دتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہوجاتا) پھر بنی جرہم جو پانی نہ ملنے سے اس غیر ذی زرع سرزمین میں حیران پریشان پھر رہے تھے پرندوں کو اڑتے ہوے دیکھکر اس طرف آئے جہاں پر ہاجرہ معہ اپنے بیٹے اسماعیل کے بیٹھی ہوئی تھیں بنی جرہم نے پہلے تو چشمہ کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا بعد اسکے جب انکی نظر بی بی ہاجرہ پر پڑی تو اور زیادہ متعجب ہوئے تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں رہے بعد ازاں یہ لوگ باجازت ہاجرہ اسی مقام پر قیام اختیار کیا اور ظاہرا یہی گروہ فی الجمال انکی تنہائی کے رفع کرنیکا باعث ہوا اسماعیل نے اسی گروہ میں پرورش پائی۔ جوان ہوئے اور انھیں لوگوں سے زبان عربی سیکھی انلوگوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا عقد کردیا پھر ہاجرہ کا انتقال ہوگیا اسماعیل نے انکو مقام حجر میں دفن کردیا۔

اسحاق۔ جسوقت ابراہیم بی بی ہاجرہ کو مکہ میں پہونچاکر شام کو واپس آئے اور بیت المقدس میں مقیم ہوئے اہل موتفکہ جہاں کہ لوط اپنے چچا ابراہیم سے علحدہ ہوکر چلے گئے تھے ارتکاب

فواحش میں حد سے بڑھ گئے لوط نے اونکو سمجھایا اللہ کیطرف بلایا ان لوگوں نے جھٹلانا شروع کیا تب اونکے ہلاک کرنے کو اللہ جلشانہ نے ملائکہ کو بھیجا۔ اور یہ سب ابراہیم کیطرف ہو گذرے ابراہیم نے اونکی دعوت کی تعظیم و خدمت میں بجان و دل مصروف ہوئے سارہ کے مستفیض ہونے ملائکہ کی بشارتِ ولادتِ اسحاق و یعقوب کے واقعات پیش آئے۔ جیساکہ قرآن میں مذکور ہے۔

ولادت اسحاق کی بشارت ملائکہ نے ابراہیم کو اسوقت دی تھی جب انکی عمر سو برس کی ہو چکی تھی۔ اور سارہ نوے برس کی تھیں۔

---

[1] قرآن شریف کے پارہ ۱۲ سورہ ہود میں یہ واقعہ اس طرح پر مذکور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ہلاک کرنے کو ملائکہ کو بھیجا اور وہ ابراہیم کی طرف سے ہو کر گذرے ابراہیم نے ان کی دعوت کی عمدہ فربہ ذبح کیا دستر خوان پر بیٹھے تو ان لوگوں نے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا ابراہیم کو اس سے خوف پیدا ہوا اس وجہ سے کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی یا دشمنی کرنا مقصود ہوتا تو اوس کا کھانا نہ کھاتے تھے ملائکہ نے انکو خائف دیکھکر کہا کہ "تم نہ ڈرو ہم اللہ کے بھیجے ہوئے قوم لوط پر جاتے ہیں" سارہ کھڑی ہوئی تھیں مستفیض ہو گئیں ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے یعقوب کی ولادت کی بشارت دی سارہ کا سن اسوقت تک نوے برس کا ہو چکا تھا بلحاظ کمال تعجب یا جوش مسرت سے بے ساختہ بول اوٹھیں۔ یَاوَیْلَتیٰ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَهٰذَا بَعْلِی شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیبٌ (کیا مجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور درآنحالیکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا ہے۔ بیشک یہ بات تعجب کی ہے) جبرئیل یا اور کسی فرشتہ نے جواب دیا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللہ کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے اور دوسرے مقام پر اس کے جواب میں ملائکہ نے کہا کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکِ (ایسا ہی تیرے رب نے کہا ہے) یعنی ابراہیم سے مخاطب ہو کر اس شبہہ و استعجاب کو جو کہ سارہ کو پیدا ہو گیا تھا اس قول سے رفع کر دیا۔

اور اسحاق کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ بنانے کا حکم دیا اس سے پیشتر جب اسماعیلؑ پندرہ برس کے ہوئے ہاجرہ کا انتقال ہوگیا تجہیز و تکفین کے بعد اسماعیلؑ کا دل مکہ سے اُچٹ گیا۔ اور انھوں نے شام کیطرف چلے جانے کا قصد کیا لیکن بنی جرہم نے آپس میں صلاح و مشورہ کرکے اسماعیل کو اس ارادہ سے روکا اور ان کا نکاح عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے خاندان عمالقہ میں کردیا اسکے بعد ابراہیم اپنی بیوی سارہ سے حسب دستور سابق اجازت لیکر مکہ کو آئے اُسوقت ہاجرہ انتقال کرچکی تھیں اور اسماعیل شکار کھیلنے کو تشریف لے گئے تھے صرف عمارہ بنت سعید اسماعیل کی بی بی گھر میں موجود تھیں ابراہیم نے عمارہ سے چند باتیں دریافت فرمائیں کہ "تم کون ہو اسماعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا"؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترشروئی سے جواب دیا کہ ابراہیم انکی کج خلقی سے پریشان ہوگئے اور روانگی کے وقت کہہ گئے "اسماعیلؑ آئیں تو کہدینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کردو" ابراہیم کے چلے جانیکے بعد جسوقت اسماعیل شکارگاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے کل واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اُس پیرمرد نے یہ کہا ہے کہ "تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو" اسماعیل نے عمارہ سے کہا "وہ میرے باپ تھے وہ مجکو ہدایت کرگئے ہیں کہ میں تمکو طلاق دیدوں۔ اسوجہ سے اب میں تمسے علیحدگی اختیار کرتا ہوں"۔ عمارہ کے طلاق کے بعد اسماعیل نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسرے بار سارہ سے اجازت لیکر اسماعیل کے دیکھنے کو آئے اسماعیل اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے

ہو بشرناک بالحق فلا تکن من القانتین (ہمنے تمکو سچی بشارت دی ہے تو خدا کے فضل سے ناامید نہو) اسکے بعد ملائکہ اہل موتفکہ کی طرف چلے گئے۔

استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا طیب خاطر سے پیش کش کیا اور معذرت کی "یہاں گیہوں وغیرہ نہیں پیدا ہوتا ہم لوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھاکر گذران کرتے ہیں" ابراہیم بہت خوش ہوئے اور دعاء برکت کی سیدہ نے ہرچند روکا لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہ کی ٹھہرنے کی تو اجازت ہی نہ تھی خواہ نخواہ سیدہ سے رخصت ہو کر شام کیطرف روانہ ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا اسلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اب اسکو کبھی تبدیل نہ کرنا"۔ اسماعیل شکار کھیل کر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیم کا نام بتلایا اور کل ماجرا لفظا بلفظ کہہ سنایا اسماعیل نے شکر فرمایا "وہ میرے باپ تھے مجکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو اپنے سے کبھی جدا نہ کروں"۔

تعمیر کعبہ ان واقعات کے بعد خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا ابراہیم شام سے جبرئیل کے ساتھ مکہ میں آئے اور دونوں باپ بیٹوں یعنی ابراہیمؑ و اسماعیل نے خانہ کعبہ اس طرح سے بنانا شروع کیا کہ ابراہیم تو جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسماعیل گارہ اور پتھر اوٹھا اوٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بنانے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"۔ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر

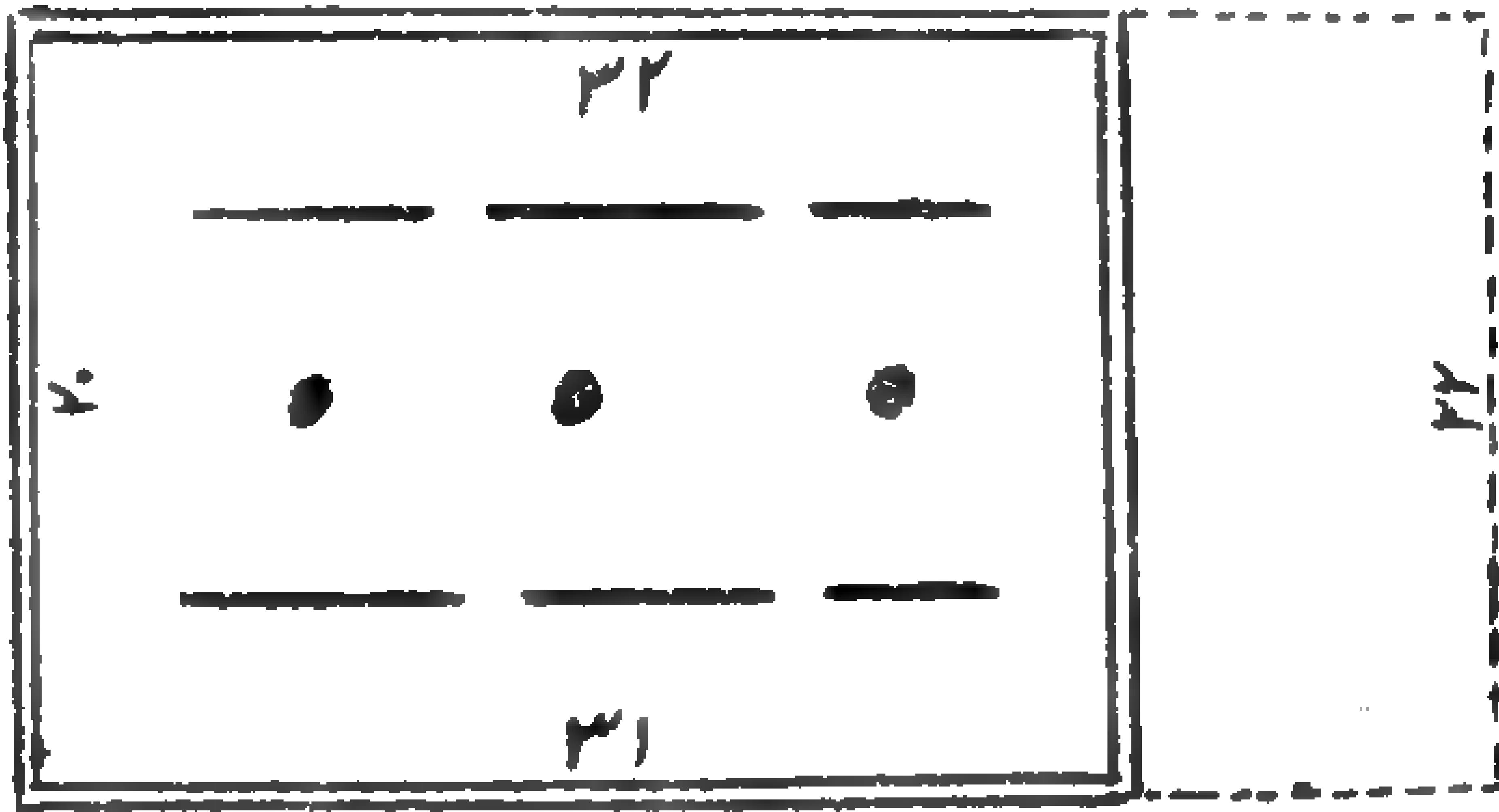
سلہ ان لوگوں کو جہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسماعیل پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ کے کہنے سے اپنی بی بی کو طلاق دیدیا وہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اسوقت اسماعیلؑ صاحب وحی نہ تھے لیکن ابراہیمؑ پیغمبر اور صاحب وحی تھے۔ ممکن ہے کہ ابراہیم کو بذریعہ الہام والقا اس امر کی ہدایت کی گئی ہو اور اسماعیل نے محض اس خیال سے کہ یہ صاحب وحی و پیغمبر کا ارشاد ہے تعمیل کیا ہو بہرکیف جو کچھ ہو اسماعیل کو ضرور اس امر میں سبقت کا اعزاز حاصل ہے۔

بیشک تو سمیع وعلیم ہے) جسوقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیم چونڈائی سے مجبور ہوئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہوکر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جسکو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ قریب تیاری کے تھا کہ ابراہیم نے اسماعیل سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر رکھ دوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرئیل نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسماعیل اس پتھر کو اوٹھا لائے اور ابراہیم نے اوسکو اوٹھا کر مقام رکن پر رکھدیا یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کے وقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیم حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور بآواز بلند فرمایا۔ یا ایھا الناس ان اللہ قد بنا لکم بیتا ودعاکم الی حجہ فاجیبوہ اے لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنادیا ہے اور تمکو اوسکے حج و زیارت کو بلایا ہے۔

نوٹ علامہ ارزقی فاضل ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نو گز بلند بنایا تھا جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اوسکا طول بتیس ۳۲ گز کا تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جسکو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس ۲۲ گز تھا جانب پشت اوسکا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس ۳۱ گز اور عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس ۲۰ گز تھا دروازہ اوسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کیواڑ اور چوکھٹیں لگائے گئے تھے اوس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف وجوانب سے آئیں اوس میں رکھے جائیں۔ اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آجائیگی۔ دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیم کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر

پس تم لوگ آؤ) اس کے بعد یہ دونوں بزرگ معہ اولوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے مقامات منا و عرفات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کیطرف چلے گئے۔ اور تاحیات ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو آتے رہے

کے وقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور یہ اب بھی ہیں اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔



اسماعیل کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے انکے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جس پر ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کیوجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولی نہیں ہیں جو عرب البائدہ میں تھے انکی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنا نہایت نادانی ہے اسوقت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام پیدا تک نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھدیا ہے کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانہ کعبہ بنایا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی پھر انکے بعد قصی ابن کلاب نے کچھ بنایا یا غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر جیسا کہ قیاس

حکم قربانی خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیم کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا چنانچہ ابراہیم نے اسکی تعمیل کی اور جنت سے اوسکا فدیہ آیا اور لڑکا بفضلہ بچ گیا جیساکہ کلام پاک کے نص صریح سے معلوم ہوتا ہے علمائے

۲ کہا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت رسول صلعم ہوئی ہے کیونکہ قصی رسول اللہ (صلعم) کے چھٹی پشت میں پڑتا ہے اور ستوں کو قائم کرکے کعبہ کو مسقف (چھت دار) بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت رسول اللہ (صلعم) پیدا ہوچکے تھے اور پتھر ڈہونے میں آپ شریک تھے لیکن انھوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دوچند مرتفع کیا اور چھ درع ایک بالشت کی کرسی بھی دیدی اور اسپر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شائد لکڑی کی کمی کیوجہ سے حجراسود کی طرف چھ درع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اسطرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر نے اسکی تعمیر ویسی ہی کی جیسا ابراہیم نے کی تھی۔ لیکن انھوں نے ایک دروازہ جدید جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کے بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ستائیس درعہ کردی اور تین ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا۔ جیساکہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں۔

۱ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب ابراہیم کے نزدیک جب یہ امر متحقق ہوگیا کہ حکم ذبح حکم الہی ہے وسوسہ شیطانی نہیں ہے تو آپ نے اپنے لڑکے اسماعیل سے کہا کہ رسی اور تبر لیکر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کیطرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں اسماعیل یہ سنتے ہی رسی اور تبر لیکر ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسماعیل کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متمثل ہوکر آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو کہ تمکو تمہارا باپ کہاں اور کس لئے لئے جارہے ہیں" اسماعیل نے فرمایا ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کیلئے

اس میں اختلاف کیا ہے بعض کا خیال ہے کہ اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے اور بعض کا یہ گمان ہے کہ اسحٰق کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا یہ اختلاف صرف علمار کرام تک محدود نہیں رہا بلکہ صحابہ عظام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں شریک ہیں ابن عباس

تجھکو لئے جارہے ہیں" شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا "واللہ تم بھی کسقدر بھولے ہو اے صاحبزادے یہ تمکو ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں" اسماعیل نے دریافت کیا "وہ مجکو کیوں ذبح کرنیکو لے جاتے ہیں حالانکہ مجھپر اون سے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا" شیطان نے کہا "ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا حکم صادر فرمایا ہے" اسماعیل نے کمال بے اعتنائی سے فرمایا کہ اگر ایسا ہی امر ہے تو مجکو بسر و چشم منظور ہے" شیطان یہ سنکر خاموش ہوگیا پھر اسکو اسماعیل سے بات کرنیکی جرٔت نہ ہوئی۔ بعد اسکے ابراہیم کے پاس آکر کہنے لگا "کیوں بڑے میاں تم کس خیال میں ہو بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کو ذبح کرنیکو کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو" ابراہیم نے فرمایا "ملعون تو مجکو بہکانے آیا ہے چل دور ہو یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا" شیطان تو یہ باتیں سنکر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور ابراہیم نے کچھ دور لیجا کر اسمٰعیل سے کہا۔ یا بُنَیَّ اِنِّیۡ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اِنِّیۡ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی (اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھکو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے) اسمٰعیل بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونیوالے تھے بے تامل بول اوٹھے۔ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین (اے باپ جسپر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابر پائیگا) دونوں باپ بیٹے باتیں آپس میں کرتے ہوئے جسوقت منا میں یا اوس مقام پر جہاں اب قربانیاں کیجاتی ہیں پہونچے اور ابراہیم چھری لیکر ذبح کرنے پر مستعد ہوئے تو اسمٰعیل نے گذارش کی "مناسب ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کیطرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے دامن

ابن عمرو شعبی ۔ مجاہد ۔ حسن ۔ محمد بن کعب القرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امر کے قائل ہیں کہ اسماعیل ذبیح اللہ ہیں اسوجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انا ابن الذبیحین[1] (میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا) فرمایا ہے حالانکہ یہ حدیث اونکے دعوے کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ مجازاً فخر و مباہات کیوقت عام طور سے لوگ چچا کو بھی باپ کہدیا کرتے ہیں اور نیز اونکی یہ دلیل بھی قابل قبول عقل نہیں ہے کہ جناب باری نے ارشاد کیا ہے فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ (پس ہمنے اوسکو یعنی سارہ کو اسحاق کے پیدا ہونیکی بشارت دی اور بعد اسحاق کے یعقوبؑ کی پیدایش کی خوشخبری دی)

مجھکو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہو کہ آپکی نظر ذبح کیوقت میرے چہرے پر پڑے اور آپکو محبت آجاوے ۔ اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کے تعمیل میں تاخیر کا ہو ابراہیم یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نعم العون انت یا بنی علی امر اللہ (اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے اللہ کی تعمیل ارشاد میں) کہکر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسماعیل نے عرض کیا تھا جب وقت یہ دونوں اللہ کے برگزیدہ بندے اپنے رب کے حکم بجالانے پر مستعد ہوئے اور ابراہیم نے اسماعیل کو زمین پر لٹاکر چھری کو گلے پر پھیرا اسی وقت بحکم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری نے پکار کر کہا تمنے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اوسکی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیحہ (دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اس کو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے سے جنت میں چرد ہا تھا ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

[1] پہلے ذبیح اللہ اسماعیلؑ ہیں جو جناب رسالت مآب صلعم کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے ذبیح اللہ عبداللہ ہوئے جو آپ کے باپ تھے ۔

اگر ذبیح اللہ اسحاق ہی تسلیم کرلئے جائیں تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت کے کوئی معنی نہیں پیدا ہوسکتے کیونکہ شروع شباب میں حکم ذبح صادر ہوا تھا یہ حکم آیندہ یعقوب کے پیدا ہونیکے منافی ہے اسوجہ سے کہ بشارت کی علت وہی علم الٰہی ہے جو پہلے سے نہ ذبح ہونیکو تسلیم کرچکا تھا اور یہ مان لیا تھا کہ یہ حکم محض بنظر امتحان ابراہیم صادر کیا گیا ہے اسحاق کے ذبیح اللہ ہونے کے بھی بڑے بڑے صحابہ کرام قائل ہیں۔ عباس۔ عمر۔ علی۔ ابن مسعود کعب احبار۔ زید بن اسلم۔ مسروق۔ عکرمہ۔ سعد بن جبیر عطار زہری مکحول سدی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی روائتیں شہادت دیتی ہیں کہ اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا اور یہی ذبیح اللہ ہیں۔ علامہ طبری کا یہ خیال ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ اسحاق ذبیح اللہ ہیں کیونکہ نص قرآن اس امر کا مقتضی ہے کہ مبشر بہ (جسکی بشارت دیگئی) ذبیح ہو اور بشارت سوائے اسحاق کے ابراہیم کے کسی اور لڑکے کے حق میں واقع نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے اس دعوی کی شہادت آیہ کریمہ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ پس بشارت دی ہمنے اسکو ایک حلیم لڑکے کی) دے رہی ہے کیونکہ یہ آیت اصل میں اس دعا کی قبولیت کی خبر دے رہی ہے جو ابراہیم نے ارض بابل سے ہجرت کرنیکے وقت جناب باری میں کی تھی آپ لوگ یہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب واقعات ہاجرہ کے پہلے کے ہیں کیونکہ ہجرت کے بعد ہاجرہ مصر میں سارہ کو دی گئیں اور بعد مراجعت مصر دس برس کے بعد ہاجرہ کو سارہ نے ابراہیم کو دیا اس صورت میں مبشر بہ ابن سارہ یعنی اسحاق ہونگے نہ کہ اسماعیل اور وہی اس دلیل سے ذبیح اللہ ہونگے باقی رہا یہ امر کہ ملائکہ نے جس وقت کہ وہ ابراہیم کے یہاں مہمان تھے اور وہ قوم لوط کے ہلاک کرنے کو جارہے تھے۔ تو سارہ کو لڑکا پیدا ہونیکی بشارت دی تھی۔ یہ ادسی پہلی بشارت کی تجدید تھی جو کہ

وقت ہجرت ابراہیم کو دی گئی تھی۔ انتہیٰ کلام الطبری ختم ہوا۔

تحقیق ذبیح آپ لوگوں کے اذہان میں ضرور یہ خطرہ گذرا ہوگا کہ ذبیح اللہ اسحاق ہیں نہ کہ اسماعیل جیسا کہ مورخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بیان شہادت دے رہا ہے حالانکہ شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسماعیلؑ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور وہی مقام منا میں ابراہیم کے ساتھ ذبح ہونے کو گئے بیشک یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ قران مجید کی نص صریح سے اگر اسماعیلؑ کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہے تو اشارۃ النص سے ضرور ثابت ہو جائیگا ملاحظہ فرمائے گا نص صریح سے دونوں بزرگوں میں سے بالتخصیص ایک کا ذبیح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا باقی رہا قول رسول اللہ صلعم اوس سے جہاں تک ثابت ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل ذبیح اللہ ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ علامہ سا فاضل مورخ حدیث "انا ابن الذبیحین" کے جواب میں کیوں یہ جواب دے رہا ہے کہ "لوگ عام طور سے فخر و مباہات کے وقت چچا کو بھی باپ مجازاً کہدیا کرتے ہیں درحالیکہ رسول مقبول صلعم نے اکثر فرمایا ہے "انا سید ولد آدم ولا فخر" (میں سردار اولاد آدم ہوں اور یہ کوئی فخر نہیں ہے) آپ لوگ یہ تو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اولاً جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیہ والصلواۃ کو عام لوگوں میں شامل کرنا ہی جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا ہے ثانیاً جو شخص سرداری اولاد آدم کو مایہ الفخر نہ سمجھے وہ کیسے چچا کو باپ فخریہ کہہ سکتا ہے دوسری دلیل میں جس طرح علامہ نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ بشارت یعقوب بعد اسحاق باوجودیکہ کہ انکے ذبح کرنیکا حکم عالم شباب میں صادر ہو چکا تھا اسوجہ سے صحیح ہو سکتی ہے کہ علم الٰہی میں یہ امر مکنون تھا کہ اسحاق کے ذبح کرنیکا حکم حکم واقعی نہیں ہے بلکہ جانچ و امتحان کا ہے باین لحاظ یہ حکم بشارت یعقوب کا منافی نہیں ہو سکتا اور علامہ طبری نے اپنے دعویٰ کی شہادت پیش کی ہے کہ لڑکا پیدا ہونیکی بشارت ہاجرہ کے پہلے دی گئی تھی اسوجہ سے مبشر بہ ابن سارہ ہوگا نہ کہ ابن ہاجرہ چونکہ علم الٰہی میں یہ امر مکنون تھا

بعد ازاں واقعات کے ایک سو ستائیس برس کی عمر میں بی بی سارہؑ کا قریہ حبرون بلاد بنی حبیب کنعانین میں انتقال ہوا ابراہیم نے عفرون بن صحر سے ایک قطعہ زمین باوجودیکہ وہ بلا قیمت دیئے پر راضی تھا چار سو مثقال چاندی کے دیکر خرید کی اور اوسمیں سارہ کو دفن کیا بعد اسکے ابراہیم نے قطورا (یا قنطورا) بنت یقطن کنعانیہ سے عقد کیا حسب روایت توریت اسکے بطن سے چھ لڑکے زمران - یقشان - مدان - مدین - اشبق - شوخ پیدا ہوئے - توریت میں

اسحاق ذبح نہ کئے جائینگے صرف امتحاناً یہ حکم دیا گیا ہے - بدیں نظر یعقوب کی بھی بشارت صحیح ہو جائیگی - اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ امر مستور تھا کہ ابراہیم سرزمین شام سے مصر میں جائینگے اور یہ واقعات پیش آئینگے اور ہاجرہ کو سارہ لیکر ابراہیم کے پاس واپس آئینگی اور بعد دس برس کے سارہ بی بی ہاجرہ کو ابراہیم کو دیدینگی اور اونکے بطن سے اسماعیل پیدا ہونگے اور وہی ذبیح اللہ ہونگے اس صورت میں پہلی بشارت اسماعیل کی ولادت سے متعلق ہوگی اور دوسری اسحاق کے ساتھ اور ذبیح اللہ پہلا مبشر بہ ہوگا نہ کہ دوسرا علاوہ اسکے ایک یہ امر قابل لحاظ ہے - جناب باری عزاسمہ نے تیئیسویں پارہ سورۂ والصافات میں ابراہیم کے قصہ کو اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ پہلے جناب موصوف کی ابتدائی حالات کو بیان کرتے ہوئے بتوں کے توڑنے اور آگ میں ڈالے جانیکا حال ظاہر کیا ہے اس بعد یہ ظاہر کیا ہے کہ ابراہیم نے ہجرت کیوقت لڑکے کی دعا مانگی تھی اور جناب باری نے اسکو قبول فرما لیا تھا چنانچہ بعد ہجرت ایک مدت کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا اور جب وہ بڑا ہوا تو اوسکے ذبح کا حکم صادر ہوا - جب یہ دونوں باپ بیٹے تعمیل ارشاد الٰہی کے لئے مستعد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیجکر اس لڑکے کو بچا لیا - بعد اس واقعات کے صریحاً اسحاق کے ولادت کی بشارت دی جیسا کہ کلام پاک کی آیہ کریمہ شہادت دیتی ہے وَبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ (اور ہمنے خوشخبری دی اسکو یعنی ابراہیم کو اسحاق کی جو کہ نبی ہوگا نیک بختوں میں) کیا اس طرز بیان سے کسکو مجال کلام رہجاتا ہے ؟ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ جب ابراہیم اپنے پہلے لڑکے کے ذبح پر حسب الحکم الٰہی مستعد ہوگئے اور امتحان میں پورے اترگئے اسوقت اللہ تعالیٰ نے فدیہ بھیجکر بچا لیا اور کمال عنایت [illegible]

سے ویسے اور لڑکے کی ولادت کی بشارت دی ۔

لکھا ہے کہ یقشان کے دو لڑکے سبا و ذان پیدا ہوئے۔ اور ذدان سے اشوریطوسیح لامیم پیدا ہوئے اور مدین سے پانچ لڑکے۔ عیفا عیفین۔ حنوخ۔ افیداع۔ الزاعاد جو وجود میں آئے

علامہ سہیلی کا یہ خیال ہے کہ علاوہ ان لڑکوں کے ابراہیم کی ایک تیسری بی بی حجین یا حجون بنت اہیب نامی سے اور پانچ لڑکے۔ کیسان۔ فروخ۔ امیم۔ لوطان۔ نافس۔ پیدا ہوئے تھے علامہ طبری بنو قنطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کو لکھ کر تحریر کرتا ہے۔ اور باقی سب ابراہیم کی بی بی رعوہ نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے" ابراہیم کے لڑکوں کی صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی۔ اسماعیل جو سب لڑکوں سے بڑے تھے بی بی ہاجرہ سے اور اسحاق بطن سارہ سے اور چھ قنطورا سے جیسا کہ توریت میں ہے اور پانچ لڑکے بروایت سہیلی حجین اور بخیال طبری رعوہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

چونکہ ابراہیم نے اسحاق سے اس امر کا اقرار لیا تھا کہ کنعانیوں میں وہ شادی نہ کرینگے اسوجہ سے مقام حران میں جو آپ کا اول ہجرت گاہ تھا۔ اور جہاں آپ کے قبیلہ و قوم کے لوگ رہتے تھے اسحاق کو لیکر آئے اور رفقا بنت بتویل بن ناحور بن آزر سے اسحاق کا عقد کر دیا اسحاق اسوقت چالیس برس کے تھے ابراہیم کی حالت حیات ہی میں یعقوب اور عیصو توام پیدا ہوئے تھے بعد اسکے ایکسو پچھتر برس کی عمر میں ابراہیم کا سرزمین شام میں انتقال ہوا اور سارہ بی بی کے پاس اوسی زمین کے قطعہ میں دفن کئے گئے۔ اب اوسی کو مقام خلیل کہتے ہیں اللہ جلشانہ نے انکے آیندہ نسلوں کو نبوت اور کتاب سے آخر زمانہ تک سرفراز فرمایا۔

نوٹ ۔ لہ مناسب تو یہی تھا کہ جہاں اول اول ابراہیم کا ذکر خیر آیا تھا۔ وہیں ہم جناب موصوف کے وہ حالات جنکو ہمارے مورخ نے بخیال اطالت مقال ترک کر دیا ہے لکھ دیتے لیکن اس مقام پر تحریر کرنا چنداں نامناسب نہیں ہے اول باخبر نسبتے دارد ایک مشہور قول ہے ابراہیم اولوالعزم انبیا سے ہیں

بنی اسماعیل - اسماعیلؑ جیسا کہ قبل انتقال ابراہیمؑ مکہ میں رہتے تھے ویسا ہی بعد انتقال بھی مکہ میں رہے اور انھیں بنی جرہم میں نشو و نما پاکر انکی اور نیز اون عمالقہ کیطرف جو اطراف مکہ میں رہتے تھے اور اہل یمن کیطرف مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد ہی کے راستہ پر رہے وقت انتقال جیسا کہ توریت میں مذکور ہے آپ بنی جرہم میں بارہ لڑکے نبایوت[۱] (جسکو عرب نابت یا نبت کہتا ہے) قیذار[۲] - ادبیل[۳] - بسام[۴] مشمع[۵] - دومار - مسا - حراہ - تیما - یطور - نافس - قدما چھوڑ گئے - ابن اسحاق کی روایت شہادت دیتی ہے کہ اسماعیل نے ایک سو تیس[۱۳۰] برس کی عمر پائی اور اپنے ماں کے پاس میزاب اور حجر اسود کے درمیان میں دفن کیے گئے توریت میں انکی عمر ایکسو سینتیس[۱۳۷] سال کی لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ انکی اولاد جویلا سے شور قبالہ مصر تک اثور کیجانب آباد ہو گئی - اہل توریت کے نزدیک جویلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل و جزیرہ مراد ہے

[۱] یہی ابو الانبیاء ہیں - انپر بیس صحیفہ نازل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ ہی نے مہانداری کی رسم نکالی ہے آپ ہی نے اول اول ننانوے برس کی عمر میں اپنا ختنہ کرایا اور پانی سے استنجا کیا مسواک کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا مصافحہ اور معانقہ کے بھی آپ ہی موجد ہیں پاجامہ بھی آپ ہی نے بالہام ربانی سب سے پہلے بنایا یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے بخیال حفظ ایمان و اطاعت حق تعالیٰ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کی سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دوسو برس کی لکھی ہے آپ کے انتقال کا قصہ مفخر الذکر فاضل نے اس طرح بیان کیا ہے کہ چونکہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح نہ قبض کی جائے اسوجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کیجائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک

نوٹ [۱] اسماعیل اور اسماعین دو لغت مروی ہیں یہ عجمی نام ہے اسکے معنی مطیع اللہ ہیں آپ کی جلد زبین نقل

اسماعیل کے بعد نابت ابن اسماعیلؑ بیت اللہ کا متولی ہوا اور مکہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ مقیم رہا تاآنکہ انکی نسل کی اسدرجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور اطراف وجوانب میں حجاز کے پھیل گئے۔ بطون عدنان کی نسبت اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نابت ابن اسماعیلؑ کیطرف منسوب ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس قول سے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ عدنانی عرب کل قیذار ابن اسماعیل کی اولاد سے ہیں حالانکہ علماء نسب نے سوائے نابت کے اسماعیلؑ کے کسی اور لڑکے کی اولاد کا کچھ تذکرہ نہیں کیا اکثر اہل علم کا یہ خیال بھی ہے کہ قحطانی عرب بھی اسماعیلؑ کی کسی اولاد کی نسل سے ہیں بنا براسکے اسماعیلؑ کل عرب کے (جو اونکے بعد ظہور میں آئے) مورث اعلی اور جد اکبر ہوئے واللہ اعلم

بوڑھے مسلوب القوی شخص کی صورت میں ابراہیم کے پاس بھیجا۔ جناب موصوف اسوقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب موصوف نے اس بوڑھے (ملک الموت) کو بھی دسترخوان پر بٹھلا لیا ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اوٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہونچ جاتا تھا پھر وہاں سے چھٹکر کان میں داخل ہو جاتا تھا اس کے بعد منہ تک بہ ہزار خرابی پہونچتا تھا۔ ابراہیم یہ ماجرا دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور اسکا سبب دریافت کیا اوس بڈھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے ابراہیم نے اوس کی عمر دریافت کی اوس بڈھے نے اپنے کو ابراہیم سے دو برس بڑا بتلایا ابراہیم نے اپنے دل میں کہا "اللہ اکبر میری اور اسکی عمر میں صرف دو برس کی تفاوت ہے دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہو رہا ہے غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی" تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی ؏ اللھم ؏ قبضنی ؏ لبیک (اے خدا تو مجکو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڈھا (ملک الموت) اوٹھا اور اوس نے روح کو قبض کر لیا۔ فیہ ما فیہ فتدبر۔

یعقوب باقی رہے اسحاقؑ وہ فلسطین میں رہے اور بڑی عمر پائی اخیر عمر میں آپ نابینا بھی ہو گئے تھے۔ چونکہ آپ نے یعقوب کے لئے دعاء برکت کی تھی اسوجہ سے عیصو برہم ہو کر یعقوب کے قتل کے درپے ہوا رفقا بنت بتویل نے یعقوب کو اس سے آگاہ کر کے حران کے طرف چلے جانے کی راے دی۔ چنانچہ یعقوب رات کو گھر سے نکلکر حران کیطرف روانہ ہوئے شام سے صبح تک سفر کرتے تھے جب صبح ہو جاتی تھی تو ٹھہر جاتے تھے اسی وجہ سے اللہ جلشانہ نے انکو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا ہے رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں کے بعد حران میں اپنے ماموں لابان بن بتویل کے پاس پہونچکر مقیم ہوئے

لابان بن بتویل نے اپنی بڑی لڑکی لیا نامی کا عقد یعقوب سے کر دیا اور خدمت کے لئے زلفہ کو دیا بعد اسکے چھوٹی لڑکی راحیل نامی کو اپنے بھانجے یعقوب کے نکاح میں دیا اور جہیز میں بلہا کو دیا۔

نوٹ۔ تفصیلی ماجرا اسکا یہ ہے کہ اسحاق نے نابینا ہونے کے بعد ایک روز عیصو سے کہا اگر آج تم مجکو شکار کا گوشت کھلاؤ تو میں تمہارے حق میں وہ دعا کروں جو میرے باپ نے میرے حق میں کی تھی عیصو تو یہ سنکر شکار کو چلے گئے اور یعقوب سے اونکی ماں نے کہا بیٹا تم اپنی بکری ذبح کر کے کباب بناکر اپنے باپ کے سامنے رکھکر ان سے اپنے حق میں دعاء برکت لیلو۔ یعقوب نے اپنے ماں کے کہنے کے مطابق عمل درآمد کیا۔ اسحاق نے بہت شوق سے کھایا اور دعا دی کہ اللہ تعالی تیری نسل میں انبیا و ملوک پیدا کرے۔ اس کے بعد عیصو شکار لیکر واپس آئے اسحاق نے فرمایا کہ گو یعقوب تم سے سبقت لے گیا لیکن تاہم میں تمہارے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری نسل کی اس درجہ ترقی ہوگی کہ وہ ریت ذرروں سے بھی شمار میں زیادہ سمجھی جائیگی عیصو اسی وجہ سے یعقوب سے کشیدہ ہو گئے اور اونکے قتل کی فکر میں ہوئے اسحاق کو عیصو سے زیادہ محبت تھی اور یعقوب سے اونکی ماں رفقا بنت بتویل کو

سب سے پہلے لیا سے روبیل بعدازاں شمعون بعدہ لاوی زاں بعدہ یہودا یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے چونکہ راحیل سے اوس وقت تک کوئی اولاد پیدا نہوئی تھی اسوجہ سے اوس نے اپنی بلہا خادمہ کو یعقوب کو ہبہ کردیا۔ جسکے بطن سے دان اور تفتالی پیدا ہوئے لیا نے بھی یہ دیکھ کر اپنی زلفہ خادمہ کو یعقوب کو دیدیا تھوڑے دنوں کے بعد اسکے بطن سے کاد اور آشر پیدا ہوئے اسکے بعد پھر لیا کے بطن سے یساخر اور زبولون ظہور میں آئے یعقوب کے دس لڑکے پورے ہوچکے تھے کہ راحیل نے جناب باری میں لڑکے کی دعا کی اللہ تعالی نے انکی دعا قبول کرلی اور انکے بطن سے یوسف صدیق پیدا ہوئے

یعقوب بیس برس تک حران میں رہے بعدازاں بحکم الہی ارض کنعان کی طرف روانہ ہوئے اگرچہ لابان (یعقوب کا ماموں) اس عزیمت کا مخالف تھا چنانچہ واپس لانے کی غرض سے دو ایک منزل تک یعقوب کے ساتھ ساتھ آیا لیکن جب اوس نے یعقوب کو واپس ہوتے نہ دیکھا تو ناچار ایک گلہ بھیڑ بکریوں کا دیکر حران کی طرف واپس ہوگیا۔ اور یعقوب منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے تاآنکہ عیصو کے شہر کے قریب پہونچے عیصو ان دنوں جبل یعصین میں جو کہ سرزمین کرک اور شوبک میں واقع ہے رہتا تھا۔ عیصو نے بھیڑ بکریوں کا گلہ دیکھکر چرواہوں سے دریافت کیا "یہ بھیڑ بکریاں کس کی ہیں" چرواہے چونکہ پہلے ہی سے سکھادئے گئے تھے ایک زبان بول اوٹھے "یہ بکریاں یعقوب نامی عیصو کے چرواہے کی ہیں" عیصو یہ سنکر خاموش ہوکر چلا گیا اس کے بعد یعقوب نے کچھ بکریاں اور کچھ بھیڑ عیصو کے پاس ہدیتہً بھیجیں جس سے عیصو کا دل یعقوب کی طرف سے صاف ہوگیا اسی

نوٹ۔ لہ کرک و شوبک یہ دونوں مشہور شہر سرزمین عمان وایلہ کے درمیان واقع ہیں ۱۲

زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یعقوب کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ آج سے تمہارا نام اسرائیل ہوا بعد اسکے یعقوب نے ارشالیم (یروشلم بیت المقدس) میں پہونچکر ایک مزرعہ خرید کرلیا اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔ اس مقام پر راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور بعد انقضاء مدت حمل بنیا میں بارھواں لڑکا یعقوب کا پیدا ہوا اور راحیل نے زچہ خانہ میں انتقال کیا اور بیت اللحم میں دفن کی گئیں۔ اسکے بعد یعقوب قریہ جیرون میں اپنے بزرگ باپ اسحاق کے پاس چلے آئے اور وہیں مقیم رہے تاآنکہ اسحاق کا ایک سو اسّی برس کی عمر میں انتقال ہوا اور اپنے باپ ابراہیم کے قبر کے پاس دفن کئے گئے اور یعقوب اپنے باپ کے قایم مقام ہوئے اور انکے کل لڑکے انکے پاس رہے تاآنکہ یوسف بڑے ہوئے اور خواب کا حال بیان کیا پھر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو گئے بھائیوں نے کنواں میں ڈالدیا مسافروں نے نکالکر عرب کے ہاتھ بیس مثقال پر فروخت کیا اور عرب سے عزیز مصر نے خرید لیا ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ عزیز مصر کا نام اطفیر بن رہیب تھا اور فرعون مصر ان دنوں عمالقہ سے ریان بن ولید بن دومغ تھا۔ الغرض یوسف نے عزیز مصر کے یہاں پرورش پائی پھر زلیخا کے ساتھ چند واقعات پیش آئے قید میں رہے قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کی پھر بادشاہ مصر نے انکو بخوف قحط۔ زمانہ قحط میں خزائن زراعت کا منتظم بنایا اور ملکی انتظام کل انکے سپرد کردیا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے یوسف کی عمر اسوقت تیس برس کی ہوچکی تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اطفیر کے معزولی کے بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے مرنیکے بعد یوسف متولی وزارت ہوئے پس زلیخا سے عقد کرلیا اور اسکے کل املاک کے مالک ہو گئے یہی امور ان کے سبب

نوٹ [۱] علامہ ابوالحسن علی ابن ابوالکرم محمد شیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری صاحب تاریخ کامل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق کا وقت انتقال ایکسو ساٹھ [۱۶۰] برس کا سن مبارک تھا اور یعقوب اسوقت ایکسو بیس [۱۲۰] برس کے تھے واللہ اعلم۔

بھائیوں اور باپ کے ایکجا ہونیکے اسباب ظاہری سے ہیں کیونکہ جب ارض کنعان میں قحط پڑا تھا تو انکے بعض بھائی غلہ وجنس لینے کو مصر میں آئے یوسف نے انکی قیمت انکو واپس کردی تھی اور کل بھائیوں کو بلوایا تھا۔ اور یہی سبب انکے کل بھائیوں اور باپ کے اجتماع کا ہوا بعد اسکے کہ یعقوب مُسن اور نابینا ہو گئے تھے۔

یوسف صدیق (مترجم) یوسف کی عمر بارہ برس کی ہو چکی تھی کہ آپ نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا "گیارہ ستارے[1] اور آفتاب و ماہتاب مجکو سجدہ کر رہے ہیں" صبح ہوتے یوسف نے اپنے عالی قدر باپ یعقوب سے بیان کیا یعقوب نے اس خواب کی تعبیر تو بیان کردی لیکن ساتھ ہی اوسکے یہ بھی تاکیداً کہا "دیکھو خبردار اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ لوگ حسد کینہ سے تمہارے ہلاک کرنیکا حیلہ ڈھونڈھیں گے" پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمہ علیک (یعنی جیسا کہ اللہ جل شانہ نے تجھکو اس خواب کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نبوت اور امور اہم کے انصرام کے لئے ممتاز اور مختص کریگا اور سکھلائیگا تجھکو احادیث کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر اور پوری کریگا اپنی نعمت کو تجھپر یعنی دینی اور دنیاوی دو نعمتوں کو ملادیگا) یعقوب تو یہ سمجھے تھے کہ یہ باتیں تنہائی میں ہو رہی ہیں اور یوسف کو منع کر دیا ہے لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ یوسف کی سوتیلی ماں نے یہ باتیں سُن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے چراگاہ سے واپس ہونیکے بعد یوسف کے سوتیلے بھائیوں سے کل ماجرا بیان کر دیا ان لوگوں نے سُنکر کہا کہ یوسف نے آفتاب سے باپ کو تعبیر کیا ہے اور ماہتاب سے تجھ کو مراد لیا ہے اور ستاروں سے سوائے ہمارے اور کسکو:

نوٹ [1] وہ گیارہوں ستارے جنکو یوسف نے خواب میں دیکھے تھے۔ جربان۔ الطارق۔ الذیال قابس۔ عمودان۔ الفلیق۔ المصبح۔ الفروح۔ الفرغ۔ وثاب۔ ذوالکفتین تھے۔

مرادے گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابن راحیل ہم پر اپنی فضیلت ثابت کیا چاہتا ہے
افسوس کا مقام ہے ہم سے زیادہ ہمارا باپ یوسف اور اوسکے بھائی کو پیار کرتا ہے حالانکہ
وہ چھوٹے چھوٹے بچے کسی کام کے نہیں ہیں اور ہم قوی اور تن آور ہیں بیشک ہمارا باپ
غلطی میں پڑا ہوا ہے مناسب ہے کہ یوسف کو قتل کر ڈالو یا ایسی زمین میں اوسکو چھوڑ آؤ
کہ باپ سے بالکل علحدہ ہو جائے اسکے بعد ہم سب باپ کے نزدیک محبوب ہو جائیں گے
یہوداہ جو سب بھائیوں میں عقلاً و فضلاً بڑا تھا کہا یوسف کو قتل نکرو کیونکہ قتل
ایکگناہ کبیرہ ہے۔ بہتر ہو گا کہ اوسکو کسی اندھے کنوئیں میں لیجا کر ڈالدو راگیر اوسکو نکالکر
لیجائینگے انہوں نے اس راے کو پسند کیا اور آپس میں معاہدہ کرکے دسوں بھائی حضرت
یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ یا ابانا ما لک لا تامنا علی یوسف
وانا له لناصحون (اے باپ ہمارے تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ یوسف پر ہمارا بھروسہ نہیں کرتا
حالانکہ ہم اوسکے خیر خواہ ہیں) ارسله معنا غدا یرتع ویلعب وانا له لحافظون
(یوسف کو ہمارے ساتھ صحرا کی طرف بھیجدو دوڑے گا کھیلے گا درحالیکہ ہم اوسکے نگراں رہینگے)
حضرت یعقوب انکی چالاکی سمجھکر بولے انه لیحزننی ان تذھبوا به واخاف ان یاکله
الذئب وانتم عنه غافلون (مجکو یہ خیال رنج دے رہا ہے کہ تم اسکو
لیجاؤ اور مجکو خوف ہے کہ شاید تمہاری غفلت سے اسکو بھیڑیا کھا جاے) یعقوب نے یہ جواب اس
بناء پر دیا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا یوسف ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور اون کو
دس بھیڑیوں نے گھیر لیا ہے اور عنقریب انکو کھایا چاہتے ہیں۔ دفعتاً ایک بھیڑئے نے اون
سے یوسف کی حمایت کی ناگاہ زمین شق ہو گئی اور یوسف اوسمیں سما گئے پھر تین دن کے بعد
آپ زمین سے نکلے یوسف کے بھائیوں نے جسوقت اپنے باپ کا جواب مذکور سنا ایکزبان ہوکر

بول اوٹھے یہ عجیب بات ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھاجائے اور ہم قوی اور توانا ہوں اگر ایسا ہو تو ہمسے بڑھکر اور کون بے حمیت ہو سکتا ہے یعقوب کو اس جواب سے کسی قدر اطمینان ہوا۔ اور یوسف نے بھی بمقتضائے سن جانے پر اصرار کیا ناچار یعقوب نے اجازت دیدی چنانچہ یوسف کپڑے پہنکر بھائیوں کے ساتھ چراگاہ تشریف لے گئے۔

جس وقت یہ دسوں بھائی یوسف کو ہمراہ لئے ہوئے ایک سنسان میدان میں پہونچے سبھوں نے آستین چڑھا چڑھا کر مارنا شروع کر دیا جب ایک اون میں سے آپ پر حملہ کرتا تھا تو دوسرے سے پناہ مانگتے تھے اور جب وہ بھی مارنا شروع کرتا تھا تو تیسرے سے پناہ مانگتے تھے یہانتک کہ آپکو قریب مرگ کر دیا اوسوقت یہودا نے کہا "تمنے تو عہد کیا تھا کہ ہم کسی قسم کی تکلیف نہ دینگے اور نہ مارینگے اب یہ کیا کر رہے ہو اپنی اس حرکت سے باز آؤ" سبھوں نے مارنے سے ہاتھ روک لیا اور کنوئیں پر لیجا کر آپکی قمیص اوتاری۔ بازو باندھے یوسف نے کہا اخوتاہ ردوا علی قمیصی لتواری به فی الجب (اے بھائیو میرا قمیص مجکو دیدو تاکہ اسکو کنوئیں میں پہنے رہوں) بھائیوں نے جواب دیا کہ آفتاب و مہتاب اور گیارہ ستارونکو بلاؤ وہی تجھے چھپائینگے۔ یوسف نے کہا بھائی میں نے کچھ نہیں دیکھا مجکو معاف کرو لیکن اونہوں نے ایک بھی نہ سنی اور کنوئیں میں آپکو رسی باندھکر کچھ دور تک تو آہستہ آہستہ اوتارا جب نصف کے قریب رہ گیا تو رسی چھوڑ دی۔ قدرت الٰہی سے ایک ٹکڑا پتھر کا پانی کے اوپر نکلا ہوا تھا جسپر یوسف پہونچکر ٹھہر گئے اور یہی ظاہری سبب آپکی جانبری کا ہوا۔ پھر بھائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یوسف کنوئیں میں گرانے سے پہلے نیم جان ہو چکا تھا تو غالباً اوسکی روح ضرور فنا ہو گئی ہوگی چنانچہ اس خیال کی تصدیق کیلئے یوسف کو پکارا یوسف نے یہ سمجھکر کہ شاید اب بھائیوں کو میرے حال پر رحم آیا ہے مجکو اس تکلیف سے

نجات دینگے اور کنوئیں سے نکال لیں گے۔ جواب دیا نامہربان بھائیوں نے پتھر مارنیکا قصد کیا لیکن یہوداؔ نے اونکو اس فعل سے روکا اور ایک سکوت کے عالم میں سب کے سب واپس ہوئے۔

ادھر تو برادران یوسف اپنے بکریوں کے گلہ کیطرف واپس ہوئے ادھر جناب باری نے یوسف پر وحی نازل فرمائی "کہ ایک وہ دن بھی آئے گا کہ تو انکو انکے ان افعال کی خبر دیگا اور تیرا ایسا مرتبہ بڑھ جائیگا کہ تجھکو نہ جانیں گے کہ تو یوسف ہے"۔

یوسف کے بھائی بکریوں کے گلہ کے پاس آئے اور ایک بکری کو مارکر اوس کے خون سے یوسف کے پیراہن کو رنگا اور تقریباً عشاء کیوقت روتے ہوئے یعقوب کے پاس آئے اور کہنے لگے یا ابانا انا ذھبنا نستبق و ترکنا یوسف عند متاعنا فاکله الذئب وما انت بمومن لنا ولو کنا صادقین (اے ہمارے باپ ہم آگے بڑھ گئے اور یوسف کو کپڑوں کے پاس چھوڑ گئے۔ بھیڑئے نے اوسکو کھالیا ہم ہرچند سچ کہیں گے تجھکو یقین نہو گا) یعقوب کو یہ سنکر سکتہ سا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد اپنے محزون قلب کو سنبھال کر فرمایا "یہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ تمنے یہ کام اپنی طبیعت سے کیا ہے۔ میں صبر کرتا ہوں صبر کا درجہ بڑا ہوتا ہے اچھا لاؤ اوسکا قمیص مجھے دکہاؤ" یوسف کے بھائیوں نے جسوقت قمیص دکھلائی یعقوب غور سے دیکھکر بولے" تاالله ما رأیت ذئباً احلم من ھذا کل ابنی ولم یشق قمیصه" (خدا کی قسم ہے میں نے اس بھیڑیے سے کسی کو حلیم نہیں دیکھا کہ اوس نے میرے لڑکے کو تو کھالیا اور اوسکی قمیص کو نہ پھاڑا) اور چیخ مارکر بیہوش ہوکر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بہت روئے اور قمیص کو بار بار اوٹھا اوٹھا کر دیکھتے تھے اور آنکھوں سے لگا کر سونگتے رہے تین روز تک

یوسف کنوئیں میں رہے اس اثناء میں ایک فرشتہ نے آکر بازو کھولدئے چوتھے روز ایک قافلہ عرب کا مصر کو جارہا تھا وہ اتفاقاً اس کنوئیں کے قریب پہونچکر ٹھہرا اور دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام مالک بن زعر اور دوسرے کا نام بشریٰ تھا پانی لینے کو بھیجا۔ مالک ابن زعر نے پانی کھینچنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول ڈالا یوسف اوسکے ڈول و رسّی کو پکڑ کر کنوئیں سے نکل آئے جسوقت مالک ابن زعر کی آنکھ یوسف پر پڑی پہلے کچھ جھجکا لیکن بعد کو سنبھلکر چلا اوٹھا یابشریٰ ھٰذا غلام (اے بشریٰ یہ تو ایک لڑکا ہے)

علماء تاریخ نے بشریٰ میں اختلاف کیا ہے بعض کا تو یہ خیال ہے کہ بشریٰ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام تھا جیسا کہ ابھی ہمنے بیان کیا ہے۔ اور اکثر یہ فرماتے ہیں کہ بشریٰ سے مقصود کوئی شخص معین نہیں ہے اور نہ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا۔ آیہ کریمہ میں بشریٰ کے معنی بشارت یعنی خوشخبری کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

الغرض مالک اور بشریٰ یوسف کو امیر قافلہ کے پاس لائے قافلہ والے دیکھکر بہت خوش ہوئے آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس اثناء میں یہودا آپہونچا اور یوسف کو امیر قافلہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھ کر اپنے بھائیوں کو اس ماجرا سے آگاہ کیا چنانچہ وہ سب بھائی امیر قافلہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے تمکو تم لوگوں نے کہاں پایا دو چار روز ہوئے کہ بھاگ آیا ہے یوسف ڈر کے مارے کچھ نہ بولے اور ان لوگوں نے امیر قافلہ کے ہاتھ ان کو بیس یا بائیس یا چالیس درہم کے عوض فروخت کر دیا اور دام کھرے کر کے چلتے پھرتے نظر آئے۔ یوسف قافلہ کے ساتھ ساتھ مصر پہونچے مالک بن وعر بن وابن بن عیفا بن مدین جس نے آپکو آپکے بھائیوں سے خرید کیا تھا نہلا دھلا اچھے کپڑے پہنا کر فروخت کرنے کی غرض سے بازار میں پیش کیا۔ اطفیر بن رحیب یا قوطیفر نے جو فرعون مصر کا وزیر عزیز مصر کے لقب

نے مشہور تھا خرید کر لیا اور اپنے مکان پر لا کر اپنی بی بی زلیخا یا راعیل سے کہا اکرمی مثواہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا۔ انکو آرام وعزت سے رکھو عجب نہیں کہ آیندہ ہمکو نفع دے یا اسکو ہم اپنا لڑکا بنا لیں۔

اُن دنوں مصر کی فرعونیت عمالقہ کے خاندان میں تھی ریان بن ولید بن دومغ مصر کا فرعون تھا علامہ ابن اثیر کا یہ بیان ہے کہ فرعون مصر یوسف پر جب انکو نبوت عطا ہوئی تھی ایمان لایا تھا اور آپکی حالت حیات میں انتقال بھی کر گیا اسکے بعد قابوس بن مصعب مصر کا فرعون ہوا اور یہ باوجود دعوت ایمان۔ یوسف پر ایمان نہ لایا بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قابوس ہی موسیٰ کے زمانہ میں فرعون مصر تھا اور اوسکی چار سو برس کی عمر ہوئی تھی اس دلیل سے کہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات (اور بیشک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل لیکر آئے) اس بناپر اگر یوسف اور موسیٰ کا فرعون ایک نہوگا تو اس آیہ کے معنی درست نہونگے۔ میرے نزدیک انکا خیال انکی نافہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اللہ جلشانہ نے اولاد کو اونکے آباواجداد کے حال سے مخاطب کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

یوسف جسوقت سن شباب کو پہونچے ہنوز تیس برس سے آپکا سن متجاوز نہوا تھا اور علم وحکمت ونبوت سے سرفراز نہیں کئے گئے تھے کہ زلیخا آپ پر مائل ہوگئیں اور ایک دن خلوت میں بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا یوسف نے فرمایا معاذ اللہ انہ ربی (اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں بیشک وہ یعنی تیرا شوہر میرا مربی ہے) انہ لا یفلح الظالمون (بیشک اللہ ظالموں کو یعنی خیانت کرنیوالوں کو فلاح نہیں دیتا) زلیخانے چونکہ دروازے پہلے سے بند کرا دئے تھے مطمئن ہو کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کبھی تو کہتی تھیں (یا یوسف ما احسن شعرک (اے یوسف تمہارے کیا اچھے بال ہیں) اور یوسف فرماتے تھے۔ وہ اول ما ینتشر من جسدی (وہ سب سے پہلے میرے

بدن سے پراگندہ ہوگا) اور کبھی کہتی تھیں یا یوسف ما احسن عینک (اے یوسف
تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں) اور آپ یہ جواب دیتے تھے کہ اول ما یسیل من جسدی۔
(یہی میرے جسم سے سب سے پہلے بہ جائینگی) زلیخا اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں۔ تھوڑی دیر
کے بعد یوسفؑ کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا لیکن فضل الہی شامل حال تھا
آپ پاک و صاف بچ گئے۔

ہمارے اس بیان سے کہ یوسف کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا ہرگز ہرگز
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ (عیاذاً باللہ) یوسف بھی زلیخا کے ساتھ کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہوگئے
تھے لیکن جبرئیل کیوجہ یا کسی اور ذریعہ سے بچ گئے۔ کیونکہ کلام ربانی کا طرز بیان اسکے خلاف
شہادت دے رہا ہے یوسفؑ ہرگز ہرگز زلیخا کیطرح آمادہ و تیار نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے
ازار بند کی گرہوں کو کھولنا شروع کیا تھا۔ جیسا کہ بعضوں نے غلطی سے لکھدیا ہے اور نہ
پاجامہ کے کھولنے پر مستعد ہوئے تھے اور نہ زلیخا نے ہفت خانہ اس غرض کیلئے بنوایا تھا
اور نہ اوس مکان میں کوئی بت رکھا ہوا تھا جسپر زلیخا نے شرم و حجاب کیوجہ سے چادر
ڈالدی تھی اور نہ یوسف کے دل میں کسی فعل کے کرنیکا خطرہ گذرا تھا ہاں یہ بات ضرور
ہوئی تھی کہ زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے ایک قسم کا خیال پیدا ہوگیا تھا جسکو آپ میل طبع سے تعبیر
کیجئے اور چاہے قصد وارادہ سے تفسیر کیجئے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یوسف کا یہ قصد
اختیاری (یعنی عزم) نہ تھا۔ بلکہ اس خیال کے ساتھ اونکے دل پر اللہ تعالی کا خوف
بھی اپنا رنگ جمانا چاہتا تھا اور دونوں میں منازعت ہو رہی تھی کہ اسی اثنا میں اللہ تعالی نے
آپ کی مدد کی اور آپ بالکل اوس سے مبرا رہے۔ یہ لوگوں کی ایسی من مانی گڑھی ہوئی کہانیاں
ہیں کہ جنسے سلب ایمان کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ علماء تفسیر نے وہم بہا کے معنی قصد بہا یعنی

اونہوں نے بھی اوسکا قصد کیا) تحریر کیا ہے عزم یہاں نہیں لکھا کیونکہ قصد اور عزیمت میں بہت بڑا فرق ہے عزیمت کو دل سے تعلق ہے اسکا درجہ قصد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور قصد امور قلبیہ سے نہیں ہے علاوہ اسکے آیہ کریمہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ سے یہ معنی مستفاد ہوتے ہیں کہ بیشک اوسنے یعنی زلیخا نے قصد کیا اور یوسف بھی اسی کا قصد کرتے لیکن انھوں نے اپنے رب کا برہان دیکھ لیا اور اوس سے باز رہے۔

برہان کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ظاہر کئے جاتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو انگشت بدنداں افسوس کرتے ہوئے دیکھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیبی ندا سنی کہ یا یوسف تزنی وانت نبی۔ اے یوسف تو زنا کے لئے آمادہ ہوا چاہتا ہے حالانکہ تو نبی ہے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یوسف صدیق آیۃ لاتقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا دیوار پر لکھی ہوئی دیکھ کر اوس قصد غیر اختیاری سے باز رہے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ یوسف صدیق نے نہ یہ دیکھا تھا نہ وہ دیکھا تھا اگرچہ تقدیر الٰہی سے ایسے اسباب کا ظاہر و پیدا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوسف صدیق کے خیال میں زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے جو ایک وسوسہ پیدا ہو رہا تھا اور اونکا وہ نورانی قلب جو آیندہ نور نبوت سے معمور ہونیوالا تھا اوسکے دفع کرنے میں سعی کر رہا تھا کہ تائید غیبی و الہام الٰہی اوسمیں کامیاب ہو گیا ایک سیدھی بات کو ایسے پیرایہ سے ظاہر کرنا جسکے فہم سے ظاہر بینوں کو تردد ہو دور اندیش عقل جائز نہیں رکھتی۔

الغرض یوسف صدیق اپنے دامن عصمت کو زلیخا کے ہوا و ہوس کے ہاتھوں پاک و صاف بچا کر بھاگے زلیخا نے یوسف صدیق کے پکڑنے کی کوشش کی اور اسی تگ ودو میں

یوسف کا پچھلا دامن قمیص کا پھٹ گیا۔ اتفاق یہ کہ دروازہ جو کھلا تو اطفیر (زلیخا کا شوہر) زلیخا کے چچازاد بھائی سے کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ زلیخا اور یوسف دیکھ کر جھینپ سے گئے یوسف صدیق دل میں سوچ رہے تھے مگر کوئی بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ زلیخا بول اٹھی مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (کیا تعزیر اس شخص کی ہے جو تیرے اہل کی رسوائی کا خواہاں ہو سوائے اسکے کہ وہ قید اور عذاب میں مبتلا کر دیا جائے) یوسف نے جواب دیا ھِیَ رَاوَدَتْنِی عَنْ نَّفْسِی (اس نے خود مجھکو معصیت کیطرف بلایا تھا) عزیز مصر یوسف اور زلیخا کی تقریر سنکر خاموش ہو گیا۔ زلیخا کے چچازاد بھائی نے کہا اس میں سکوت و تامل کس امر کا ہے ان دونوں کی صداقت کی تحقیق بہت ہی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یوسف کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو زلیخا کا دعویٰ سچ اور قابل تسلیم ہے اور یہ جھوٹا ہے اور اگر قمیص کا پچھلا دامن چاک ہو گیا ہو تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف کا دعویٰ سچا ہے تحقیق و معائنہ سے یوسف صدیق صادق ٹھیرے زلیخا شرما گئیں۔ عزیز مصر نے یوسف کو اخفاء راز کی ہدایت کی اور زلیخا سے استغفار کرنے کو کہا۔

اسموقع پر بھی دلچسپی کیلئے یہ قصہ اختراع کیا گیا ہے کہ یوسف صدیق کی صفائی کی گواہی ایک شیر خوار بچہ نے دی تھی لطف یہ ہے کہ اس بے اصل واقعہ پر آیہ کریمہ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے خاندان میں سے کسی نے شہادت دی اس سے نہ تو بچہ مفہوم ہوتا ہے اور نہ بوڑھا پھر اسپر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ منجملہ ان شیر خوار لڑکوں کے تھا جو حالت شیر خواری میں بحکم الٰہی بولے تھے گو اللہ جل شانہ کی قدرت سے یہ امر بعید نہیں ہے لیکن اصل واقعہ وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

رفتہ رفتہ جب زلیخا کا راز عشق افشا ہوا تو عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی چند دنوں

تو زلیخا انکے طعنوں کا جواب خاموشی سے دیتی رہیں جب اونکی چھیڑ چھاڑ حد سے متجاوز ہو گئی تو

ایک روز مصری عورتوں کی دعوت کی کھانا کھانیکے بعد کچھ خربزے ترنج سیب امرود منگوائے عورتیں

چھریوں سے ترنج و سیب کو چھیلتے اور کاٹتے میں اور یوسف صدیق خوشنما لباس پہنے ہوئے زلیخا کے کہنے

سے اونکی طرف ہو کر گذرے وہ عورتیں جمال یوسفی دیکھکر ایسی محو تماشا ہوئیں کہ بجائے ترنج و سیب کے

انھوں نے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالے اور بیتابانہ ایک زبان ہو کر بولیں حَاشَا لِلّٰہِ مَا هٰذَا بَشَرًا

اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (حاشا للہ یہ آدمی نہیں ہے بیشک یہ فرشتہ نیک خصلت ہے) تب زلیخا

اُن سے مخاطب ہو کر کہا فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ (وہ یہی ہے جسکے لئے مجکو تم لوگ ملامت کرتی تھیں)

اس واقعہ کے بعد زلیخا نے یوسف سے پھر دوبارہ اپنی خواہش پوری کرنیکی التجا کی اور یہ بھی دی

کہ اگر ہمارے حکم کی تعمیل نکروگے تو تمکو قید خانہ میں بھیجکر سخت ذلیل و رسوائی کردونگی یوسف صدیق

نے قید میں جانیکو اس فعل پر ترجیح دی اور جناب باری میں بخیال اقتضائے بشریت گذارش کی

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (اے پروردگار

عالم اگر ان عورتوں کے مکر سے مجکو محفوظ نہ رکھیگا تو میں عجب نہیں کہ انکی طرف مائل ہو جاؤں اور

جن کہنا ہگاروں میں اپنے کو داخل کر دوں اسوجہ سے کہ میں بوجہ بشریت اپنی ذات پر بھروسہ

نہیں کر سکتا) جناب باری نے انکی دعا قبول کرلی اور اونکے مکر سے بچانیکی غرض سے یوسف صدیق

قید خانہ بھیجدئے گئے تھوڑے دنوں کے بعد اوسی قید خانہ میں فرعون مصر کے دو ملازم ایک

لے بعض مفسرین تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پانچ عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی تھی ایک حاجب کی بی بی دوسری

کوتوال کی تیسری خانساماں کی چوتھی آبدار کی پانچویں سپہ سالار کی بی بی تھی واللہ اعلم

لے خانساماں کا نام مجلب اور شرابدار کا نام نبوشش تھا۔

خانساماں اور دوسرا شرابدار) خود بادشاہ کے زہر خورانی کے جرم میں ماخوذ ہوکر داخل کیے گئے۔

یوسف صدیق قیدخانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے۔ کبھی نماز پڑھنے میں معروف رہتے تھے۔ اور کسی وقت قیدیوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے قیدیوں کے خوابوں کی تعبیریں بتلا دیا کرتے تھے جس وقت شرابدار اور خانساماں قیدخانہ میں داخل ہوئے یوسف صدیق کے اوصاف سے آگاہ ہو کر انہوں نے آپس میں امتحان کی غرض سے یہ مشورہ کیا کہ یوسف صدیق سے جھوٹے خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہیے چنانچہ پہلے شرابدار نے کہا آج میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب بنا رہا ہوں۔ بعد اسکے خانساماں نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور پرندے اسکو کھائے لیتے ہیں۔ یوسف صدیق نے شرابدار کی خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ شرابدار تو اپنی ملازمت پر بحال کر دیا جائیگا اور خانساماں جس نے کہ روٹیوں کا خوان اپنے سر پر رکھا ہوا اور چڑیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ دار پر کھینچ دیا جائیگا۔ ان دونوں نے جس وقت یہ تعبیر سنی معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ جھوٹے خواب بیان کیے ہیں۔ یوسف صدیق نے کہا جس بارے میں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ ہو یہی حکم ہوا ہے قضائے الٰہی بعد تفتیش و تحقیق حال یہی امر ظہور پذیر ہوا کہ شرابدار بحال اپنی ملازمت پر مقرر کیا گیا اور خانساماں کو سولی دی گئی۔

قبل از رہائی یوسف صدیق نے شرابدار سے کہا تھا کہ جس وقت تم بحال ہو جانا اس وقت اپنے ولی نعمت سے میرا ذکر خیر ضرور کرنا لیکن مشیت الٰہی اسوقت اسکے خلاف تھی شرابدار اپنا وعدہ بھول گیا۔ یوسف صدیق کا اسے خیال تک نہ رہا۔

ؔ قیصر روم نے فرعون مصر کو زہر دینے کی غرض سے ایک شخص کو بھیجا تھا پہلے اوسنے شرابدار کو ملانا چاہا لیکن جب اس میں وہ ناکام رہا تو اوس نے خانساماں کو ملا لیا۔ زہر دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان واقعات کی اطلاع فرعون مصر کو ہوگئی۔ شرابدار و خانساماں دونوں مشتبہ ہونے کی وجہ سے قید کر دیے گئے۔

مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مقام پر یہ نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوسف صدیق قید خانہ میں زیادہ مدت تک اسوجہ سے رہے کہ آپ نے سبب حقیقی کو بھولا کر ظاہری سبب کو وسیلہ نجات بنالیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ زلیخا اُنکو قید خانہ میں بھیجکر ایسا بھول جاتی کہ سات سات برس تک یہ قید خانہ ہی میں رہتے۔ اور شرابدار بھی اُنکو فراموش کرجاتا۔ جناب باری تعالیٰ کو یوسف صدیق کے اس خیال پر جو بمقتضائے انسانیت اون سے ظاہر ہوگیا تھا تنبیہ کرنی تھی اسوجہ سے زلیخا اور آبدار دونوں بھول گئے اور یہ سات برس تک قید خانہ میں رہے۔

آٹھواں سال جب شروع ہوا تو سبب حقیقی نے وہ سبب پیدا کیا کہ جو یوسف صدیق کا نہ تو اکتسابی تھا اور نہ اونکے خیال میں گذرا ہوگا اور وہ یہ تھا کہ فرعون مصر نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا کہ سات گائیں فربہ ایک نہر سے نکلیں پھر اون کے بعد ہی دوسری سات گائیں دبلی پتلی اُسی نہر سے آئیں اور اُن پہلی موٹی تازی گایوں کو کھالیا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشہ سرسبز جن میں دانے بھرے ہوئے تھے اون پر سات سوکھے خوشہ جو اون کے بعد نمایاں ہوئے تھے غالب آگئے۔ صبح ہوتے ہی حکماء و منجمین سے تعبیر دریافت کی گئی وہ یہ تو کہہ نہ سکے کہ ہم اسکی تعبیر سے عاری ہیں یکزبان ہو کر بولے وَمَا نَحْنُ بِتَاوِيلِ الْاَحْلَامِ بِعَالِمِيْنَ (اور ہم لوگ منامات باطلہ (جھوٹے خوابوں) کی تعبیر نہیں جانتے) یہ رویاء صادقہ (سچے خواب) نہیں ہیں بلکہ خیالات فاسدہ ہیں جو حالت بیداری میں انسان کے دماغ میں جمع ہوجاتے ہیں پھر وہی سونے میں خواب کی صورت دکھلائی دیتے ہیں۔ فرعون مصر کی اس جواب سے تشفی نہوئی اُسکے چہرہ پر جیسا کہ اس سے پہلے تردد کے آثار نمایاں تھے ویسا ہی اس غیر شافی جواب کے بعد ظاہر رہے۔ شرابدار کو اس ماجرے سے یوسف صدیق یاد آگئے۔ وہ فرعون مصر کی اجازت سے قید خانہ میں آیا اور جناب موصوف سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی یوسف صدیق نے

اُسکی یہ تعبیر کی کہ سات برس تک حسب دستور تم لوگ کاشتکاری کروگے فصل اچھی ہوگی پیدایش
غلہ کی زیادہ ہوگی۔ یہ تعبیر تو سات فربہ گایوں کی ہے۔ پھر بعد اسکے سات سال قحط کے ایسے
سخت و دشوار گذرا آئیں جس میں تم لوگ اپنا ذخیرہ کھا ڈالوگے یہ تعبیر اُن سات گایوں کی ہے
جو دبلی پتلی تھیں اور اُن سات فربہ گایوں کو کھا گیا تھا۔ پھر ان سالوں کے بعد ایسے سال
آئیں گے جن سے تم لوگ مستفید ہوگے۔ شرابدار خواب کی تعبیر سنکر اُلٹے پاوں فرعون مصر کے
پاس آیا اور تعبیر بیان کی۔ فرعون مصر اپنے خواب کی تعبیر سنکر یوسف کا ایسا مشتاق ہوا کہ
اُسی وقت شرابدار کو یوسف کے بلانے کو بھیجا یوسف نے شرابدار سے کہا اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ
فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ
اپنے مالک کی طرف اُلٹے پاوں لوٹ جا اور اُس سے دریافت کر کہ مجھکو کس جرم میں سزا دی گئی
کیا حال ہے (یعنی کیا بیان ہے) اون عورتوں کا جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے میرا پروردگار
اُن کے مکر کو خوب جانتا ہے کہ میں اُس تہمت سے بری ہوں جس کے جرم میں میں گرفتار مصیبت
ہوں) غیر (بدارنے یوسف صدیق کا یہ پیام فرعون مصر سے جاکر کہدیا۔ اُس نے اُسی وقت
عزیز مصر کی عورتوں کو طلب کرکے اِس واقعہ کی حقیقت دریافت کی اُن عورتوں نے کانوں پر
ہاتھ رکھکر کہا حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ (حاشا یہ یوسف کی کسی برائی سے
اسوقت تک ہم آگاہ نہیں ہوئے) فرعون مصر نے زلیخا کیطرف دیکھا زلیخا بھی زبان سے بولیں
اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ (میں نے ہر خود یوسف کی خواہش کی تھی
اور بیشک وہ سچا ہے) اسکے بعد فرعون نے شرابدار کو بھیجکر زندان سے یوسف صدیق کو بلوایا اور
عزیز مصر سے یوسف کو خرید کرکے آزاد کردیا جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے مفہوم ہوتا ہے وَقَالَ الْمَلِكُ
ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ (اور فرعون مصر نے کہا کہ اسکو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لاؤ

تاکہ اس کو میں اپنے لئے خلاص (آزاد) کروں) الغرض یوسف صدیق فرعون مصر کے امین و معتمد بنائے گئے اور ہفت سالہ آیندہ قحط کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔ یوسف صدیق ایام ارزانی کے ایام میں ہر قسم کی غلہ کی خرید کر لیتے تھے اور اسکو بغیر مالش کئے ہوئے رکھا دیتے تھے۔ پھر دو برس کے بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا فرعون نے بجائے اُسکے یوسف کو مقرر کرکے زلیخا سے انکا نکاح کر دیا بعض لوگوں نے اس موقع پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ "زلیخا اسوقت بوڑھی ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعد نکاح کے پھر جوان کر دیا" یہ بات اگرچہ بلحاظ تقدیر الٰہی ممکن الوقوع ہے لیکن اصلی واقعہ کو چھپا کر ایک نئی بات بتلا دینا خلاف عقل ہے۔ اصلی بات یہ ہے کہ عزیز مصر عنین تھا۔ اسوجہ سے بوقت نکاح یوسف صدیق۔ زلیخا دوشیزہ تھیں اور یہی معنی جوان ہو جانیکے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ ہمارے اس دعوی کی شہادت دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

الغرض ساتوں سال فراخی اور پیداوار کے گذر گئے اور دوسرے سات سال قحط کے آئے پہلا سال تو جوں توں گذر گیا دوسرے سال سے تمام عالم قحط سے مرنے لگا یوسف صدیق نے نہایت سرگرمی سے اسکا انتظام شروع کر دیا۔ لوگ جوق جوق مصر میں غلہ لینے کو آنے لگے یعقوب کے بھی دسوں لڑکے مصر میں غلہ لینے کو آئے یوسف نے اُن کو پہچان لیا کیونکہ اُنکی حالت میں زمانہ نے کسی قسم کا تغیر نہیں پیدا کیا تھا برخلاف یوسف کے زمانہ کی رفتار نے یوسف کو بظاہر یوسف نہ رکھا تھا نہ تو اونکا وہ لباس تھا اور نہ وہ صورت و شکل تھی۔ بلکہ ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی تھی۔ یوسف نے اپنے بھائیوں سے انکا حال دریافت کیا پہلے تو انھوں نے اِدہر اُدہر کی باتیں بتلائیں۔ لیکن جب یوسف نے اُنکے حالات کی تکذیب شروع کی تو انھوں نے اس طرح سے بیان کیا۔ اے عزیز مصر! ہم اصل میں اپنے باپ کے بارہ بیٹے تھے ایک تو وہ ہم اپنے ساتھ اپنے اُس بھائی کو بھی ہمراہ لا دے گئے جسکو ہمارا باپ

زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اتفاقات سے اوسکو بھیڑیا نے کھالیا۔ شمعون آگے کچھ اور کہنے کو تھا کہ یوسف بول اُٹھے "فاَنّی مَن سکن ابوکم لبعدہٖ" (پھر اُسکے بعد تمہارے باپ کو تسکین کس سے ہوئی) شمعون نے کہا الی اخ النا اصغر منہ (جو اُس سے ہمارا چھوٹا بھائی ہے) یوسف یہ سُنکر کچھ دیر تک خاموش رہے بعدہٗ سر اُٹھا کر بولے آیندہ جب تم ہمارے پاس آنا تو اُسکو اپنے ساتھ لانا ورنہ تمکو یہاں سے کچھ نہ دیا جائیگا۔ شمعون نے کہا شاید ہمارا باپ اوسکی مفارقت نہ گوارا کرے اسوجہ سے ہم حتمی وعدہ نہیں کرسکتے' اچھا بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ہمارے پاس رہ جائے اسپر بنی یعقوب خاموش ہوگئے یوسف نے واپسی کے وقت اونکی قیمتیں بھی اونھیں کے اسباب میں رکھادیں اس خیال سے کہ انکی امانت داری و دیانت اسکے واپس کرنے پر ضرور مجبور کرے گی اور یہی یہاں دوبارہ اُن کے آنیکا باعث ہوگا چنانچہ جسوقت برادران یوسف یعقوب کے پاس پہونچے عزیز مصر (یوسف) کی بہت بڑی تعریف کی اور یہ کہا عزیز مصر (یوسف) نے کہاہے کہ اگر تم اپنے اوس بھائی کو آیندہ اپنے ہمراہ نہ لاؤگے جسکو تمہارا باپ زیادہ عزیز رکھتاہے تو پھر تمکو یہاں سے کچھ نہ دیا جائیگا۔ یعقوب نے کہا کہ کیا تم اسکی ویساہی حفاظت کروگے جیسا کہ اسکے پہلے اسکے بھائی یوسف کی حفاظت کی تھی۔ برادران یوسف یہ کہکر خاموش ہورہے۔ جب اسباب کو کھولا اور اوسمیں قیمتیں رکھی ہوئی دیکھیں تو سب کے سب بول اُٹھے یا ابانا ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردت الینا و نمیر اہلنا و نحفظ اخانا و نزداد کیل بعیر۔ (یعنی عزیز مصر نے ہماری بہت بڑی وقعت وعزت کی اوس نے کتنی بڑی یہ رعایت کی کہ ہماری قیمتیں ہمکو واپس کردیں۔ اب ہمارے ہمارے بھائی کو بھیجئے کہ اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کرینگے یعقوب نے اونکے کہنے کا خیال نہ کیا لیکن جب اونھوں نے جناب موصوف کے کہنے سے عہد و میثاق دیا تو بنیامین کو شمعون

وغیرہ کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کر دی کہ تم سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا چنانچہ گیارہوں بھائی متفرق دروازوں سے یوسف کے پاس گئے یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا اور ان سبھوں کو بہت خوشی اور کشادہ پیشانی سے ٹھیرایا کھانے کے وقت دو دو بھائی ایک ایک خوان پر بٹھلائے گئے جب بنیامین تنہا رہ گئے اور انکے آنکھوں میں اس خیال سے آنسو بھر آئے کہ اگر میرا بھائی یوسف آج زندہ ہوتا تو مجکو بھی وہ اپنے ساتھ بٹھلاتا جناب یوسف نے انکو آبدیدہ دیکھکر اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا میں تمہارا بھائی ہوں رات کو باتوں بات میں یوسف نے بنیامین سے کہا کیا تم اسبات کو پسند کر سکتے ہو کہ میں تمہارے اس بھائی کا جو غائب ہو گیا ہے قائم مقام ہو جاؤں بنیامین نے جواب دیا واقعی آپ سے بڑھکر بھائی اور کیا سلوک کر سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یعقوب اور راحیل سے نہیں پیدا ہوئے یوسف کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا بنیامین کے زبان سے یہ کلمہ سنکر رو اٹھے اور انکو گلے سے لگا کر ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسف ہوں لیکن خبردار ان باتوں کو بھائیوں سے نہ ظاہر کرنا۔

صبح کے وقت یوسف جب اپنے نامہربان بھائیوں کو غلہ دینے لگے تو پیمانہ (جس سے غلہ ناپ کر دے رہے تھے) بنیامین کے اسباب میں رکھدیا تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہو کر چلے تو ایک منادی نے ندا دی کہ ٹھیرو بے شک تم لوگ چور ہو۔ ابناء یعقوب نے جواب دیا کہ ہم لوگ نہ چور ہیں اور نہ فساد کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں خدام نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہو تو کیا سزا؟ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں وہ پایا جائے

نوٹ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ بنیامین کو جب معلوم ہوا کہ عزیز مصر میرا بھائی یوسف ہے اور اسنے مفارقت سے انکار کیا تو یوسف نے بنیامین کے روکنے کا۔ حیلہ نکالا! بنیامین اس حال سے آگاہ تھے۔

وہی بجرم سرقہ گرفتار کر لیا جائے یوسف نے تفتیش شروع کی یکے بعد دیگرے تلاشی دینے لگے رفتہ رفتہ بنیامین کی باری آئی اور انھیں کے اسباب میں سقایہ (پیالہ پانی پینے کا برتن) نکلا اور یہی روک لیے گئے ۔

ابنائے یعقوب نے ہرچند شور و غل مچایا اور یہ چاہا کہ بجائے بنیامین کے اُن میں سے کوئی روک لیا جائے لیکن یوسف نے ایک بھی نہ مانا بنیامین تو اس بہانہ سے روک لئے گئے ۔ اور شمعون یہ کہکر مصر میں ٹھیر گیا کہ تم بھول گئے ہو جو اپنے باپ سے عہد کرآئے ہو میں تو یہاں سے اُس وقت تک حرکت نہ کروں گا جب تک میرا باپ نہ کہے گا ۔ یا اللہ تعالی حکم نہ دے گا تملوگ جاؤ اور یہ ماجرا بیان کر دو ۔

بقیہ ابنائے یعقوب جسوقت ارض مصر سے واپس ہو کر یعقوب کے پاس پہونچے اور یہ ماجرا بیان کیا اسوقت یعقوب کے محزون قلب پر جو کچھ اسکا اثر ہوا ہوگا اُسکا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں اُس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہیں ہے البتہ جناب یعقوب نے جو کلمات تسلی دہ قلب حزین فرماتے تھے وہ یہ ہیں عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (شاید اللہ اون سبھوں کو میرے پاس لائے بیشک وہ دانا اور حکمت والا ہے)

اس کے بعد یعقوب کی آنکھیں اسی رنج و صدمہ میں جاتی رہیں ناتوانی حد سے بڑھ گئی اوٹھنا بیٹھنا جبر گذرنے لگا ۔ اکثر آپ یوسف کو یاد کرکے رویا کرتے تھے اور لڑکے بجائے تسلی اور تشفی دینے کے کہتے تھے خدا کی قسم تم یوسف کا تذکرہ اُس وقت تک نہ ترک کرو گے جب تک تم قریب ہلاکت نہ پہونچ جاؤ گے یا جان بحق تسلیم ہو گے اور یعقوب اونکی باتوں کا یہ جواب دیتے تھے میں اپنا رنج و غم اللہ ہی سے کہتا ہوں یا میں اللہ تعالی

کیجانب سے وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے؛ بعد چندے یعقوب نے پھر اپنے لڑکوں کو دوبارہ مصر کیطرف روانہ کیا پسران یعقوب نے جنکو قحط اور فاقہ نے ناکارہ کر دیا تھا مصر میں پہونچتے ہی عزیز مصر (یوسف) سے کہا یٰاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ (اے عزیز ہمکو اور ہمارے گھر والوں کو قحط و فاقہ نے تباہ کر دیا ہے) وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ۔ (اور ہم سب بہت ہی کم سرمایہ لیکر آئے ہیں) فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (تو ہمکو بھر پیمانہ بنظر صدقہ دو جس تنگ نہیں ہے کہ اللہ صدقہ دینے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے) یوسف کا دل یہ سنکر بھر آیا آنکھیں پرنم ہو گئیں بیتابانہ بول اوٹھے هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ (کیا تم جانتے ہو (یعنی تمکو یاد ہے) کہ تمنے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟) اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ (اب تم اوس سے جاہل ہو یعنی آگاہ نہیں ہو) یوسف کے بھائیوں نے غور سے دیکھا تو پہچان گئے اور مزید اطمینان کے لئے تعجب کے لہجہ میں بولے اَئِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (کیا بیشک تو ہی یوسف ہے) یوسف نے کہا۔ ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے۔ تملوگ اپنے دل میں کچھ خیال نکرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگذر کریگا یہ مشیت ایزدی تھی جو کچھ واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھپر بہت بڑا احسان کیا یہ اسکے احسانات کا ایک نمونہ ہے

نوٹ؎ لہ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ برادران یوسف اس مرتبہ چند کھوٹے دراہم لیکر آئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس مرتبہ نقدی تو کچھ لیکر آئے نہ تھے بلکہ کچھ گھی اور اون وغیرہ لائے تھے۔

؎ بعض علماء تاریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوسف کا قلب اس واقعہ سے رقیق نہیں ہوا تھا بلکہ یعقوب کا خط دیکھ کر رو اوٹھے اور اپنے کو ظاہر کر دیا اس مقام پر بنظر طوالت کلام اوس خط کو ہم نقل نہیں کیا چاہتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔

کہ میں اس درجہ حال پر پہونچ گیا ہوں" یوسف کے بھائیوں کو اسکے سننے سے ندامت ہوئی لیکن یوسف کی تسلی و تشفی سے وہ خیالات رفع ہو گئے۔ بعد اسکے یوسف نے اپنے نامہربان بھائیوں سے اپنے باپ یعقوب اور خاندان کی کیفیت دریافت کی اور روانگی کیوقت غلہ دیا اور اپنے بزرگ باپ کے اطمینان کے لئے اپنی قمیص دی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی ہمارے بزرگ باپ کے منھ پر ڈالدینا اونکی بینائی رفتہ رفتہ پھر آجاویگی۔ اور تم لوگ کنعان سے مع اہل وعیال کے مصر میں چلے آؤ۔

ادھر تو ابنا ر یعقوب قافلہ کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئے ادھر کنعان میں جو مصر سے بارہ[۱] سو کوس کے فاصلہ پر تھا یوسف کے پیراہن کی بو یعقوب کے دماغ میں بحکم الٰہی پہونچی چنانچہ یعقوب نے اون لڑکوں سے جو اُسوقت موجود تھے فرمایا انی لاجد ریح یوسف (میں بیشک بوئے یوسف سونگھتا ہوں) لَو لا اَن تفندون۔ (اگر تملوگ عقل رفتہ و بدحواس مجھکو نہ کہو) لڑکوں نے اپنے پچھلے کردار چھپانے کی غرض سے جواب دیا" تاللہ انک لفی ضلالک القدیم (خدا کی قسم تم اپنے اوسی خیال کے پابند ہو رہے ہو) چالیس برس کا عرصہ گذرا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اُسکی ہڈیوں کا بھی نشان ڈھونڈھے نہ ملے گا اور آپ آج کہتے ہیں کہ اس ہوا سے بوئے یوسف آرہی ہے۔ یعقوبؑ یہ سُنکر خاموش ہو رہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد قافلہ کنعان میں داخل ہوا۔ اور یہودا پیراہن یوسف لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت

ؔ۔ مورخین کا بیان ہے کہ چونکہ پیراہن خون آلودہ یہودا ہی چراگاہ سے لایا تھا اور اوس خبر بد کو یعقوب کے کانوں تک پہونچائی تھی۔ اسی وجہ سے اس نے خوشی کے موقع پر بھی آپ ہی پیراہن لیکر یعقوب کے پاس گیا اسی کو قرآن مجید میں جناب باری نے "بشیر" سے یاد فرمایا ہے بشیر کسی دوسرے کا نام تھا

میں حاضر ہوا۔ حق رسالت ادا کی۔ یعقوب پھولے نہ سمائے آنکھیں روشن ہوگئیں سارا رنج وغم آن واحد میں ایسا دفع ہوگیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔ بعد اسکے جناب موصوف نے لڑکوں سے مخاطب ہوکر کہا "اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ کیا میں تم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ میں منجانب اللہ وہ جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے ہو) اسی کلمہ کا ذکر ہے کہ تم لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور صحرا آفتاب پر خاک ڈالا کرتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا"۔ لڑکوں کو یہ سنکر بہت بڑی ندامت ہوئی شرم سے آنکھیں نیچی کرلیں۔ معافی چاہی استغفار کی خواستگاری کی۔ بعد اسکے آپ نے یہودا سے دریافت کیا کَیْفَ تَرَکْتَ یُوْسُفَ تو نے کس حال پر یوسف کو چھوڑا) یہودا نے کہا "اُسکو مصر کی شاہی کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں" یعقوب نے جھنجلا کر کہا مَا اَصْنَعُ بِالْمُلْکِ عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ تَرَکْتَہٗ (مجھکو شاہی سے کیا غرض ہے اُس کو کس مذہب پر چھوڑ آیا ہے) یہودا نے گزارش کی عَلَی الْاِسْلَامِ (مذہب سلام کا پابند چھوڑ آیا ہوں) یعقوب یہ سنکر بہت خوش ہوئے جناب باری میں سجدہ شکر ادا کرکے کہا اَلْاٰنَ تَمَّتِ النِّعْمَۃُ (اب نعمت الٰہی پوری ہوئی) کہ دینی اور دنیاوی نعمتیں حسب خواہ ملیں۔

الغرض یعقوب اور اونکے لڑکے سامان سفر مہیا کرکے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مصر کے قریب پہونچے یوسف معہ عمایدین مصر استقبال کے لئے مصر سے باہر آئے یعقوب شاہی جلوس دیکھکر یوسف کو نہ پہچان سکے۔ یہودا سے دریافت کیا کیا یہ فرعون مصر ہے" یہودا نے کہا "نہیں یہ آپ کا لڑکا یوسف ہے" یعقوب نے آگے بڑھ کے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذْہِبَ الْاَحْزَانِ۔ (اے رنج وغم کے دور کرنے والے تجھپر اللہ کی رحمت نازل ہو) یوسف جواب دیکر اپنے باپ سے لپٹ گئے بعد اسکے یوسف نے بھائیوں سے خطاب کرکے فرمایا: عَلَوْ مِصْرَ اِنْ شَآءَ

اللہُ اٰمِنِیۡنَ (تم لوگ مصر میں چلو انشاء اللہ تعالیٰ قحط و گرسنگی سے محفوظ رہوگے) اور اپنے
ماں باپ کو عزت و تکریم کے مقام میں ٹھیرایا یوسف کی ماں اور باپ اور گیارہوں بھائیوں
نے یوسف کے آگے جو نائب عزیز مصر تھے اپنا سر جھکا دیا یوسف نے شکریہ ادا کرکے کہا یا ابت
ہٰذا تاویل رؤیای من قبل (اے باپ یہ تاویل (تعبیر) اس خواب کی ہے جسکو
میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا) یعقوب اسکی تصدیق کرکے ماجرائے گذشتہ دریافت کرنے لگے
یوسف نے ادب سے گذارش کی بابا جی لا تسئلنی عن صنع اخوتی ولکن سالنی
عن صنع اللہ لی (اے میرے باپ اسکو نہ دریافت کرو جو بھائیوں نے میرے ساتھ کیا
بلکہ اوسکو استفسار کیجیے جو خدا نے میرے ساتھ کیا) یہ کہکر کنوئیں سے نکلنے اور مصر میں آنے اور
عزیز مصر کے عہدہ پر پہونچنے کے حالات تفصیلاً ایک بعد دیگرے ترتیب وار کہہ سنائے۔

یوسف و یعقوب علیہما السلام کے زمانہ مفارقت کو اگرچہ بعض مورخین نے اسی سال
تحریر کیا ہے اور اس طرح سے حساب کا اندازہ کیا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں یوسف کنوئیں
میں ڈالے گئے اور ستانوے برس کی عمر میں اسی برس کے بعد اپنے باپ سے ملے بعد
اسکے تیس برس اور زندہ رہ کر ایک سو تیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور بعضوں نے
یوسف اور یعقوب کے زمانہ مفارقت کو اٹھارہ برس میں محدود کیا ہے بعضے مورخین کے خیالات
یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یوسف مصر میں سترہ برس کی عمر میں داخل ہوئے اور تیرہ برس
کے بعد فرعون مصر کے وزیر ہوئے اور بائیس برس کے بعد یعقوب و یوسف سے ملاقات
ہوئی اسکے بعد یعقوب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر میں سترہ برس اور زندہ رہے لیکن
محققین علماء تاریخ یوسف کے خواب دیکھنے اور یعقوب کے مصر میں آنے کے زمانہ کی مدت
چالیس برس بتلاتے ہیں واللہ اعلم انتہٰے کلام المترجم۔

بعد قطع منازل وطے مراحل یعقوب بلبیس کے قریب پہونچے یوسف یہ سنکر بخیال بعض علمار تاریخ معہ فرعون مصر اپنے باپ کے استقبال کی غرض سے مصر سے باہر آئے اور سرزمین بلبیس اپنے بھائیوں کو رہنے اور منتفع ہونیکی غرض سے دیدیا۔

یعقوب کے ساتھ علاوہ اُن ستر آدمیوں کے جو آپ کے خاندان سے تھے ایوب بنی بن برحما بن زبرج بن رعویل بن عیصو بھی تھے یہ سب کے سب مصر مقام بلبیس میں مقیم ہوئے اس واقعہ کے سترہ برس کے بعد ایکسو چالیس برس کی عمر میں یعقوب کا انتقال ہوا یوسف باجازت فرعون مصر معہ رؤسار مصر یعقوب کا تابوت (جنازہ) مصر سے لیکر روانہ ہوئے اثنار راہ میں کنعانیوں سے کچھ بحث وتکرار ہوئی۔ لیکن بخیریت تمام سرزمین شام مدفن ابراہیم واسحاق میں لیجاکر دفن کیا اور اُلٹے پاؤں مصر واپس آئے۔

یعقوب کے انتقال کے بعد ابنار یعقوب مصر میں یوسف کے پاس قیام پذیر رہے تا آنکہ یوسف کا ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا آپکی نعش کو ایک تابوت میں رکھکر بند کیا اور اُسکو نیل کے بعض مجاری میں دفن کردیا یوسف نے بوقت وفات یہ وصیت کی تھی کہ جسوقت بنی اسرائیل ارض موعودہ کیطرف روانہ ہوں اُسوقت آپکی تابوت بھی نکالکر ساتھ لیجائیں اور وہیں اُسکو لیجاکر دفن کریں چنانچہ یہ وصیت برابر محفوظ چلی آئی تا آنکہ بوقت خروج بنی اسرائیل۔ موسیٰ۔ مصر سے نکال لے گئے۔

بعد انتقال یوسفؑ اسباط سے آپ کے بھائی اور لڑکے فراعنہ مصر کے سایہ عاطفت میں باقی رہ گئے رفتہ رفتہ انکی نسلی ترقی اس حد تک پہنچی کہ ارکین دولت مصر انکی کثرت سے ڈر کر انکو دبانا اور ان سے خدمتی کام لینا شروع کردیا۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ یعقوب اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ جسوقت یوسفؑ

کے پاس مصر میں آئے تھے ستر آدمی تھے لیکن جب موسیٰ کے ساتھ بعد دو سو دس[۲۱۰] برس کے
مصر سے نکلے ہیں اور انکو تیہ میں شمار کیا ہے تو صرف انلوگوں کی تعداد جو سلاح ہو سکتے تھے
چھ لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی ہمنے اس روایت پر مقدمۃ الکتاب میں بحث کی ہے اس مقام
پر اس قصہ کو چھیڑ کر طول نہیں دیا چاہتے توریت میں اس تعداد کے منصوص ہونے سے یہ تعداد
متحقق و متیقن نہیں ہوسکتی کیونکہ مقام مبالغہ میں اظہار کثرت مقصود ہوتا ہے نہ کہ نقل اعداد
یوسف کے بہت سے لڑکے تھے لیکن ان میں سے مشہور دو ہیں ایک افرائیم دوسرا منشی
اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انھوں نے یعقوب کا زمانہ پایا تھا اور
جناب موصوف نے ان کو اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعا برکت کی تھی۔
بعض وہ مورخین جنکو تحقیق سے سروکار نہیں ہے یہ خیال کر رہے ہیں کہ یوسف آخر الامر
مصر کے بادشاہ ہوگئے تھے لطف یہ ہے کہ اسکی تائید میں بعض ضعفاء مفسرین یوسف کا یہ
قول پیش کرتے ہیں رب قد اتیتنی من الملک (اے رب تونے مجھکو ملک دیا ہے) حالانکہ
یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز پر قبضہ کر لیتا ہے گو وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو
وہ باعتبار استیلا و غلبہ بادشاہ کہلاتا ہے مکان۔ گھوڑے خادم کے قابضین کو بھی ملک سے
تعبیر کرتے ہیں۔ اسکے کوئی معنی نہیں ہیں کہ ملک تصرف کا لحاظ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شاخ اور
ایک ہی کے لئے ہو اسکو بھی بادشاہ کہدینگے عرب کا یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے کہ
اہل قری (گانوں والوں) اور اہل مدائن (شہر والوں) کے رؤسا کو ملوک کہا کرتے ہیں۔
پس اس زمانہ میں تم وزیر مصر کی نسبت کیا خیال کر سکتے ہو کہ عرب کے سادہ لوح آدمی انکو بادشاہ
کیسے نہ کہیں گے خلافت عباسیہ میں اطراف بلاد کے عمّال کو ملوک کہتے تھے اس صورت میں یہ استدلال
کافی نہو۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وکذلک مکنا لیوسف فی الارض"

لیکن یہ آیت بھی انکی مستند نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تمکین بغیر ملک کے بھی ہوسکتی ہے چونکہ یوسف امور زراعت اور اسکے انتظام کے متولی ہوئے تھے جیساکہ قرآن میں ہے "اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم"۔ اس وجہ سے مساق قصہ سے بقرائن حال معلوم ہوتا ہے کہ یوسف سلطنت فرعون کے ناظم تھے نہ کہ جیسا لفظ ملک سے جو کہ انکی دعا میں ہے پادشاہ ہوگئے تھے ہم اس نص سے جو کہ قرائن سے ثابت ہوگئی ہو ایسے متوہمات وموضوعی قصہ جات کی طرف مائل نہیں ہوسکتے اور توریت میں یہ تصریح لکھا ہے کہ یوسف نہ تو بادشاہ ہوئے تھے اور نہ مصر کے وہ مالک بنے تھے اور امر طبعی ہے کہ شوکت وتصرف کے لحاظ سے جسوقت یوسف کے بھائی آئے تھے یوسف نے اپنے اظہار اجلال کیلئے ملک کا لفظ کہدیا ہو جیساکہ مقدمۃ الکتاب میں لکھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

عیصو ابن اسحاق جبال بنی یسعین (ہو حوئی قبایل کنعان) میں مقیم ہوا جو جبال شرات کے نام سے معروف اور مابین تبوک وفلسطین میں واقع ہے۔ اور جسکو ان دونوں بلاد کرک اور شوبک کہتے ہیں بہ روایت توریت انکی نسلی شاخوں سے بنو لوطان۔ بنو شوبال۔ بنو صمعوں بنو عنا بنو دیشوق۔ بنو یصد اور بنو دبسان کی سات شاخیں اور بنو دیشوں سے اشیان موجود تھے عیصو نے پہلے عنا ابن سیعین (بنی حوی) کی لڑکی اہلیقاما سے نکاح کیا بعد اسکے عاذ بنت ایلول اور یاسمت بنت اسماعیل سے عقد کیا عاذ کے بطن سے الیفاز۔ پیدا ہوا بعد اسکے بطن یاسمت بنت اسماعیل سے رعویل اور بطن اہلیقاما سے یعوش یعلام قورح تین لڑکے پیدا ہوئے۔

الیفاز خلف اکبر کے چھ لڑکے پیدا ہوئے تیمان اومار صفو کنتام قنال عمالق اور چھٹا کرکا سریہ کے بطن سے تھا جسکا نام تمنلع تھا۔ اور رعویل بن عیصو کے چار لڑکے ناحت زرح شما مرا پیدا ہوئے

توریت میں لکھا ہے کہ عیصو کا نام ادوم تھا اور اسی وجہ سے بنی عیصو کو بنی ادوم کہتے ہیں بعض اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ ادوم اوس پہاڑ کا نام ہے جہاں عیصو آکر مقیم ہوا تھا اور

روم عبرانی زبان میں جبل احمر کو کہتے ہیں جہاں نباتات کا نام و نشان نہ پایا جاتا ہو۔ اسی اروم کے لفظ نے بعض مورخین کو اس مغلطہ میں ڈال رکھا ہے کہ قیاصرہ روم عیصو کی اولاد سے ہیں طبری کہتا ہے کہ روم اور فارس رعویل ابن یاسبت کی اولاد سے ہیں لیکن یہ کل روایتیں صحت اور صدق سے منزلوں دور ہیں میرے نزدیک روم۔ رومس بانی روم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں نہ کہ اروم (عیصو) کی جانب۔

الغرض بنی عیصو نے سرزمین لسیعین میں اسقدر نمایاں ترقیاں کیں کہ تھوڑے دنوں میں بنی حوی (کنعانی) اور بنی مدین پر انکے بلاد میں ایا نہ تک غالب آگئے اور انمیں تمدن و معاشرت کی بو آگئی ملوک اور امراء ان میں ہوئے از انجملہ خانع بن ساغور اور بعد اسکے یوب بن زیلح تھا پھر اسکے بعد ہداد بن مداد ہوا ہے جس نے بنو مدین کو انکے بلاد سے نکالا ہے۔ ہداد کے بعد بنو عیصو میں نسلاً بعد نسل حکومت دولت چلی آئی اور یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے تاآنکہ یوشع نے شام پر فوجکشی کی اور اریحا کو فتح کر لیا اور کل بنو عیصو سے سلطنت و حکومت چھین لی۔ اس واقعہ کے بعد بخت نصر نے بوقت قبضہ بیت المقدس پھر انکو پامال کیا۔ انہیں سے بعض یونان اور بعض افریقہ چلے گئے عمالق بن الیفاز کی نسل سے بجیال اسرائیلین عمالقہ شام ہیں لیکن نسابین عرب اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عمالقہ شام عملاق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے

مدین ابن ابراہیم نے لوط کی لڑکی سے نکاح کیا اللہ جلشانہ نے انکی نسل میں ایسی برکت عنایت فرمائی کہ شام کے بڑے بڑے قبائل انہیں کے نسل اور لواحقین سے ہیں اسکے پانچ لڑکے عیفا۔ عفین۔ حنوخ۔ ابنداع۔ الزاعا تھے اور اطراف شام میں بحیرہ قوم لوط اور ارض حجاز کے قریب سرزمین معان میں رہتے تھے اور اس سرزمین کے یہی لوگ مالک تھے چند دنوں بعد جب بت پرستی اور خباثت کیطرف مائل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شعیب بن نویل

بن عویل بن عیا بن مدین کو مبعوث کیا۔ علامہ سہیلی کہتا ہے کہ یہ اہل مدین محضرت جندل بن یعصب بن مدین کی اولاد سے ہیں اور شعیب ان کے نسبی بھائی ہیں اور ان کے متعدد ملوک گذرے ہیں جو کلمات ابجد سے موسوم تھے۔ فیہ نظر۔ ابن حبیب کتاب البدء میں شعیب کو نویب بن احزم بن مدین کا لڑکا تحریر کرتا ہے اور سہیلی ان کو ابن عیفا تحریر کرتا ہے بہر کیف یہ وہی شعیب ہیں جنکے پاس موسیٰ ہجرت کر کے گئے تھے اور جنکی لڑکی سے آپکا نکاح ہوا تھا اور جن سے آداب کتاب و نبوت کی آپ نے تعلیم لی تھی جسکا تفصیلی بیان موسیٰ کے تذکرہ میں آئیگا

علامہ ضمیری کہتا ہے کہ جس سے موسیٰ نے مزدوری کرنے کا اجارہ لیا تھا اور جس نے موسیٰ کا عقد کیا تھا وہ بشیر بن رعویل ہیں اور توریت میں آیا ہے کہ انکا نام بشیر تھا اور رعویل انکا باپ یا چچا تھا جو عقد نکاح کا متولی و وکیل ہوا تھا اور اسی مدین سے شام میں بنی اسرائیل لڑے تھے اور انکو مغلوب کر کے انکی حکومت چھین لی تھی۔

لوط علیہ السلام - لوط ہاران برادر ابراہیم کے لڑکے تھے بعد بلاکی قوم فلسطین میں اپنے چچا ابراہیم کے پاس چلے آئے تا آنکہ یہیں انکا انتقال ہوا۔

حسب تحقیق محققین ادن دونوں موتفکہ میں سدوم کے پانچ بڑے قریے تھے اور وہ سب خلاف وضع فطرت فواحش کے مرتکب ہوتے تھے۔ لوط نے اونکو خوب سمجھایا لیکن اون میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ تا آنکہ سب کے سب ہلاک کر دیے گئے الا ماشاء اللہ

(مترجم) لوط کے قوم کے حالات علامہ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ اوپر بیان کر دیا ہے اور ہم حسب وعدہ اب تحریر کرتے ہیں۔ اہل موتفکہ جب معصیت اور بت پرستی میں بیحد منہمک ہوگئے اور لوط وعظ و پند سے متاثر نہوئے بلکہ وقتاً فوقتاً جناب موصوف کو سخت و سست کلمات سے یاد کرنے لگے تو جناب باری نے بدعائے جناب لوط اُس قوم ناعاقبت اندیش کے ہلاک

کرنے کو چار فرشتے بھیجے یہ فرشتے انسانی شکل میں متمثل ہو کر موتفکہ جاتے ہوئے ابراہیم کے یہاں مہمان ہوئے جب دسترخوان پر بیٹھے تو ان ملائکہ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ابراہیم کے دل میں ان کی طرف سے ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوا جس کو ان ملائکہ نے جو آدمیوں کی شکل میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اس کلام سے رفع کر دیا کہ لاتخف انا ارسلنا الی قوم لوط (تو کچھ خوف نہ کر ہم سب قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں)۔

اسکے بعد ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے ولادت یعقوب کی بشارت دی بی بی سارہ کو یہ سنکر تعجب ہوا کیونکہ اسوقت انکا سن اسی برس سے متجاوز ہو چکا تھا ملائکہ نے کہا "تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے"۔

پھر ابراہیم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اوسی قوم میں کہ جسکے ہلاک کرنے کو یہ ملائکہ جا رہے ہیں لوط بھی ہیں اسوقت ملائکہ نے کہا اعلم بمن فیہا لننجینہ و اہلہ (ہم جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں ہم لوط کو اور اسکے اہل کو نجات دینگے) اور ابراہیم سے ہو کر موتفکہ میں پہونچکر لوط کے مکان پر مقیم ہوئے۔

لوط ان مہمانوں (فرشتوں) کے آنے سے بہت خوش ہوئے لیکن جب اہل موتفکہ کے بدافعالیوں کا خیال آیا تو دل ہی دل میں سوچنے لگے ہنوز غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ لوط کی بی بی نے لوگوں کو آگاہ کر دیا چنانچہ اون میں سے دس آدمی لوط کے پاس آئے اور ان مہمانوں کو طلب کیا۔ لوط نے اولا اونکو نصائح و پند سے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ سمجھتے نظر نہ آئے تو مجبوراً فرمایا۔ ہولاء بناتی ہن اطہر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید۔ یہ لڑکیاں تمہارے لئے مباح (یعنی اپنے نکاح میں لاؤ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان مہمانوں کیلئے مجکو رسوا نکرو کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے)

یہ دس ن آدمی لوط کا یہ پیغام لیکر اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے انکو اُلٹے پاؤں پھر لوٹایا اور یہ پیغام بھیجا لقد علمت مالنا فی بناتك من حق وانك لتعلم ما نرید (تو بیشک اس امر کو جانتا ہے کہ ہمکو تیری لڑکیوں سے مطلقًا رغبت نہیں ہے اور تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے کہ ہمکو عورتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے) بہتر یہ ہے کہ ان مہمانوں کو تم اپنے مکان میں نہ ٹھہرنے دو یا انکو ہمارے حوالہ کردو لوط یہ پیغام سنکر سخت کشمکش میں پڑگئے نہ انکو اپنے گھر سے نکال سکتے تھے اور نہ انکو اُنکے حوالہ کرسکتے تھے اسی پس وپیش میں تھے کہ ان دسوں میں سے کسی نے اُن مہمانوں (فرشتوں) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبرًا لیجانا چاہا اللہ جلشانہ کے حکم سے یہ دسوں اندھے ہوگئے اور اپنا سا منہ لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کیا کہ لوط کے مہمان جادوگر ہیں۔ اونہوں نے ہمکو اندھا کردیا۔ قوم لوط سُنکر غصہ کے مارے جامہ سے باہر ہوگئی اوسی وقت لوط کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے معہ اہل وعیال کے آج ہی شب کو ہمارے شہر سے نہ چلے جاؤگے تو صبح ہم آکر تمہارے کل اہلبیت کو اندھا کردینگے تم نے آج تک جو کچھ کیا اچھا کیا اب تم نے یہ شیوہ اختیار کرلیا ہے کہ جادوگروں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہو اور ہماری قوم کو نقصان پہونچاتے ہو لوط یہ سنکر بہت ڈرے تب فرشتوں نے کہا انا رسل ربك لن یصلوا الیك ہم لوگ تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک نہ پہونچ سکیں گے) یعنی تمکو نقصان نہ پہونچا سکیں گے جئناك بما کانوا فیه یمترون (ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ ان سے مجادلہ کریں یعنی ہم عذاب اور قہر الہی لیکر آئے ہیں) اسر باهلك بقطع من اللیل واتبع ادبارهم (اپنے اہل کو جب تھوڑی سی رات گزر جائے تو روانہ کردو اور اُنکے بعد تم بھی چلے جاؤ ہم صبح ہوتے ہی انکو عذاب الہی میں مبتلا کردینگے انکو اسقدر مہلت نہ دینگے کہ وہ صبح کو اٹھکر تمہارے مکان تک آئیں لوط یہ سُنکر مطمئن ہوگئے اور

وقت کے منتظر رہے جس وقت شب کا ایک حصہ گذر گیا تب معہ اپنے اہل و عیال کے موتفکہ کو خیرآباد کہکر شام کی طرف روانہ ہوئے اور ان مہمانوں (فرشتوں) نے صبح ہوتے ہی موتفکہ کو اُلٹ پلٹ دیا جیسا کہ کلام ربانی کی اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا (پس جب کہ ہمارا عذاب آگیا ہمنے اوسکے عالی کو اوس کا سافل بنادیا یعنی اُلٹ دیا) یہ واقعہ تو اُنپر گذرا جو شہر موتفکہ میں تھے باقی رہے وہ لوگ جو کسی ضروری کام سے شہر کے باہر قریب قریب کے دیہاتوں میں یا اپنے باغات میں گئے تھے اون پر آسمان سے سنگ باری ہوئی جس سے وہ بھی جانبر نہوے۔

لوط معہ اپنے اہل و عیال و مومنین کے چلے جا رہے تھے اور آپ کی بیوی جو ملحدوں سے در پردہ ملی ہوئی تھی مُڑ مُڑ کر دیکھتی جاتی تھی بحکم خدا آسمان سے اُسپر بھی ایک ایسا پتھر گرا کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی اور وہیں اوسکی روح پرواز کر گئی کما قال اللہ عزوجل لا یلتفت منکم احد الا امراتك انه مصیبها ما اصابهم (جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی موتفکہ کیطرف نہ ملتفت ہوگا سواے تیری عورت کے اور بیشک اُسپر وہی (عذاب) نازل ہوگا جس میں اہل موتفکہ گرفتار ہوے تھے۔

لوط ایک شبانہ روز کی مسافت طے کرنیکے بعد اپنے چچا ابراہیم کے پاس سرزمین فلسطین میں پہونچے اور وہیں تا زمانہ وفات مقیم رہے آپ کے مزاج میں بے انتہا سادگی تھی حلیم تھے گندمی رنگ موزوں قد تھا آنکھیں چمکدار بڑی بڑی تھیں بدن پر گوشت نہ زیادہ موٹا نہ زیادہ دُبلا تھا۔ انتہی کلام المترجم۔

حسب روایت توریت لوط کے دو لڑکے عمون اور موابی تھے۔ ان دو کی نسلوں میں اللہ تعالی نے ایسی برکت مرحمت فرمائی کہ شام کے اکثر قبائل انھیں کے شاخ و پیوند سے ہیں

آخر الامر انکی آیندہ نسلوں نے سرزمین فلسطین چھوڑکر اطراف بلقاء میں سکونت اختیار کرلی تھی اور بنی اسرائیل سے یہ اکثر ہم نبرد رہے تھے جسکو ہم بنی اسرائیل کے تذکرات میں بیان کرینگے انھیں میں سے بلعام بن باعور ابن رسیوم بن برہم بن موآبی مشہور زاہد تھا جسکا قصہ اور اوسکی وہ دعا جو شاہ کنعان اور بنی اسرائیل کی لڑائی کے زمانہ میں شاہ کنعان کے کہنے سے کی تھی توریت میں مذکور ہے اور جسکو ہم انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ اوسکے موقع پر تحریر کرینگے -

ناحور بن آزر برادر ابراہیم جیساکہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں ابراہیم کے ساتھ بابل سے ہجرت کرکے حران میں آئے اور حران سے ارض مقدسہ (بیت المقدس) آگئے اور وہیں مقیم رہے ان کے ساتھ انکی بیوی ملکہ ہمشیرہ سارہ زوجہ ابراہیم بھی تھیں حسب تصریح توریت بطن ملکہ سے انکے آٹھ لڑکے تھے عوص - بوص - قموئیل (یہ ابو الارمن ہے کاس اسکی نسل سے کسدانین جن میں سے بختنصر اور ملوک بابل تھے) حذو - بلداس - بلداف بتوئیل - اور بطن اودیا سے جو ناحور کی حرم تھی چار لڑکے طابح - کاحم - تاحش - ماعخا ہیں یہ سب ناحور برادر ابراہیم کے لڑکے ہیں جنکا ذکر توریت میں بھی آگیا ہے لیکن اس میں سے اب صرف ارمن - قموئیل بن ناحور برادر ابراہیم بن آزر کی اولاد ممالک ارمینہ جانب شرق قسطنطنیہ مذہب نصرانیت پر موجود ہے اور باقی کا زمانہ درہم و برہم ہوگیا اور دولت وحکومت بھی جاتی رہی - واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین (اور اللہ زمین اور اون چیزوں کا وارث ہے جو زمین پر ہیں اور وہی خیر الوارثین ہے)

یہاں تک تو عرب کے طبقہ اولی اور انکے معاصرین کے حالات میں خامہ فرسائی کی اب ہم عرب کے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ کے انساب و احوال کیطرف آتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ الکفیل بالاعانۃ -

شجرۃ النسب بنو ابراہیم

فالغ
ارغو
ساروغ
ناحور
تارح
ابراہیم
اسحاق
یعقوب
یوسف
افرائیم
مدین
عیفا
عیصو
الیفاز
عمالیق
نقشان

عرب مستعربہ عرب کے اس طبقہ کو اس نام سے اسوجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ کل اسمار و لغات عربیہ ان میں عرب کے طبقہ اولیٰ سے منقول ہو کر آئے ہیں گویا یہ اب ایسے حال میں ہو گئے ہیں کہ اس سے پیشتر اس حال پر اونکے اہل نسب نہ تھے اور چونکہ عرب کا طبقہ اولیٰ بہ نسبت اونکے مقدم ترین گروہ سے تھا بایں لحاظ لغت عربیہ انکی اصلی زبان مانی گئی۔ تمکو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کا یہ گروہ دو قسم پر منقسم ہے ایک یمنیہ دوسرا سبائیہ اور بعربہ ہم لکھ آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کے علمار نسب عرب کے اس طبقہ کو نسباً سبا کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کوش بن کنعان کی اولاد سے تھا عرب کے نسابین اسکی مخالفت ظاہر کرتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو عام نسابین عرب کے بیان کر رہے ہیں کہ عرب کے اس طبقہ کا مورث اعلیٰ قحطان ہے اور سبا یشجب بن یعرب بن قحطان لڑکا ہے۔

قحطان کے نسب میں علمار نے بہت اختلاف کیا ہے بعضے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام کا لڑکا اور فالغ و یقطن کا بھائی تھا لیکن توریت میں اسکا کچھ تذکرہ نہیں ہے۔ ہاں فالغ اور یقطن کا ذکر آگیا ہے۔ اور بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور عرب اسمار عجمیہ میں تقدیم تاخیر و تبدیل حروف ایسے تغیرات و تصرف کر لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہیں قحطان جناب اسمٰعیل کی اولاد سے ہے اور صحیح ان سب روایتوں میں یہ ہے کہ قحطان یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور بخیال بعض ہمیسع بن یمن بن قیذار کا لڑکا ہے اور اسی کے نام سے یمن کا نام یمن ہوا۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ یعرب ابن قحطان کو یمن بھی کہتے تھے اور اوسی کے نام سے یمن کا ملک بھی موسوم ہوا۔ پس اس اعتبار سے کہ قحطان اولاد اسمٰعیل سے ہے کل اہل عرب بنی اسمٰعیل ہوئے کیونکہ عدنان اور قحطان عرب کی کل نسلی شاخوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بعض وہ علماء جو قحطان کو اسماعیل کی اولاد سے شمار کرتے ہیں اپنے اس دعوی کے ثبوت میں جناب رسول اکرم نبی معظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے رماۃ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا تھا (ارموا بنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیاً۔ (اے بنی اسمٰعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا) اور انصار سبا کی اولاد سے ہیں جو قحطان کا لڑکا ہے اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُن لوگوں سے یہ فرمایا تھا جو چند لوگ اسلم (قبیلہ اقصیٰ برادر خزاعہ بن حارثہ) سے ایمان لائے تھے اس بنا پر کہ ان کا سلسلہ نسب سبا تک منتہی ہوتا ہے سہیلی کہتا ہے کہ اس سے اسکی تردید نہیں ہوسکتی کیونکہ کل عرب اسماعیل کی اولاد سے ہے اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارموا یا بنی اسماعیل تا آخر اسلم سے ارشاد کیا تھا جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا اور خزاعہ سے مقصود وہ ہے جو مدبن الیاس بن مضر سے تھا اور وہ نہ تو سبا سے تھا اور نہ قحطان سے کما ہو الصحیح فی تسبہم۔

اور لوگوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ چونکہ قحطان کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے اس بنا پر وہ عابر کی اولاد سے بھی نہیں ہے پس لزوماً اس سے ثابت ہوگیا کہ وہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہے لیکن یہ قول غیر قابل التفات و نامقبول ہے کیونکہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور یہی صحیح ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے کہ قحطان کل یمنی قبائل کا جداعلیٰ ہے۔ بہرکیف بنو قحطان عرب عاربہ کے معاصر تھے باہم دونوں میں کبھی کبھی چل بھی جایا کرتی تھی گو یہ رتبہ سلطنت سے برسوں دور تھے اور ہمیشہ بادیہ گرد صحرا نشین رہے لیکن نہایت کم مدت میں انھوں نے ایسی ترقی کی کہ انکی نفوس کی تعداد بھی بڑھ گئی دولت و حکومت میں بھی سربرآوردہ ہوگئے۔ یعرب بن قحطان انکے نامی اور عظیم الشان بادشاہوں میں سے تھا بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے بادشاہوں کے تحیۃ (اسلام علیکم)

الفاظ مخصوص مقرر کئے اسکے بعد یشجب اسکا لڑکا جسکو یحیال بعض یمن بھی کہتے تھے تخت نشین ہوا اسکے زمانہ حکومت میں باوجودیکہ خانہ جنگیوں میں بہت وقت ضایع ہوا لیکن بااینہمہ اسکے فتوحات ملکی اور اوسکی آبادی بڑھتی گئی اسکے بعد اس کا لڑکا عبد شمس۔ اور بعضے کہتے ہیں عابر بادشاہ ہوا جو سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اس نے شہر سبا آباد کیا اور بروایت بعض مورخین اس نے اقلیم مصر میں شہر عین شمس آباد کیا اور اپنے لڑکے بابلیون کو اوسکا والی مقرر کیا اسکے بہت سے لڑکے تھے ازانجملہ حمیر اور کہلان زیادہ مشہور ہیں جو یمن کے دو بڑے گروہ کے مورث اعلیٰ اور ذی عزت و صاحب حکومت و دولت تھے۔ بہ نسبت کہلان کے حمیر زیادہ مشہور ہے اور اسکی اولاد عظیم الشان و ذی عزت شمار کیجاتی ہے اسی قبیلہ سے ملوک تبابعہ ہیں جیسا کہ انکے حالات میں بیان کیا جائے گا سبا کے بعد حمیر ملک و تخت کا مالک ہوا اسکو عرنج بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے سونے کا تاج بنوایا تھا اس نے پچاس برس حکومت کی سہیلی کہتا ہے کہ اسکے چھ لڑکے وائل۔ زید۔ عامر۔ عوف سعد۔ مالک تھے۔ ابومحمد بن حزم کہتا ہے کہ اسکے آٹھ لڑکے تھے جنکے یہ نام ہیں ہمیسع۔ مالک زید۔ وائل۔ مشروح۔ معدیکرب۔ اوس۔ مرہ۔ سہیلی لکھتا ہے کہ حمیر کی تین سو برس کی عمر ہوئی۔ بعد اسکے وائل بن حمیر بادشاہ ہوا اور اسکا بھائی مالک بن حمیر بلاد عمان پر مستولی ہوگیا اور دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ حمیر کے بعد اسکا بھائی کہلان بادشاہ ہوا تھا اسکے بعد وائل بن حمیر بعد اسکے سکسک بن وائل نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور مالک بن حمیر کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قضاعہ عمان پر متصرف ہوا سکسک بن وائل اور قضاعہ بن مالک میں معرکہ آرائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ سکسک نے قضاعہ کو ناکامی کے ساتھ عمان سے نکال دیا سکسک کے بعد یعفر بن سکسک تخت نشین ہوا اور پھر

اس سے اور مالک بن الحاف بن قضاعہ سے لڑائی ہوئی اور مدتوں یہ آگ مشتعل رہی اسی اثناء میں یعفر-اپنے لڑکے نعمان کو جسکو کہ معافر بھی کہتے ہیں حالت حمل میں چھوڑکر مر گیا-ماران بن عوف بن حمیر جسکو ذی ریاش بھی کہتے ہیں اور بحرین کا حاکم تھا اس نے مالک بن الحاف بن قضاعہ سے مقابلہ کیا جب نعمان سن شعور کو پہونچا اس نے کل کاربار سلطنت اپنے قبضہ میں لے لیا اور ذی ریاش کو قید کر دیا نعمان نے بہت بڑی عمر پائی حکومت بھی اچھی کی انتظام ملکی بھی قابل تعریف دیا-اسکے بعد اصحم بن معافر بادشاہ ہوا اسی کے آخر زمانہ سے بنی حمیر کے حالات دگرگوں ہونے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں طوائف الملوکی شروع ہو گئی-تاآنکہ رایش اور ابناء رائش (تبابعہ) میں عدالت و حکومت نے قیام اختیار کیا-جیساکہ آئندہ ہم بیان کرینگے-

بیان کیا جاتا ہے کہ بنی کہلان ہمیشہ مسبوق الذکر حمیر سے ملکی لڑائیاں لڑتے رہے ان میں سے جبار بن غالب بن کہلان اور قحطان کی شاخوں میں سے نجران بن زید بن یعرب بن قحطان بعدہ بنی ہمیسع بن حمیر سے کیین بن زہیر بن الغوث بن ابین بن ہمیسع اور عبد شمس بن وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر بن ابین بن ہمیسع بن حمیر پھر شداد بن ملطاط بن عمرو بن ذی ہرم بن صوان بن عبد شمس-بعدہ اسکے بھائی لقمان-ذو شدو-ہداد-مدائن بعدازاں اسکا لڑکا صعب (بیان کیا جاتا ہے کہ یہی ذوالقرنین تھا) بعدہ اسکا بھائی حرث بن ذو شدد جسکو رائش بھی کہتے ہیں بادشاہ ہوا یہی بنی حمیر کی طوائف الملوکی کا خاتم اور ملوک تبابعہ کا جداعلیٰ ہے-اور بنو ہمیسع بنی عبد شمس سے حمیر بن حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جسیم بن عبد شمس نے بھی بادشاہت کی علامہ ابوالمندر-ہشام بن کلبی کتاب الانساب میں لکھتا ہے اور میں نے اسکو پورانے نسخہ سے جو قاضی محدث ابوالقاسم بن عبدالرحمن بن حبیش کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا نقل کیا ہے

کہ علامہ کلبی روایت کرتا ہے ایک شخص جو بنی حمیر کے قبیلہ ذی کلاع سے تھا وہ کہتا ہے کہ قیس یمن میں ایک مقام پر پہونچا جہاں ظاہرا ایک عمارت نہایت مختصر بنی ہوئی تھی اور اندرونی حصہ اوسکا بہت وسیع تھا اُس مکان کے پچھم کے دالان میں ایک تخت رکھا ہوا تھا اُسپر ایک مردہ پڑا ہوا تھا سر پر اُسکے تاج تھا اور اُس میں ایک قیمتی یاقوت سرخ لگا ہوا تھا اور اُسکے ہاتھ میں ایک گرز تھا اور اسکے سامنے ایک لوح تھی جسپر عبارت ذیل کندہ تھی

بسم اللہ رب حمیر انا حسان بن عمرو القیل مات فی زمان ھید وما ھید فیھا اثنا عشر الف قیل فکنت آخرھم قیلا فاتیت ذا شعبین لیجیر لی من الموت فاھلکنی (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو حمیر کا رب ہے میں ہوں حسان بن عمرو القیل زمانہ ھید وماھید میں انتقال کیا۔اسی زمانہ میں بارہ ہزار قبیلہ ہلاک ہوئے تھے میں اون میں کا پچھلا قبیلہ تھا میں نے ذوشعبین بنوایا تھا کہ مجھکو موت سے نجات ملے لیکن انجام یہ ہوا کہ اُس نے مجھکو ہلاک کیا)۔

ملوک تبابعہ۔ باتفاق علماء نسب یہ ملوک عبد شمس بن وائل بن الغوث کی اولاد سے ہیں اور انکا نسبی سلسلہ حمیر تک اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔انکی دار الحکومت صنعا ومارب میں تھی۔ملکہ بلقیس اسی قوم وگروہ کی بادشاہ تھی اس نے دو پہاڑونکے درمیان میں ایک دیوار بنوادی تھی جس سے چشموں اور تمام بارش کا پانی سمٹکر ایک ہی جگہہ پر رکا رہتا تھا موقع موقع سے کھڑکیاں کھلی تھیں بقدر احتیاج اُس سے وقتا فوقتا اہل شہر پانی لیتے تھے اور اسی کا نام عرم تھا جعدی کہتا ہے

من سبا الحاضرین مارب + اذ یبنون من دون سیلہ العرما

اور بعضوں نے اس سد کی بنیاد کی نسبت حمیر یمن کے مورث وجد اعلی کی طرف کیا ہے اعشی کہتا ہے ففی ذالک الموتسی اسوۃ + مارب عفی علیہ الرام + رخام بناہ لھم حمیر

زوا جاگہ من ر ۲ امہ لہ یوم اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو لقمان اکبر ابن عاد نے بنوایا تھا۔ جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے کہ اوس نے ایک فرسخ مربع بنایا تھا اور تیس۳۰ شعبے رکھے تھے۔ اور اکثر یہ کہتے ہیں اور قرین قیاس و اقرب الی الصواب یہی ہے کہ اس سد کی سبا ابن یشجب نے بنا ڈالی تھی اور اُس نے اس میں بڑی صناعی صرف کی تھی لیکن قبل اتمام اس سد کے وہ خود مر گیا۔ بعد اسکے ملوک حمیری نے اسکو تمام و کمال کو پہونچایا۔ اور ہم اس قول کی تائید اسو جہ سے کیا چاہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان یادگاریں اور مستحکم بنائیں ایک شخص تمام و کمال کو نہیں پہونچا سکتا جیسا کہ ہمنے کتاب الاول (یعنی مقدمہ تاریخ) میں بیان کیا ہے۔

اون دنوں یہ بلاد آباد و سرسبز ترین بلاد سے شمار کئے جاتے تھے اسمیں دو رویہ عمارتیں سنگین و خوشنما بنی ہوئی تھیں اُسکو لوگ جنت سے تعبیر کرتے تھے جسوقت اس قوم نے گمراہی و بیدینی میں انہماک پیدا کیا اللہ جل شانہ نے گھونس کو ایسی قوت دی کہ اُس نے اُس سد میں جو پانی کو روکے ہوے تھا سوراخ کر دیا جسکی وجہ سے کل شہر اور باغات غرق ہو گئے اور انکے وہ باغات جو سرسبزی و شادابی میں جنت کے ہم پلہ ہو رہے تھے بنجر اور زمین شور سے بدل دئے گئے کما وصف[۱] فی القرآن (جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان آگیا ہے)۔

---

[۱] قرآن مجید کے بائیسویں پارہ سورہ سبا میں اس قوم کا قصہ اس طرح پر مذکور ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۔ بیشک قوم سبا کے لئے اونکے وطن میں ایک نشانی تھی دو باغ داہنے اور بائیں تھے (کہا گیا تھا کہ) اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اُسکا شکر ادا کرو شہر عمدہ پاکیزہ ہے

ملوک تبابعہ متواتر عصور اور متعاقب دہور میں گذرے ہیں جسکا حصر کسی قدر غیر ممکن سا نظر آرہا ہے کبھی یہ ملوک حدود یمن سے نکلکر عراق اور ہندا ور زمین مغرب کیطرف بڑھ جاتے تھے اور کامیابی اور فتح نصیبی کا سکہ عالم میں چلادیتے تھے اور کبھی یمن ہی کے سرزمین پر اکتفا کرتے تھے جیسا کہ انکے احوال مختلف اور پریشان وغیر مجتمع پائے جاتے ہیں ویساہی انکے ناموں کی نقل میں بھی غلطیاں ہوگئی ہیں اور متعدد ملوک کے متحد نام ہونیکی وجہ سے زمانہ بھی ادہر کا ادہر ہوگیا ہے لیکن حتی الامکان نہایت غور و فکر سے وہی حالات تحریر کیا چاہتے ہیں جنپر اصولاً اعتماد ہوسکتا ہے۔ واللہ المستعان

سہیلی کہتا ہے کہ تبع کے معنی ہیں الملک المتبع۔ اور صاحب محکم کہتا ہے کہ تبابعہ ملوک یمن کو کہتے ہیں۔ اور انکے ایک کو تبع کہیں گے کیونکہ ملوک یمن ایک دوسرے کے تابع ہوتے تھے۔ جب ایک بادشاہ مرجاتا تو دوسرا جو اسکا قایمقام ہوتا تھا وہ سیرۃً وعادۃً اپنے ماسبق کا تابع ہوتا تھا اور تبابعہ میں ایک ب محض بخیال ارادہ نسب زیادہ کردیا ہے۔ زمخشری کہتا ہے کہ ملوک یمن کو تبابعہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں۔ مسعودی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کو اُس وقت تک تبع نہ کہتے تھے جبتک وہ یمن شحر حضرموت کا بادشاہ

۲ اور رب معاف کرنیوالا ہے (اگر سہواً تم سے کوئی لغزش ہوگئی) پس انھوں نے نافرمانی کی (یعنی بجائے شکر کفران نعمت پر کمربستہ ہوگئے) اسوجہ سے ہمنے ان پر عرم (بند) کا پانی چھوڑدیا اور انکے دو باغوں کے بدلے دو باغ دئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کسی قدر بیریں تھیں یہ ہمنے انکی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو بدلہ دیتے ہیں) اگرچہ اس آیہ کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ اُس بند میں گھونس نے سوراخ کردیا تھا یا کسی اور ذریعہ سے وہ بند ٹوٹ گیا تھا جو باعث عذاب وقہر الہی ہوا لیکن یہ بات ضرور ثابت ہورہی ہے کہ اس بند کے ٹوٹنے کیوجہ سے وہ شہر خراب اور باغات ویران ہوئے ممکن ہے کہ وہ بند گھونس کے کھودنے سے ٹوٹا ہو جیسا کہ مورخین تحریر کررہے ہیں ہمکو اس امکان عقلی کے تسلیم کرلینے میں جبکہ وہ کلام اللہ کے مخالف نہو کچھ عذر نہو نا چاہئے

نہ ہوجاتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ تبع کہلائے جانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی جشم بن عبد شمس اسکے تابع ہو جائیں اور جسمیں ان دونوں صفتوں میں سے ایک ہی پائی جاتی تو وہ ملک (بادشاہ) کہلاتا تھا۔ نہ کہ تبع۔

باتفاق مورخین ملوک تبابعہ یمن سے سب کے پہلے حرث رائش نے حکومت و سلطنت کی رائش اسکو اس وجہ سے کہتے تھے کہ اس نے عام طور سے انعام واکرام کو عام کر رکھا تھا۔ نسابین نے اسکے نسب میں اختلاف کیا ہے بعد اسکے کہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ (حرث رائش) وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زہیر ابن ہمیسع بن حمیر کی اولاد سے ہے۔

حرث رائش نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ایک سو پچیس برس حکومت کی یہ تبع کے نام سے موسوم اور بروایت سہیلی خدا پرست تھا اسکے بعد اسکا لڑکا ابرہہ ذوالمنار ایک سو ہی برس بادشاہت کرتا رہا مسعودی کہتا ہے کہ ابن ہشام کا یہ قول ہے کہ ابرہہ ذوالمنار صعب بن ذو مدائر بن ملطاط کا لڑکا ہے اور ذوالمنار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے ایک مینار بنوا تھا جس سے راستہ کا پتہ چلتا تھا اسکے بعد افریقش بن ابرہہ تخت نشین ہوا اور اس نے ایکسو ساٹھ[۱۶۰] برس حکومت کی ابن حزم لکھتا ہے کہ افریقش قیس بن صیفی کا لڑکا اور حرث رائش کا بھائی ہے اور یہ وہی ہے جو قبائل عرب کو ہمراہ لیکر افریقہ پر حملہ آور ہوا تھا اور اسی کے نام سے افریقہ موسوم ہوا ہے اور بربریوں کو بھی اسی نے ارض کنعان سے نکالکر افریقہ میں پہونچا دیا تھا اور جبکہ یوشع غالب آئے تھے اُن کے بادشاہ جرجیر کو بھی قتل کر ڈالا مشہور یوں ہے کہ

۲۔ اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قوم سبا سے مراد یہی ملوک تبابعہ حمیری دکھلائی ہیں جناب باری نے ان کو انکے مورث و جد اکبر کی طرف اسی آیت میں منسوب کر دیا ہے"۔

اہل بربر کو اسی نے بربر کے نام سے موسوم کیا ہے بربرہ لغت عرب میں اختلاط اصوات غیر مفہومہ کو کہتے ہیں افریقش بوجہ عربی نژاد ہونے کے جسوقت اسنے ملک مغرب کو فتح کیا انکے کلام کو نہ سمجھ سکا اور بیساختہ "ما اکثر بربرتہم" بول اٹھا اسی روز سے اس گروہ کو بربری اور برابرہ کہنے لگے۔ جنگ افریقیہ سے واپسی کے وقت قبائل حمیر سے صنہاجہ اور کتامہ کو وہیں چھوڑا یا اسوقت تک انکی اولاد وہاں موجود ہے وہ ہرگز بربریوں سے نہیں ہیں جیساکہ طبری جرجانی مسعودی ابن کلبی سُہیلی اور کل نسابین نے کہا ہے۔ پھر افریقش کے بعد اسکا بھائی عبدبن ابرہہ تخت نشین ہوا اور پچیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ میں اور کسی قدر اُنسے پہلے تھا اسنے بھی ممالک مغرب پر چڑھائی کی تھی کیکاؤس بن کیقباد شاہ فارس اسکے ملک پر چڑھ آیا تھا دونوں میں خوب لڑائی ہوئی بالآخر کیکاؤس کو ذوالاذعار نے گرفتار کرلیا۔ ایک مدت کے بعد اوسکے وزیر رستم نے کل لشکر فارس لیکر حملہ کیا اور کئی لڑائیوں کے بعد کیکاؤس کو قید سے چھوڑالایا جیساکہ آئندہ ہم ملوک فارس کے تذکرہ میں بیان کرینگے۔ طبری کہتا ہے کہ ذوالاذعار کا نام عمرو بن ابرہہ ذی المنار بن حرث الرائش بن قیس بن صیفی بن سبا اصغر ہے۔ اور بروایت ابن ہشام ذوالاذعار کو ملکہ بلقیس نے زہر دیدیا تھا بعد ذوالاذعار کے ہدہاد بن شرجیل بن عمرو بن ذوالاذعار تخت حکومت پر بیٹھا ہدہاد کو ذوالصرح بھی کہتے تھے یہ چھبیس برس تک حکومت کرتا رہا بعد اسکے اسکی لڑکی ملکہ بلقیس تخت حکومت پر جانشین ہوئی سات برس تک اسکی حکومت رہی۔ بعد ازاں یمن پر سلیمان غالب آئے طبری تحریر کرتا ہے کہ بلقیس کا نام بلقمہ تھا اور لیشرح بن حرث بن قیس کی لڑکی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سلیمان نے ملکہ بلقیس سے نکاح کرلیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جناب موصوف نے اسکو معزول کردیا تھا اور اس نے سعد بن زرعہ بن سبا سے اپنا عقد

کیا تھا اسکا تخت نہایت قیمتی اور تیس گز کا مربع تھا یہ بہت بڑی ذی شعور عورت تھی۔

اس واقعہ کے بعد اہل یمن چوبیس برس تک سلیمانؑ اور انکے لڑکے کے ماتحت رہے بعد ازاں ان میں ناشر بن عمرو ذوالاذعار بادشاہ ہوا اسکو ناشر النعم بھی کہتے تھے ہشام بن کلبی بیان کرتا ہے کہ بلقیس کے بعد ناشر بن عمرو بن یعفر جسکو یاسر النعم بھی کہتے تھے یمن کا بادشاہ ہوا۔ اہل یمن کا یہ خیال ہے کہ اس نے اہل مغرب پر حملہ کیا تھا اور وادی رمل تک جہانتک کوئی نہیں جا سکتا پہونچ گیا تھا۔ پھر آگے بوجہ کثرت ریگ نہ بڑھ سکا لیکن اسکے بعض ہمراہی وادی رمل عبور کر گئے اور پھر واپس نہو سکے یاسر النعم نے اُس وادی کے کنارہ ایک بت تانبے کا بنوا کر رکھوا دیا تھا اور اسکے سینہ پر جلی خط سے عبارت ذیل کندہ کرا دی تھی۔

ھٰذا الصنم لیا سر النعم الحمیری لیس وراءہ مذھب فلا یتکلف احد ذلک فتعطب۔

اس کے بعد شمر یرعش (اس کا لڑکا) تخت پر بیٹھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عراق۔ فارس۔ خراسان کے اکثر بلاد کو فتح کیا اور دریائے جیحون سے گزر کر شہر صغد کو ویران کر کے اسکے قریب ایک دوسرا شہر آباد کیا عجمی اس شہر کو ویران کرنے سے شمر کند (شمر نے خراب کیا) کہنے لگے جسکو عرب نے معرب کر کے سمرقند کر دیا اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قباد بادشاہ فارس سے لڑا تھا اور اُسکو قید کر لیا تھا۔ بہر کیف شمر یرعش ایکسو ساٹھ ۱۶۰ برس تک تخت حکومت پر رہا۔

سہیلی کی تحریر یہ شہادت دیتی ہے کہ شمر یرعش جسکے طرف سمرقند کا قصہ منسوب کیا جاتا ہے وہ شمر بن مالک تھا اور مالک وہی ہے جسکو املوک بھی کہتے تھے اور یہ شمر یاسر النعم کا لڑکا ہے۔ لیکن سہیلی کی یہ غلطی ہے اسوجہ سے کہ مورخین نے اس امر پر اتفاق

کر لیا ہے کہ املوک جناب موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور شمر۔ ذو الاذعار کی اولاد سے ہے جو جناب سلیمان کے وقت میں تھا۔ واللہ اعلم۔

بعد شمر یرعش تبابعہ میں تبع الاقرن جسکا نام زید تھا بادشاہ ہوا سہیلی کہتا ہے یہ شمر یرعش کا لڑکا تھا اور طبری کا یہ بیان ہے کہ عمرو ذو الاذعار اسکا باپ تھا اس نے ترپن ۵۳ برس تک اور بروایت مسعودی تیرسٹھ ۶۳ سال تک حکمرانی کی بعدہٗ اسکا لڑکا کلیکرب بادشاہ ہوا۔ یہ بڑا بزدل تھا لڑائی سے جان چھپاتا تھا نہ تو اس نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی سے لڑنے پر آمادہ ہوا تا آنکہ مر گیا اور بعد اسکے بعد اسکا لڑکا تبان بن اسعد ابوکرب تخت نشین ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے پچھلا تبع ہوا اور یہ ملوک تبابعہ میں بہ نسبت اوروں کے زیادہ مشہور ہے۔

اس نے یمن سے بقصد ملک گیری خروج کیا بمقام حیرہ میں پہونچکر راستہ بھول جانے سے اسکا لشکر متحیر ہوا اور اس مناسبت سے اس مقام کا نام حیرہ رکھا اور چند لوگونکو قبائل۔ ازد لخم۔ جذام۔ عاملہ۔ قضاعہ۔ کو چھوڑ کر آگے بڑھا ان لوگوں نے اس مقام پر ڈیرے ڈالدئے چھوٹی چھوٹی جھوپڑیاں بناکر قیام کر دیا پھر کچھ لوگ قبائل۔ طیرہ۔ کلب۔ سکون۔ ایاد بن حرث بن کعب کے ان میں آملے۔

پھر تبان اسعد انبار ہوتا ہوا موصل میں پہونچا اور وہاں سے نکلکر اذربائیجان والوں سے اپنی قوت مردانگی کی داد لیتا ہوا ترکوں سے معرکہ آرا ہوا اور انکو شکست دیکر مال غنیمت اور قیدیونکو لیکر یمن کیطرف واپس ہوا۔ اطراف وجوانب کے ملوک اسکی سطوت سے ڈر گئے ملوک ہند نے مصالحت کر لی۔ بعد اسکے تبان اسعد نے اپنے ایک لڑکے حسان کو صغد کیطرف اور دوسرے لڑکے یعفر کو روم کیطرف اور اپنے برادرزادہ شمر ذی الجناح کو فارس کیجانب فوجیں لیکر روانہ کیا شمر نے کیقباد شاہ فارس سے جنگ کر کے اسکو شکست دی اور سمرقند پر قبضہ حاصل کر کے چین کی طرف بڑھا لیکن

اسکے پہونچنے سے پیشتر اسکا بھائی حسان اس جانب پہونچ گیا تھا۔دونوں نے ملکر قتل وغارت کا بازار گرم کردیا اور بیشمار مال غنیمت لیکر اپنے باپ کے پاس واپس آئے پھر تبان اسعد نے اپنے لڑکے یعفر کو قسطنطنیہ کیجانب روانہ کیا بادشاہ قسطنطنیہ نے خراج دیکر صلح کرلی بعد ازاں یعفر نے رومیہ پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اثنار محاصرہ میں اسکی لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا رومیوں نے موقع پاکر حملے شروع کردئے جب یعفر کے فوج کا حصہ کثیر برباد ہوگیا اُسوقت وہ مجبور ہوکر باقیماندہ کو لیکر یمن کیطرف لوٹا۔

ابن اسحاق کہتاہے کہ ملوک تبابعہ میں سے جو تبع مشرق کیطرف بڑہا تھا وہ تبان اسعد ابو کرب بن زید الاقرن ابن عمرو ذو الاذعار تھا اور تبان اسعد کا نام حسان بن تبع تھا اور اسی نے بخیال بعض علمار تاریخ سب کے پہلے خانۂ کعبہ پر غلاف چڑہایا اور بنی جرہم کو اسکا متولی بنایا اور کعبہ میں دروازہ لگایا مفتاح مقرر کی ابن اسحاق نے لکھاہے کہ پھر یہ یہودی ہوگیا اور اسکی یہودیت کا یہ سبب بیان کیاہے کہ جسوقت تبان اسعد یمن سے نکلکر حدود مشرق کیطرف بڑھ رہا تھا یثرب ہوکر گذرا اور اوسپر قبضہ کرکے اپنے لڑکے کو بجائے اپنے چھوڑکر آگے بڑھ گیا اہل یثرب نے آپس میں مشورہ کرکے اسکے لڑکے کو قتل کرڈالا۔اُن دنوں بنی نجار کا ایک مشہور شخص عمرو بن طلہ نامی انکا رئیس و سردار تھا تبان سعد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا۔اور اُسی وقت لڑائی اور آگے کا بڑھنا موقوف کرکے مدینہ کیطرف متوجہ ہوا دو دُون کا راستہ ایک ایک روز میں طے کرتا ہوا یثرب کے قریب پہونچکر یثرب کا محاصرہ کرلیا کل ابنار قبیلہ نے یکجا ہوکر مقابلہ کیا اثنار جنگ میں یہود بنی قریظہ کے دو عالم متبحر تبان اسعد کے پاس آئے اور اُس سے کہا تو اپنے اس فعل سے باز آ تو اپنے اس خیال کے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا اور نہ یثرب کسی صورت سے خراب و ویران

ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نبی آخر الزماں کا جو قریش میں پیدا ہو گا مہاجر (جائے ہجرت) ہے اور یہیں وہ آکر قیام پذیر ہونگے۔ تبان اسعد انکی باتوں سے اسقدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی موقوف کردی۔ اور دین یہودیت قبول کر لیا اور انکو ہمراہ لئے ہوئے مکہ کیطرف روانہ ہوا۔ جسوقت مکہ کے قریب پہونچا غالباً ایک منزل باقی رہی تھی کہ بنی ہذیل کے چند آدمی اس کے پاس آئے اور اسکو کعبہ کے مال و جواہرات اور خزائن کے طمع میں مبتلا کرنا چاہا لیکن اُن دونوں عالموں نے اسکو اس فعل سے روکدیا اور اسپر یہ امر ظاہر کیا کہ بنی ہذیل تیرے قتل کی فکر میں ہیں۔ تبان اسعد نے یہ سنتے ہی انکو قتل کرڈالا اور خود مع ان دونوں عالموں کے مکہ معظمہ میں داخل ہوا ان علماء نے جو اسکے ہمراہ تھے اسکو طواف کرنیکی ہدایت کی چنانچہ تبان اسعد نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسکو پوشش پہنائی اور بنی جرہم کو اسکا متولی مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ حائضہ اور نفساء (حیض اور نفاس والی عورتیں) اسکے قریب نہ آنے پائیں خانہ کعبہ کا دروازہ بھی اس نے قائم کیا اور کنجی بھی مقرر کی۔ بعد اسکے یمن کیطرف روانہ ہوا یمن میں اسکی کل قوم بُت پرست تھی وہ مطلع ہو کر اسکی یہودیت سے محاکمہ کرنے پر آمادہ ہوئی چنانچہ اُس زمانہ کے دستور کے موافق آگ مشتعل کی گئی بنی حمیر اپنے بتوں کو لئے ہوئے اور یہود کے وہ دونوں عالم توریت کو گلے میں حمائل کئے ہوئے آگ میں داخل ہوئے حمیریوں کو آگ نے جلادیا اور یہ دونوں عالم جنکی نورانی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا صحیح و سالم نکل آئے۔ اس واقعہ سے بنی حمیر بھی یہودی ہو گئے اور یہودیت نہایت کم دنوں میں ایسی پھیل گئی کہ گویا انکا یہی اصلی مذہب تھا۔

علامہ مسعودی اس تبع کے اخبار میں تحریر کرتا ہے کہ اسعد ابوکرب نے فتوحات ملکی میں ناموری پیدا کی تھی اس نے اکثر ممالک عجم پر بزور تیغ قبضہ کرلیا تھا سرزمین عراق میں

قباد سے لڑا اور اُسکو شکست دی یہ قباد. قباد بن فیروز نہیں ہے. بلکہ ملوک الطوائف سے تھا بعد اسکے ابوکرب عراق و شام و حجاز پر قابض ہوگیا اسی مضمون کو خود تبع ابوکرب کہہ رہا ہے

اذ حسبنا جیاد نا من دماء	جب ہمنے خون اعدا اپنے گھوڑوں کو پلا دیا
ثم سرنا بہا مسیر العجال	پھر گئے ہم اور نیز دور دراز تک
واستبحنا بالخیل خیل قباد	اور مباح کردیا ہمنے اپنے سواروں کو قباد کے سواروں کا خون
وابن اقلید جاءنا مصفودا	اور ابن اقلید ہمارے پاس آیا بندھا ہوا
وکسونا البیت الذی حرم اللہ	اور پہنایا ہمنے اُس مکان کو جسکی اللہ نے عزت کی ہے
ملاء معضدا وبرودا	ڈھکی ہوئی تہ پر تہ چادریں
واقمنا بہ من الشہر عشرا	اور ٹھہرے ہم وہاں دس مہینہ تک
وجعلنا لبابہ اقلیدا	اور اُسکے دروازہ کی کنجی ہم نے بنا دی

اس سے اور کندہ سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر حجر بن عمرو بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ (قبیلہ کہلان کا بادشاہ) مقابلہ پر ہوا اور ابوکرب یمن میں لوٹ آیا بنی حمیر نے یہ سمجھکر کہ یہ بزدلی سے بھاگ آیا ہے اُسکو قتل کرڈالا اسکا زمانہ حکومت تین سو برس تک رہا. بروایت ابن اسحاق ابوکرب کے بعد ربیعہ بن نصر بن حرث بن نمارہ بن لخم برادر جذام یمن کا بادشاہ ہوا۔

طبری بروایت ابن اسحاق باسناد بعض اہل علم تحریر کرتا ہے کہ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا تھا جسکی تعبیر کے لئے دو کاہنوں کو بنی ایاد و غسان سے بلوایا جو اس زمانہ میں فن کہانت و نجوم میں عدیم النظیر تھے اُن میں سے ایک کا نام شق ابو صعب شکر بن وہب بن اسول بن یزید بن قیس بن عبقر بن انمار اور دوسرے کا نام سطیح ربیع بن ربیعہ بن

مسعود بن مازن بن ذویب بن عدی بن مازن بن غسان تھا ان کاہنوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ربیعہ اور قحطان کے ستر برس کے بعد حبشی یمن کے بادشاہ ہوجائیں گے۔ بعد اسکے ابن ذی یزن عدن سے خروج کریگا اور انکو یمن سے نکال باہر کرے گا اور خود یمن کا بادشاہ ہوجائیگا بعد اسکے بنی غالب بن فہر قریش میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ ربیعہ کے دل میں یہ باتیں ایسی جاگزیں ہوئیں کہ اوسنے فوراً اپنے اہل وعیال کو عراق کیطرف روانہ کردیا اور سابور بن خرداذ شاہ فارس کو سفارشی خط لکھدیا اسنے اسکی اولاد کو مقام حیرہ میں ٹھہرایا اسی کے خاندان سے نعمان نامی بادشاہ حیرہ ہوا تھا جسکا سلسلہ نسب اسطرح بیان کیا گیا ہے۔

نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ربیعہ بن نصر کے بعد مملکت یمن کا مالک حسان بن تبان اسعد ابوکرب ہوا اور ملوک تبابعہ کیطرح جہانگیری کے قصد سے اہل یمن کو لیکر نکلا۔ لیکن بنی حمیر اور یمن کے تبائل نے اسکی ہمراہی کو ناپسند کیا اور مراجعت پر تل گئے اور اسکے بھائی عمرو نامی سے یہ کہا تو اپنے بھائی کو قتل کر ہم تجھکو بادشاہ بنائینگے عمرو نا انجام بینی سے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوگیا ذورعین نے بنی حمیر کے اس رائے سے اختلاف کیا اور عمرو کو بھی اس کام سے روکا۔ لیکن اسکے دماغ میں بادشاہی کی بوسمائی ہوئی تھی اوس نے اسکے کہنے پر کچھ لحاظ نہ کیا تب ذورعین نے یہ دو شعر ایک کاغذ پر لکھکر اسکے پاس بطور امانت رکھدیا۔

ألا من يشترى سهرا بنوم	وہ کون شخص ہے جو بیداری کو خواب کے
سعيد من يبيت قرير عين	بدلے فروخت کرتا ہے نیکبخت وہ ہے جو ٹھنڈی
فاما حمير غدرت وخانت	آنکھیں سوئے چونکہ حمیر نے غداری کی اور خیانت
فمعذرة الاله لذى رعين	کی پس ذورعین کا اللہ حافظ ہوئے

جسوقت عمرو اپنے بھائی کو قتل کرکے معہ بنی حمیر یمن کیطرف واپس آیا تو بیداری نے اسکی نیند کو بالکل اوڑا دیا۔ اطبار اور کاہنین سے بیخوابی کی شکایت کی اون سب نے باتفاق یہ کہا جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اوس پر بیخوابی مسلط کیجاتی ہے عمرو یہ سنکر بہت برہم ہوا اور جو شخص یہ کہتا تھا کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے اُسکو عمرو قتل کر ڈالتا تھا ایک روز اسکے ذہن میں ذو رعین کا خیال گذرا فوراً طلب کر لیا لیکن ذو رعین کو اُسکے اُن شعروں نے بچا لیا جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور اس عمرو کو موثبان بھی کہتے تھے طبری اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اسوجہ سے اسکو موثبان بھی کہتے تھے اور ابن قتیبہ کہتا ہے کہ بوجہ قلت جنگ اور اکثر نرم بچھونے پر پڑے رہنے سے اس نام سے موسوم ہوا بہر حال اس نے اپنی حکومت کے ترسٹھ برس بعد انتقال کیا جرجانی اور طبری لکھتے ہیں کہ اسکے بعد ملوک حمیر کا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا حسان تبع کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے جنمیں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اور جو بڑا لڑکا تھا وہ مخبوط ہو گیا تھا اسی وجہ سے ملک تبابعہ پر عبد کلال مستولی ہو کر چورانوے سال تک حکومت کرتا رہا یہ دین عیسوی کا پابند تھا پھر ابن حسان با ہوش و حواس ہوا اور تبابعہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی۔ بروایت جرجانی اسنے بہتر برس حکمرانی کی یہی تبع اصغر ذو المغازی والاثار ہے۔ اسکے بعد مدثر بن عبد کلال اسکا مادری بھائی تخت نشین ہوا یہ اکتالیس سال تک بادشاہت کرتا رہا اسکے بعد ولیعہ بن مدثر سینتیس برس تک ابرہہ بن الصباح بن لیعیہ بن شیبہ بن مدثر و قیلف بن العلق بن معدیکرب بن عبداللہ بن عمرو بن ذی اصبح الحرث بن مالک برادر ذو رعین اور کعب پدر سبا اصغر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکمراں رہے۔ جرجانی لکھتا ہے کہ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابرہہ بن الصباح صرف تہامہ کا حکمراں تھا اسکے بعد عمرو بن تبع بن کلکیکرب

ستاون برس تک تخت حکومت پر رہا۔ بعدازاں لخنیعہ پادشاہ ہوا۔ یہ خاندان شاہی سے نہ تھا اسکے جبر وظلم کی کوئی حد نہ تھی۔ اس نے حمیر کے نیک اور اچھے اچھے آدمیوں کو چن چن کر قتل کر ڈالا تھا خاندان سلطنت کو نیست ونابود کر دیا ستائیس برس تک اسی حالت وکیفیت سے حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ذونواس زرعہ تبع بن تبان اسعد ابوکرب لخنیعہ پر ٹوٹ پڑا اور اسکو قتل کرکے آپ شاہ یمن ہوگیا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ جسوقت حسان قتل کیا گیا تھا یہ بچہ تھا جب یہ جوان ہوا تو اس نے لخنیعہ کو خلوت میں جبکہ وہ ایک فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا قتل کر ڈالا اور بنی حمیر وقبائل یمن کو اس حال سے آگاہ کیا ان لوگوں نے متفق ہوکر اسکو یمن کے تخت حکومت پر بٹھا دیا اسکی تخت نشینی سے تبابعہ کی حکومت گویا از سر نو قائم ہوگئی یہ یوسف کے نام سے مشہور تھا۔ بروایت ابن اسحاق ارسٹھ سال تک یہ تخت حکومت پر متمکن رہا۔ ذونواس اسکے بعد کے یہ واقعات ہیں۔ باتفاق اہل اخبار ذونواس تبان اسعد کا لڑکا اور اسکا نام زرعہ ہے جب یہ اپنے آبائی ممالک پر مستولی ومتصرف ہوا تو یوسف کے نام سے پکارا جانے لگا یہ یہودی تھا اس نے اکثر قبائل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا اور ہمیشہ یہودیت پھیلانے میں کوشش کرتا رہتا تھا لیکن بایں ہمہ دیار عرب میں نصرانیت کا بھی زور تھا۔ اہل نجران کل نصرانی المذہب تھے وجہ اسکی شیوع کی یہ بیان کیجاتی ہے کہ میمون نامی ایک شخص جو اصحاب حواریین عیسیٰ کا پیرو تھا مع ایک دوسرے آدمی کے جسکا نام صالح تھا شام سے یہودیوں کے خوف سے نکل کھڑا ہوا اثنار راہ میں راہ گیروں نے ان دونوں کو گرفتار کرلیا اور نجران میں لاکر فروخت کر ڈالا اہل نجران اون دنوں ایک درخت کی پرستش کرتے تھے۔ عید کے دن میں اسکو کپڑے پہناتے اور اسکے سامنے کھانے رکھتے تھے۔ یہ دونوں غریب جسوقت نجران میں پہونچے اور اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے لگے اہل نجران جدید طرز

عبادت دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اپنے رئیس عبداللہ بن الثامر سے بیان کیا اوس نے انکو طلب کر کے انکے مذہب کو دریافت کیا میمون نے کہا میرا مذہب عیسائی ہے جسمیں شرک کی ممانعت ہے تم لوگ درخت کی پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر ہمارا یہ مذہب باطل اور اس درخت کی پرستش شرک ہے اور تمہارا مذہب سچا ہے تو تم دعا کرو کہ یہ درخت خشک ہو جاوے ہم تمہارا دین بے تامل قبول کرلیں گے۔ میمون نے دعا کی مشیت ایزدی سے وہ خشک ہو گیا اہل نجران معہ اپنے رئیس عبداللہ کے یہ واقعہ دیکھ کر فوراً عیسائی ہو گئے۔

ابن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ میمون نجران کے ایک گانوں میں آکر ٹھہرا تھا۔ اسی طرف سے اہل نجران کے لڑکے ایک ساحر کے پاس سحر سیکھنے جاتے تھے منجملہ اون لڑکوں کے عبداللہ بن الثامر بھی تھا یہ اکثر میمون کے پاس بیٹھ جاتا تھا اور اُسکی باتیں غور سے سنتا تھا رفتہ رفتہ اُسکے دل میں اس کی باتیں اثر پذیر ہو گئیں اور یہ عیسائی ہو گیا شاہ نجران یہ واقعہ دیکھ کر اسکے قتل کے فکر میں ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہا چند دنوں کے بعد جب مر گیا اور عبداللہ نجران کا حکمران ہوا کل اہل نجران عیسائی ہو گئے اور یہی مذہب اُن میں پھیل گیا۔ اہل نجران ایک مدت تک عیسائیت پر قائم رہے لیکن بعد چندے اِن میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہو گئیں۔ ذونواس نے انکو دین یہودیت کی طرف بلایا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا تب ذونواس اہل یمن کو لیکر اونپر چڑھ گیا۔ بروایت ابن اسحاق بیس ہزار سے کچھ زائد آدمیوں کو قتل کر کے جلا ڈالا صرف ایک شخص سبا سے بچ گیا جسکو دوس ثعلبان کہتے تھے یہ اپنے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان کو طے کرتا ہوا نکل گیا اور ذونواس کے سپاہی بمجبوری تعاقب نہ کرسکے۔

ذکر نیکے۔

ملوک حبشہ ہشام ابن محمد کلبی ذو نواس اور اہل بخران کی لڑائی کا یہ سبب ظاہر کرتا ہے کہ بخران میں ایک یہودی رہتا تھا اوس کے دو لڑکے تھے اہل بخران مذہبی اختلاف کی وجہ سے اوس سے عداوت رکھتے تھے ایک روز اس سے اور ایک عیسائی سے جو اس کے پڑوس میں تھا تکرار ہوئی چونکہ عیسائیوں کو اس سے کچھ خلش پہلے سے چلی آرہی تھی ایک یہ حیلہ جاوید پیدا ہو جانے سے اُسکے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا غریب و مظلوم یہودی آمتاں و خیزاں یمن میں ذو نواس کے پاس پہونچا اور اپنا ماجرا بیان کیا ذو نواس یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ اور اسیوقت بخران پر فوجکشی کردی۔ اہل بخران ایک تو بہ نسبت اس کے کمزور تھے اور دوسرے غافل بھی تھے اس وجہ سے اون میں سے سوائے دوس ذو ثعلبان کے اور کوئی جانبر نہوا دوس ثعلبان بخران سے نکلکر قیصر روم کے دربار میں پہونچا اور ذو نواس کے نابرداشتی ظلم اور زیادتیوں کو بیان کیا اور انجیل کے اوراق جلے ہوئے دکھلائے۔ قیصر روم کو ذو نواس کا یہ فعل بہت ناگوار گذرا اُس نے اوسی وقت نجاشی والی حبشہ کو اسکی اعانت کو لکھا اور امداد کی سفارش کی۔ چنانچہ نجاشی ستر ہزار حبشیونکو ہمراہ لیکر یمن کی طرف بڑھا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ دوس ذو ثعلبان پہلے نجاشی کے پاس گیا تھا اور نجاشی نے جنگی جہازوں کی کمی کیوجہ سے قیصر کے پاس جلی ہوئی انجیل بھیجی۔ پس جب قیصر روم نے کشتیاں بھیجیں تو نجاشی نے لشکر حبشہ کو بسر گردہی ارباط یمن کی طرف یمنیوں کے قتل و غارت و قید کی قسم لیکر روانہ کیا ارباط کے ہمراہ اس مہم میں ابرہہ الاشرم بھی تھا جو حبشیونکا ایک نامی جنرل تھا ارباط اور ابرہہ

کے جنگی جہاز نہایت کم مدت میں ساحل یمن پر لنگر زن ہوئے۔ چونکہ ذونواس کو اس سے آگاہی نہ تھی اور وہ غافل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے حبشیوں کو دریا سے خشکی پر اوترنے میں کچھ تردد نہیں کرنا پڑا۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی قدر وقت ضرور اوٹھانی پڑتی۔ الغرض جسوقت ذونواس کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی کف افسوس ملنے لگا۔ لیکن پھر اوس نے نہایت تیزی سے جس قدر یمن کے قبائل نے اوس کا ساتھ دینا پسند کیا اونکو ہمراہ لیکر لشکر حبشہ کا مقابلہ کیا میدان جنگ میں زیادہ سے زیادہ دوپہر تک یمنیوں کو ہمراہ لئے ہوئے لڑتا رہا بعد دوپہر جب لڑائی کا رنگ بدلتا نظر آیا اور اوس نے یہ سمجھ لیا کہ چند لمحوں کے بعد میں ضرور گرفتار ہو جاؤں گا اسوقت اُس نے اس خواری کی گرفتاری سے موت کو کہیں افضل سمجھکر فوراً اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈالدیا موج کے تھپیڑوں نے نہایت عجلت سے بنی حمیر کے اس آخری بادشاہ کو قعر دریا میں پہونچا دیا۔ ارباط مظفر و منصور یمن میں داخل ہوا اور یمنیوں کو جہانتک ممکن ہوا ذلیل و خوار و گرفتار و قتل کر کے نجاشی کو لڑائی کے آخری نتیجہ سے مطلع کیا اور یمن کے کچھ تحائف نہ بھیجے اور خود یمن ہی میں مقیم رہا۔

ہشام بن محمد کلبی کی روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ نجاشی کے پاس جسوقت قیصر نے کشتیاں بھیجدیں اسوقت اس نے ابرہہ کو امیر لشکر کر کے یمن کی طرف بھیجا۔ پس جسوقت ابرہہ صنعاء میں پہونچا ذونواس مُنہ چھپا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر جان دیدی ابرہہ بلا مزاحمت و مخالفت یمن پر قابض ہو گیا لیکن اوس نے خلاف عہد نجاشی کو تحائف نہ بھیجے اسوجہ سے نجاشی نے دوبارہ ارباط کو ایک بڑی اور قوی لشکر کا افسر بنا کر ابرہہ کی سرکوبی کو روانہ کیا جسوقت ارباط ساحل یمن پر پہونچا ابرہہ نے ارباط سے سازش کی کوشش کی لیکن جب اوس میں اوس کو ناکامی ہوتی نظر آئی تو چار ناچار مقابلہ پر آیا اور دھوکہ میں ارباط کو اس نے مار ڈالا نجاشی

اس واقعہ سے بہت برہم ہوا اور اُس نے اسکی قتل کی قسم کھائی لیکن ابرہہ نے اپنی چالاکیوں سے اوسکو راضی کرلیا اور فاضل ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ یمن میں سب سے پہلے ارباط آیا تھا اور ابرہہ اوسکی ماتحتی میں تھا بعد فتح یمن ابرہہ اور ارباط میں کچھ تکرار ہوگئی دونوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ بالآخر ارباط مارا گیا نجاشی کو ابرہہ کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ لیکن ابرہہ نے راضی کرلیا اور یمن کا حاکم بنا رہا۔ واللہ اعلم

ابرہہ نے یمن پر مسلط ہونیکے بعد حمیریوں کو ذلیل و خوار کرنا شروع کردیا انکے روسا اور امراء کی تحقیر کرنے لگا۔ ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کہلان کو اوسکے شوہر ابی مرہ بن ذی یزن سے ناجائز دباؤ ڈالکر چھوڑاکر اپنی زوجیت میں لیلیا بطن ریحانہ سے ابو مرہ کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا تھا بعد ازاں صلب ابرہہ سے ایک لڑکا مسروق اور ایک لڑکی بباسہ نامی پیدا ہوئے۔

ابرہہ اور اس کا غلام عدوہ جو اکثر اطراف یمن کا حاکم تھا ہر ایک دوسرے سے بدافعالیوں میں بڑھے چڑھے تھے۔ دُنیا کا کوئی ناجائز فعل انکے ہاتھوں نہیں بچا بنی حمیر جس قدر اس سے پہلے معزز تھے اوس سے بدرجہا اس زمانہ میں ذلیل و خوار ہورہے تھے انکی عورتوں کو اپنے لئے مباح کر رکھا تھا اور مردوں سے غلامی کا کام لیتا تھا بنی حمیر یا خثعم کے ایک شخص نے اسکو موقع پاکر قتل کرڈالا ابرہہ نے اس کا خون مباح کردیا۔

واقعہ اصحاب فیل بعد چندے ابرہہ نے اس شکریہ میں کہ حکومت یمن کی اوسکو بالاستقلال ملگئی تھی صنعاء میں ایک کلیسا بنوایا جس میں قیمتی پتھروں کی پچکاری کرائی اور شیشہ و آلات سے بھی خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم کو اسکی اطلاع دی اور یہ تحریر کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اس کے طواف سے طرف مائل کروں چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کیا جسوقت یہ داعی (بلانیوالا) بنی کنانہ کے شہر (مکہ) میں پہونچا عروہ بن عیاض نے اوسکو ایک ایسا تیر مارا کہ اُس نے

دوبارہ دم تک نہ لیا اس کا دوسرا ہمراہی بحال پریشان گرتا پڑتا ابرہہ کے پاس
پہونچا اور کل ماجرا بیان کیا ابرہہ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اس قدر برافروختہ ہوا کہ اوسی
وقت ایک جرّار اور کثیر فوج لیکر معہ ہاتھیوں کے مکہ کی طرف اس غرض
سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کردے اور بنی کنانہ (قریش) کو قتل کرڈالے۔
جسوقت ابرہہ سرزمین یمن سے نکلکر ارض حجاز میں پہونچا۔ ذونفر حمیری دو ہزار عرب
ہمراہ لیکر اس کے مقابلہ پر آیا اگرچہ ذونفر حمیری فی نفسہ توانائی اور قوت میں سودو سے
کم نہ تھا لیکن ایک طرف معدودے چند آدمی اور دوسری طرف ٹڈی دل۔ بھلا دونوں
میں مساوات کیسے ہوسکتی آخرالامر ذونفر حمیری کو ہزیمت ہوئی ابرہہ نے اوس کو گرفتار
کرلیا اور راہبری کے لئے اپنے ہمراہ رکھا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ طائف میں
داخل ہونے پر ابرہہ کے مقابلہ پر مسعود بن معتب ثقفی بنی ثقیف کو لیکر ابرہہ کے
پاس آیا اور اوس کی اطاعت قبول کرلی بنی ثقیف نے ابورغال نامی ایک شخص کو
رہبری کے غرض سے اسکے ہمراہ کردیا اس نے ابرہہ کو طائف اور مکہ کے درمیان
مغمس میں ٹھیرایا جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر ہے پھر ابورغال کا اسی مقام
پر انتقال ہوگیا۔ بعدازاں عرب نے اسکی قبر کو سنگسار کیا۔ جریر کہتا ہے ؎
اذا مات الفرزدق فارجموہ ٭ کما ترمون قبر ابی رغال۔
بعد اسکے ابرہہ نے ایک دستہ سواروں کا بسرگروہی اسود ابن مقصود حبشی مکہ کی طرف
روانہ کیا اس غرض سے کہ اونٹ وغیرہ بار برداری کے لئے اور کچھ آدمی اسباب وغیرہ
کے اوٹھانے اور لادنے کے غرض سے گرفتار کرلاویں چنانچہ اسود ابن مقصود
اطراف مکہ میں گیا اور اہل مکہ کی کچھ مویشان اور اونٹ جس میں دوسو اونٹ عبدالمطلب
(جد نبی صلعم) کے تھے پکڑ لایا عبدالمطلب اون دنوں قریش کے سردار اور مکہ کے
سربرآوردہ آدمیوں میں تھے پہلے انکا قصد لڑائی کا ہوا۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا

کہ اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے تو خاموش ہو رہے۔ ابرہہ نے دوسرے دن حناط حمیری کو مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ اہل مکہ کو اس کے ارادہ سے آگاہ کرے اور اگر اہل مکہ انہدام کعبہ سے کچھ چون وچرا کریں تو لڑائی پر آمادہ ہو جائیں عبدالمطلب نے یہ پیام سنکر جواب دیا۔ واللہ ما نرید حربہ وھذا بیت اللہ فان یمنعہ فہو بیتہ وان تخلی عنہ فما لنا نحن من دافع[۵۱]" اور چند رؤساء قریش کو ہمراہ لیکر ابرہہ کے پاس گئے پہلے ذو نفر حمیری سے ملاقات کی جسکو ابرہہ نے قید کر رکھا تھا۔ ذو نفر نے فیلبان کے ذریعہ سے ابرہہ کو عبدالمطلب کے آنیکی اطلاع کرادی ابرہہ نے انکا بڑے تپاک سے استقبال کیا تخت سے اوتر کر فرش پر ان کے ساتھ بیٹھا اثناء کلام میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا "بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجا نہ کی یہ تو تمھارا اور تمھارے آبا و اجداد کا مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا" عبدالمطلب نے جواب دیا انا رب الابل وللبیت رب سیمنعہ (میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خالباً روکے گا) ابرہہ نے سنکر تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کیا بعد اس کے بے تامل عبدالمطلب کو انکے اونٹ واپس کردئے۔

علامہ طبری تحریر کرتا ہے کہ اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ عمرو بن نعابہ بن عدی بن رمل سردار کنانہ اور خویلد ابن واثلہ سردار بنی ہذیل گئے تھے اور ابرہہ سے یہ درخواست کی تھی کہ "تہامہ کی ثلث آمدنی خراج میں دیجائیگی بشرطیکہ کعبہ منہدم نہ کیا جائے" لیکن جب ابرہہ نے اس سے انکار کیا تو عبدالمطلب معہ

---

[۵۱] خدا کی قسم ہے ہم اوس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے یہ اللہ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اوسکو روکے تو یہ اوس کا گھر ہے اور اگر نہ اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو ہم اس کو دور نہیں کر سکتے

اپنے ہمراہیوں کے واپس آئے اور قریش اور کل اہل مکہ کو ہدایت کی کہ مکہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جائیں اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کے کھڑے ہو گئے اسوقت اُن کے پاس قریش کے چند منتخب آدمی موجود تھے اور سب گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور عبد المطلب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم ان العبد یمنع	ایخدا جتک بندہ اوسکو روکتاہے جو اوس کے
حلہ فامنع حلالک	محل میں آتاہے پس تو بھی منع کر اوسکو جو تیرے مکانپر آئے
لا یغلبن صلیبھم	ہرگز اونکی صلیب اور اونکا غصہ کبھی تیرے
ومحالھم ابدا محالک	غصہ پر غالب نہ آئے گا۔
وانصر علی آل الصلیب	اور مدد کر اہل صلیب اور اوس کے
وعابدیہ الیوم آلک	پرستش کرنیوالوں پر آج اپنے اہل کو

بعد اس کے عبد المطلب مع اپنے ہمراہیوں کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابرہہ کعبہ کے گرانے کے غرض سے مکہ کی طرف بڑھا اللہ جل شانہ نے اپنی چڑیوں کا ایک جھنڈ دریا سے بھیجا جو اس نابکار لشکر پر سنگباری کرنے لگا جس پر وہ پتھر پڑتا تھا وہ اوسی مقام پر رہ جاتا تھا اور مقام حجر میں اون کے اجسام پر چیچک کے سے دانے بھی نکل آئے تھے جس سے اکثر ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ کے بدن پر بھی چند دانے نکل آئے جسکی وجہ سے کل اعضاء اوس کے یکے بعد دیگرے کٹ کٹ کر گر گئے لشکریوں کا جب یہ حال ہوا تو ہاتھیونکو آگے کیا جو ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا وہ بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے کو ہٹا تھا آخر الامر ہاتھیوں کے اجسام پر بھی چیچک کی طرح دانے نکل آئے اور وہ سب مر گئے تب اللہ جل شانہ نے ایک سیل بھیجا ان سب کو دریا میں بہالیگیا۔

بعد ہلاکی ابرہہ اوس کا لڑکا یکسوم تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بھی بنی حمیر

اور قبایل یمن کی ذلت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اون کے مردونکو قتل کرڈالا اور اونکے عورتوں کو جبراً گھر میں ڈال لیا انکے لڑکوں کو غلامی میں رکھ لیا۔ یکسوم کے مرنے پر اس کا بھائی مسروق تخت نشین ہوا جب اس نے یکسوم سے زیادہ بدعتیں شروع کردیں اور اپنے متقدمین سے ظلم و بدعت وستم میں بدرجہا بڑھتا نظر آیا تو سیف بن ذی یزن نے خروج کیا اور کسریٰ (شاہ فارس) کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر لیکر یمن میں آیا اور مسروق کو قتل کرکے حبشیوں کے حکومت کا خاتمہ کردیا۔ بعد اس کے کہ حبشیوں میں سے یمن میں بہتّر برس میں چار شخصوں نے حکومت کی پہلا ارباط دوسرا ابرہہ تیسرا یکسوم ابن ابرہہ چوتھا مسروق ابن ابرہہ۔

(مترجم) ہم اس سے پہلے کہ سیف ابن ذی یزن کے نسب میں گفتگو کریں یا کسریٰ فارس کے پاس اس کے جانے کی تفصیلی کیفیت تحریر کریں مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر طیرا ابابیل کے قصہ کو چھیڑ کر اوس پردہ کو اٹھادیں جس نے ایک زمانہ کو غلطاں و پیچاں کر رکھا ہے۔ ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ دلچسپی کے ساتھ واقعات کی تحقیق بھی ہوتی جائے۔ ہم عام مترجموں اور مورخوں کی طرح بے پر کی نہیں اوڑایا چاہیے۔ آئیے! ذرا غاص نظروں سے طیرا ابابیل کی تحقیق کو ملاحظہ فرمایئے متقدمین مورخین اور علمائے تفسیر نے اس واقعہ میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں کیا۔ اور وہ متفق الکلمہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے اصحاب فیل پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیجا تھا جنھوں نے اپر سنگ باری کی تھی۔ صاحب جامع البیان فی تفسیر القرآن اس قصہ کو سورہ فیل کے تفسیر میں یوں تحریر کرتا ہے۔

فلما وصلوا قرب مکة وهموا	ایس جبکہ لشکر ابرہہ مکہ کے قریب پہونچا
للدخول ارسل الله	اور مکہ میں داخل ہونیکا قصد کیا اللہ
طیرا من البحر امثال الخطاطیف	تعالیٰ نے دریا کے جانب سے

مع کل فی منقاره و رجلیه ثلثة احجار اصغر من حمصة فرمنهم

چمگدڑوں کی طرح چڑیاں بھیجیں۔ ہر ایک کے ساتھ اونکے چونچ اور دونوں پاؤں میں تین تین سنگریزہ تھے جو چنے سے چھوٹے تھے وہ ان سنگریزوں کو پھینک (مار) رہی تھیں

اور تفسیر تیسیر الرحمٰن وتیسیر المنان میں اس طرح مذکور ہے

(وارسل علیهم طیراً) یعنی طیراً کثیرة متفرقة یتبع بعضها بعضاً خرجت من شاطئ البحر سوداء او خضراء او صفراء فی منقار کل طیر حجر وفی رجلیه حجران (ابابیل) ای جماعات متفرقة فی الطرق اذهبوا متفرقین فجعل لهم اضعف الاسلحة (ترمیهم بحجارة) اکبر من العلسة و اصغر من الحمصة

(اور بھیجا اصحاب فیل پر بہت سی چڑیاں متفرق جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور نکلی تھیں دریا کے جانب سے سیاہ رنگ کی یا زرد رنگ یا سبز رنگ کی تھیں ہر چڑیا کے منقار میں ایک سنگریزہ اور دونوں پاؤں میں دو سنگریزے تھے (ابابیل) یعنی متفرق جماعت تھیں راہوں پر جب کہ وہ متفرق ہو کر بھاگتے تھے پس وہ اونکو اضعف الاسلحہ کردیتی تھیں (ترمیهم بحجارة) مارتی تھیں وہ اونکو سنگریزوں سے جو مسور سے بڑے اور چنوں سے چھوٹے تھے۔

علاوہ ان تفسیروں کے اور تفاسیر بیضاوی ومدارک وتفسیر کبیر وغیرہ بھی بآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ سورہ فیل میں "حجارہ" کے معنی سنگریزہ اور "طیر" کے معنی چڑیا کے ہیں اور اصحاب فیل پر فی الواقع چڑیوں نے سنگباری کی تھی "طیر" کے معنی بلا اور "حجارہ" کے معنی بیماری کے نہیں ہیں جیسا کہ آجکل بعض لوگ جنکے دماغ میں مغربی متعفن ہوا سمارہی ہے قایل ہو رہے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ محال عقلی اور عادی کے ظہور

پذیر ہونے کے قابل ہی نہیں ہوتے اسی بناء پر بعض معجزات سے انکار اور بعض کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ محال عادی یا عقلی کے ظہور پذیر ہونیکا کبھی قائل نہ قائل ہونا قدرت باری سے انکار کرنا ہے قطع نظر اس سے معجزہ نام ہی اوس کا ہے کہ جس کے کرنے سے عامہ بشر عاجز ہوں اور اوس کو خدا کا ایک بندہ (نبی یا رسول) کر دکھائے اگر عام فیل میں ہمارے نبی آخرالزماں صلعم یا کوئی اور نبی موجود ہوتا تو ہم بے تکلف تحریر کر دیتے کہ یہ اوس کا معجزہ تھا لیکن اس امر کے مفقود ہونے سے ہم یہ تحریر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ارہاصات (علامات) نبوت جناب رسالت مآب صلعم سے تھا جسکو جناب باری نے سورہ فیل میں ذکر فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کو عبرت ہو کہ خانہ خدا کی ہتک حرمت سے ابرہہ پر یہ قہر الٰہی نازل ہوا تھا اور اگر اوس کے دین اور نبی کی ہتک حرمت کیجائیگی تو جو عذاب نازل ہو وہ کم ہے اوسی کی برکت سے خدائے علیم نے یہ غیبی مدد بھیجی تھی کیا اس واقعہ کی اعتراف نہ کرنے والوں کو اب بھی کوئی انکار کا مقام باقی ہے ؟ -

ہمارے اس دعوی کی شہادت صاحب تفسیر خازن ان الفاظ سے دے رہا ہے اور ہمارے خیال کی پوری پوری تائید کرتا ہے وہ تحریر کرتا ہے -

وفی قصة اصحاب الفیل دلالة	اور اصحاب فیل کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
عظیمة علی قدرة اللہ تعالیٰ	وعلم وحکمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ عقلاً
علمہ وحکمہ اذ یستحیل عند	محال ہے کہ دریا کی جانب سے چڑیاں
العقل ان طیرا تاتی من قبل	آئیں جو سنگریزہ لئے ہوئے ہوں اور
البحر تحمل حجارة ترمی بها ناسا	وہ مخصوص آدمیوں کو ماریں اور یہ بہت
مخصوصین وفیها الالة عظیمة	بڑی دلیل ہمارے نبی محمد صلعم کی شرافت
علی شرف محمد وذلک ان اللہ	کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے محض اوسکی

تعالیٰ انما فعل ذالک لنصرة من
ارتضاه وهو محمد الداعی الی
توحیده واهلاک من سخط
علیه ولیس ذالک لنصرة
قریش فانهم کانوا کفارا
لا کتاب لهم والحبشة لهم
کتاب فلا یخفی علی عاقل
ان المراد بذالک نصرة
محمد فکانه تعالیٰ قال انا الذی
فعلت ما فعلت باصحاب الفیل
تعظیما لک وتشریفا لقدومک
واذ قد نصرتک قبل
قدومک فکیف اترکک
بعد ظهورک ۔

مدد کے لئے کیا جس کو اوس نے برگزیدہ
کرلیا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلعم ہیں جو
اوس کے توحید کیطرف لوگونکو بلاتے ہیں
اور اوسکی ہلاکت کے بھی یہی سبب ہے
جس پر اللہ ناراض ہوا ہے اور اس میں قریش
کی مدد نہ تھی کیونکہ وہ اوسوقت کفار تھے
اونکے پاس کتاب نہ تھی اور حبشہ اہل کتاب تھے
پس ہر ذیشعور پر یہ امر مخفی نرہے گا کہ مقصود
اس سے نصرت جناب محمد صلعم تھی پس گویا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہی نے کیا جو کچھ
کہ کیا اصحاب فیل کے ساتھ تیرے تعظیم اور تیرے
تشریف آوری کی غرض سے اور جبکہ میں نے
تیرے آنے سے پہلے تیری مدد کی ہے تو اب
کیسے تیرے ظہور کے بعد تجھکو چھوڑ دونگا
یعنی مدد نہ کرونگا۔

واقعی اس واقعہ سے یہ چند امور ظہور میں آئے جو جناب رسالتمآب صلعم کی شرافت وعظمت پر دال ہیں۔ اول فیلوں کا مکہ کیجانب توجہ نہ کرنا اور وہ جب دوسرے ممالک کی طرف پھیرے جاتے تھے تو بے تکان دوڑتے تھے اور مکہ کی طرف بجائے چلنے کے بیٹھ جاتے تھے۔ دوسرے پرندوں کا دریا کی طرف سے آنا جو ظاہرا پرندوں کی سکونت کی جگہ نہیں ہے اور پھر بعد اس واقعہ کے وہ پرند نہ دکھلائی دئے تیسرے یہ کہ اون سنگریزوں کا معدن معلوم نہیں ہے۔ چوتھے اون سنگریزوں میں یہ تاثیر

قوی تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ جاں بر نہ ہوتا تھا۔

مورخین اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے دو امر تحریر کرتے ہیں ایک یہ کہ پہلے لشکر ابرہہ پر چڑیوں کا ایک جھنڈ آیا تھا جو اون پر سنگباری کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ اون کے اجسام پر چیچک کے سے دانہ نکل آئے تھے اور ابھی پچھلی صورت کا آجکل کے نئی روشنی کے مقلد مغربی تعلیم کے پابند اعتراف کرتے ہیں اور یہ امر اُنکی بے بصیرتی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ابرہہ کے لشکر پر سنگباری مقام مغمس میں ہوئی تھی اور چیچک کے دانے مقام حجر میں نکلے تھے۔ یہ دونوں واقعہ دو مختلف مقام پر واقع ہوئے تھے نہ کہ ایک مقام پر۔

البتہ تفسیر کشاف کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ان سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جسکے بدن پر وہ پڑتے تھے اُسکے بدن پر چیچک کے سے دانے پیدا ہو جاتے تھے اور وہی باعث ہلاکت ہوتے تھے چنانچہ اس روایت کی شہادت میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے "عن عکرمہ من اصابتہ جدرتہ" (عکرمہ سے مروی ہے کہ جس پر وہ سنگریزے پڑتے تھے وہ مجدور یعنی چیچک والا ہو جاتا تھا) لیکن اس شہادت سے بھی نئی روشنی والوں کا کام نہ چلا کیونکہ اس روایت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ حبشیوں کے بدن پر خود بخود چیچک کے دانے نکل آئے تھے بلکہ اس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ اُن سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جس پر پڑتے تھے وہ مجدور ہو جاتا تھا اور یہی قرا علی امنہ الفراء ہے علاوہ اسکے کل علماء تفسیر و تاریخ نے واقعہ فیل میں اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ اصحاب فیل پر چڑیوں کے ذریعہ سے سنگباری کی گئی تھی شعراء جاہلیت بھی اپنے اپنے قصائد میں اسکا ذکر کر رہے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے اگر اطالت کلام کا خیال ہمکو مجبور نہ کرتا تو ہم ضرور کل شعراء کے کلام فرداً فرداً اس موقع پر شہادتاً پیشکش کرتے اس وجہ سے کہ یہی عرب کی تاریخ کا اصل ماخذ ہے تاہم بغرض اثبات مدعا اسکا ت خصم صرف عبدالمطلب (جد رسولؐ) کے چند اشعار ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔ جو اس واقعہ میں موجود تھے۔

صرمت ومالك لا تصرم — میں منقطع تعلق ہوگیا اور تجھکو کیا ہوگیا ہے کہ تو منقطع نہیں ہوا
وراسك من كبر اشيم — اور سر تیرا پیری سے ابلق ہوگیا ہے
ويبدو لك الشيب بعد الشباب — اور ظاہر ہوگا تجھپر بوڑھاپا جوانی کے بعد
فمالك من خلته يزعم — پس تو عشق و دوستی سے کیا گمان رکھتا ہے
فدع عنك ذكر ليال الوصال — وصل کی راتوں کا ذکر ترک کردے
فانك من ذكر احلم — کیونکہ تو اوس کے ذکر سے زیادہ دانا ہے
وعد القوافي ذات الصواب — اور اُن اشعار کو پڑھو جو کہ سچے ہوں
بجيش اتاك به الاشرم — اور جسمیں اُس لشکر کا ذکر ہو جسکو اشرم (ابرہہ) لیکر آیا تھا
ارادوا به هدم بيت الاله — اُسکے ذریعہ سے خانۂ خدا کو گرانا چاہتا تھا
ليترك بنيانه يهدم — تاکہ ویران و خراب پڑا رہ جائے
فردهم الله عن هدمه — پس اللہ نے اُن کو گرانے سے روک دیا
واعيا هم الفيل لا يقدم — اور اُنکے ہاتھیوں کو ایسا تھکا دیا کہ آگے نہ بڑھ سکے
بطير ابابيل ترميهم — چڑیوں کی ایک جماعت سے جو اُنکو مار رہی تھیں
كان مناقيرها العندم — گویا کہ اُنکی چونچ دم الاخوین ہے

ہمکو بخوبی یاد ہے کہ ابو طالب نے بھی اپنے اُس قصیدہ میں اسکا تذکرہ کیا ہے جسکو اُنہوں نے بازار عکاظ میں پڑھا تھا جسوقت کفار مکہ نے جناب رسالتمآب صلعم کی ایذا رسانی کا باہم عہد و پیمان کرلیا تھا جس طرح آج کل بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس واقعہ کا صریحی انکار کردیا ہے اُس طرح عوام الناس بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ جن پرندوں نے اصحاب فیل پر سنگباری کی تھی وہی "ابابیل" ہیں۔ حالانکہ یہ آیہ کریمہ میں ابابیل کے معنی گروہ کے ہیں نہ کہ پرند مخصوص کے۔

سیف بن ذی یزن (مترجم، سیف بن ذی یزن یمن کا رہنے والا تھا۔ اسی سرزمین پر اسکے آباؤ اجداد حکومت کرتے تھے یہ عافر بن اسلم بن زید بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید کا لڑکا تھا۔ افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ ملوک حمیری کا (جسکے نسل سے سیف بن ذی یزن ہے) لوگ رعب سے نام تک نہ لے سکتے تھے اور ایک یہ زمانہ آگیا کہ اونکی پچھلی نسلیں تخت حکومت پر بیٹھنے کے عوض خاک مذلت پر آسن مارے بیٹھی ہیں عجیب کس مپرسی کی حالت ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور ہے۔ انیس ہے تو ذلت و رسوائی ہے مونس ہے تو بیکسی و بینوائی ہے ابرہہ اور اُسکے لشکر کے ہاتھوں یہ خاندان سلطنت برباد ہوگیا ہے کوئی نام لینے والا باقی نہیں رہا ہے ہاں سیف بن ذی یزن معلوم نہیں کس وجہ سے اسی سرزمین پر چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے باوجودیکہ نہایت خراب حال ہوگیا ہے لیکن اپنے آباؤ اجداد کے گرے پڑے کھنڈہروں کو چھوڑنا نہیں پسند کرتا اُسکے آباؤ اجداد اور خاندانی جاہ و جلال کے دیکھنے والے جو دو چار زندہ باقی رہ گئے ہیں وہ اسکو عبرت اور افسوس کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسکی بیکسی اور کس مپرسی دیکھکر اونکا دل بھر آتا ہے لیکن حبشیوں کے خوف سے کوئی اُسکی ہمدردی نہیں کرسکتا (انتہی کلام المترجم)

اگر سیف بن ذی یزن اسی مسکنت و مذلت میں رہنے پاتا تو بھی وہ یمن چھوڑکر کہیں نہ جاتا لیکن غضب یہ ہوا کہ ابرہہ نے اسکی بی بی ریحانہ کو جبراً گھر میں ڈال لیا اسی وجہ سے سیف ابن ذی یزن یمن سے نکل کر اولاً قیصر روم کے پاس گیا اور اس ماجرے کو بیان کرکے مدد طلب کی جب اُس نے اتحاد مذہبی کی وجہ سے مدد دینے سے انکار کیا تو کسرائے فارس کی خدمت میں حاضر ہونیکی غرض سے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس گیا اور اُس سے اپنی سرگذشت بیان کی نعمان بن منذر نہایت رحم دل خدا ترس تھا اُس نے فوراً اپنے دامان مرحمت سے اُسکے آنسو پونچھے اور اپنے ساتھ کسریٰ کے دربار میں لے گیا اور حبشیوں کے ظلم کی شکایت اور سیف بن ذی یزن کی ذلت و رسوائی کا حال عرض کرکے امداد کا خواستگار ہوا کسریٰ نے کہا یمن ہمارے ملک سے بہت دور دراز راستہ پر ہے قطع نظر اس سے عرب کی سرزمین میں سوائے بکریوں اور اونٹوں کے اور کیا ہے

ہمکو اس سے کچھ حاصل نہو گا۔ ہمکو یمن کی تسخیر کی ضرورت نہیں ہے کسریٰ نے یہ کہکر سیف بن ذی یزن کو ایک خلعت
اور ایک توڑا اشرفیوں کا دیا سیف بن ذی یزن نے دربار سے نکل کر اشرفیوں کے توڑے کو پھینکدیا
لوگوں نے اسکو لوٹ لیا کسریٰ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو دوسرے روز سیف بن ذی یزن کو بلا کر تعریضاً اسکا سبب
دریافت کیا اُسنے کمال ادب سے عرض کیا مجھکو ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے میرے ملک میں سونے
اور چاندی کے پہاڑ ہیں میں اس غرض سے نہیں آیا تھا بلکہ میرا مقصود یہ تھا کہ مجھکو آپ حبشیوں کے ظلم
سے بچالیں گے" کسریٰ نے یہ سنکر تھوڑی دیر سکوت کے بعد اعیان دولت سے مشورہ طلب کیا انھوں
نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ "جو قیدی واجب القتل قید خانہ میں ہیں وہ اس مہم پر روانہ کئے
جائیں اگر وہ مارے گئے تو شاہی حکم یہی تھا اور وہ کامیاب ہو گئے تو بے محنت و مشقت ایک
ملک ممالک محروسہ میں شامل ہو جائیگا۔" کسریٰ نے اس رائے کو پسند کیا اور دہرز دیلمی کو (جو ایک
شریف النسب امیر کبیر تھا) بسر گردہی آٹھ سو قیدیوں اور چار سو سپاہیوں کے یمن کی طرف روانہ کیا

مسعودی اور ہشام بن محمد و سہیلی کا یہ خیال ہے کہ سیف بن ذی یزن نے کسریٰ سے امداد کی
درخواست کی تھی اور کسریٰ نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے وعدہ کو وفا کرتا
قیصر روم کی لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ تا آنکہ سیف بن ذی یزن بہ انتظار امداد آنکھیں کھولے
ہوئے اس جہان سے راہی ہو گیا۔ جب معدی کرب نے ہاتھ پاؤں نکالے جوان ہوا تو اسکی ماں ریحانہ نے
ایک روز کل حالات بتلائے اسوقت معدی کرب اپنی ماں سے رخصت ہو کر فارس کو روانہ ہوا اور دربار کسریٰ
میں حاضر ہو کر اس امداد کا خواستگار ہوا جسکا وعدہ اسکے باپ سے کیا گیا تھا کسریٰ نے اشرفیاں دیں اُس نے
باہر نکل کر پھینکدیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

الغرض دہرز دیلمی معہ سیف بن ذی یزن کے جنگی جہازوں کا بیڑا ہمراہ لئے ہوئے ساحل پر پہونچا مسروق
کے نکبت کے ایام قریب آگئے تھے وہ آنے والے دن سے بیخبر قوت و ملک کے نشہ میں مست پڑا ہوا تھا۔

وہرز نے سیف سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ سیف نے جواب دیا یہ تلوار ہے اور میں ہوں تا اسکا قبضہ میرے ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ دونگا لڑائی کے میدان میں جو سب سے پہلے لڑنے کو جائیگا وہ میں ہونگا میرے قوم والے بھی تمہارا ساتھ دینگے"۔ وہرز دیلمی نے کہا "انصفت" بعد اسکے ایرانی فوجیں دوسرے روز خشکی پر اُتریں اور مرتب ہو کر آگے بڑھیں مسروق بن ابرہہ ایک لاکھ حبشیوں کو ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی مسروق نے ہر چند کوشش کی کہ لشکر مخالف کو منتشر کر کے ساحل تک راستہ صاف کر لے لیکن فارس کے تیر اندازوں کے تیر سے اُسکو کوئی چیز بچا نہ سکتی تھی اسکا لشکر جب ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا قصد کرتا تھا ایرانی تیر اندازوں کے حملوں سے دس دس قدم پیچھے ہٹ آتا تھا اثنائے جنگ میں وہرز نے سیف سے مسروق کو دریافت کیا سیف نے مسروق کو اشارہ سے بتلایا یہ اُسوقت ہاتھی پر سوار تھا اسکے بعد مسروق ہاتھی سے اُتر کر ایک خچر پر سوار ہوا وہرز دیلمی اُسکے اس فعل عبث سے بہت ہنسا اور تفاؤلاً کہہ اٹھا رکب بنت الحمار ذلّ و ذلّ ملکہ (سوار ہوا مسروق بنت الحمار پر یہ ذلیل ہوا اور اسکا ملک بھی ذلیل ہوا) پھر وہرز دیلمی نے ترکش سے تیر نکال کر کمان سے جوڑ کر ایسا نشانہ مارا کہ مسروق کا خود توڑ کر دماغ سے ہوتا ہوا نکل گیا مسروق زخم کھا کر زمین پر گرا اور لشکر حبشہ بھاگ نکلا چاروں طرف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا حبشیوں کو بھاگنے کو جگہ نہ ملتی تھی دس دس پندرہ حبشیوں کو ایک یمنی فارسی سپاہی گرفتار کر لیتا تھا اور بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالتا تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر یمن کی سرزمین حبشیوں سے ایسی پاک و صاف ہو گئی گویا وہ کبھی وہاں نہ تھے۔

وہرز دیلمی نے کسریٰ کو اس فتحیابی کی اطلاع دی اور حسب حکم کسریٰ سیف کو یمن کے تخت حکومت پر بٹھلایا اور اپنا ایک نائب یمن میں چھوڑ کر کسریٰ کی طرف واپس گیا۔

سیف بن ذی یزن اس خداداد کامیابی کے بعد یمن کی مستقل حکومت کرنے لگا اور مقررہ سالانہ خراج کسریٰ کو بھیجتا رہا عرب کے نامی نامی شعراء نے تہنیت کے قصائد لکھے امراء و عظمائے قریش اس سے ملنے کو آئے اور اس غیبی امداد

لہ عرب والے بنت الحمار بنظر استعارہ خچر کو کہتے ہیں

پر اس کو مبارکباد دی منجملہ انکے قریش کے نامی سردار عبد المطلب (جد رسول اللہ علیہ وسلم) بھی تھے سیف بن ذی یزن نے انکی سب سے زیادہ تعظیم کی اور اپنے برابر بٹھلایا اور کمال عزت سے انکو رخصت کیا۔ طبری لکھتا ہے کہ وہرز کے مرنیکے بعد کسریٰ نے یمن پر اسکے لڑکے مرزبان کو گورنر بنایا پھر جب مرزبان مرگیا تو اسکے پوتے خسر خسرو بن تیجان بن مرزبان کو مامور کیا بعد چندے کسیوجہ سے اسپر شاہی عتاب ہوا اور یہ قید کرکے دربار شاہی میں بھیجدیا اور بجائے اسکے باذان یمن کی گورنری پر متعین ہوا اور یہی تا زمانہ بعثت یمن کا گورنر رہا تا آنکہ آنحضرت (صلعم) مبعوث ہوئے۔ اور باذان مسلمان ہوگیا اور یمن میں اسلام کا شیوع ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کریں گے۔ ھذا آخر الخبر عن ملوك التابعته من اليمين ومن مات بعدهم من الفرس۔

ہر گاہ کہ ہمکو عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے حالات واخبار کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی لہذا ہم حسب قرار داد شرط کتاب اُنکے معاصرین ملوک عجم کے حالات احاطہ تحریر میں لائیں تاکہ اخبار عالم پورا ہوجائے اور اجمال عرب ہر طرح سے اور لوگوں سے ممتاز ہوجائے اور جو لوگ عرب کے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے معاصر تھے وہ نبط سریانی۔ اہل بابل پھر جرامقہ اہل موصل پھر قبط پھر بنو اسرائیل وفارس ویونان وروم تھے اب ہم انہیں سے ایک ایک کا تذکرہ اختصاراً پیش نظر کرتے ہیں واللہ ولی العون والتوفیق لارب وغیرہ ولا مامول الاخیرہ۔

ملوک بابل و موصل و نینوی اس سے پہلے یہ امر ظاہر کردیا گیا ہے کہ نوح ؑ کے بعد کنعان بن کوش بن حام تخت حکمرانی پر رونق افروز ہوا۔ بعد اسکے اسکا لڑکا نمرود بادشاہ ہوا اور یہ بدعت صابیہ کا مقلد تھا اور بنی سام خالص موحد تھے اور اُس توحید کے پابند تھے جو ان سے پہلے کلدانیوں میں رائج تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ کلدانین کے معنی "موحدین" کے ہیں۔ توریت میں نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے اور کنعان بن کوش کا کوئی تذکرہ نہیں ہے واللہ اعلم۔

ابن سعید کہتا ہے کہ عابر بن شالخ بن ارفخشد خروج کرکے طرف بلاد پر مستولی ہوگیا اور کوثا سے ارض جزیرہ وموصل کی طرف چلا آیا اور یہیں اُسنے ایک شہر مجدل نامی آباد کیا اور تاحین حیات مقیم رہا۔ بعد اسکے اسکا لڑکا

فالغ اسکا وارث و قائم مقام ہوا اور نمرود اور اسکے قوم پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بلبلۃ آیا بلبلہ ایک مشہور قصہ ہے اسکا ذکر توریت میں بھی آیا ہے لیکن اسکے معنی ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ کہنا کہ کل بنی آدم کی ایک زبان تھی وہ سب کے سب شب کو سوئے اور صبح جب اٹھے تو انکی زبانیں مختلف ہو گئیں بالکل خلاف قیاس اور عادتاً بعید ہے مگر یہ کہ اسکو معجزہ خوارق انبیاء سے شمار کریں اور سہو وقت یہ معجزہ میں داخل ہو جائیگا حالانکہ اسکی روایت کسی نے نہیں کی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس خرق عادت اور اختلاف السنہ (زبانوں) کا تقدیر الٰہی کا ایک نمونہ اور اسکی کبریائی کا کرشمہ تصور کریں اور سوائے اسکے بلبلہ کے اور کوئی معنی نہیں مفہوم ہو سکتے۔

ابن سعید کا یہ بیان ہے کہ سویان بن نبیط نے فالغ کو بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا لیکن اسنے نقض عہد کیا اور اس سے لڑا اور جب فالغ مر گیا اور اسکا لڑکا ملکان حکمران ہوا تو سویان نے ارض جزیرہ کو لے لیا اور بنی عابر (ملکان) کو ارض جزیرہ سے نکال باہر کر کے جزیرہ کی حکومت اپنے ہمشیرزادہ موصل بن جرموق کو دیدی ملکان سو اپنے اہل و عیال کے پہاڑ پر چلا گیا اور وہیں اسنے سکونت اختیار کر لی بعض کا یہ خیال ہے کہ خضر اسکی نسل سے ہیں اس واقعہ کے بعد موصل اپنے ماموں سویان بن نبیط سے باغی ہو کر بابل کا مستقل حاکم بن بیٹھا اسکے زمانہ سے ایک حکومت بنام نہاد جرامقہ علیحدہ قائم ہو گئی اور ملوک جرامقہ ملوک نبیط سے ممتاز ہو گئے۔

موصل کے بعد اسکا لڑکا اثور تخت حکومت پر بیٹھا بنی نبیط سے اکثر یہ لڑتا رہا اسکے بعد اثور بن اثور نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی بعد ازاں نینوی بن اثور بادشاہ ہوا اسنے موصل کے مقابلہ میں ایک شہر نینوے نام کا آباد کیا پھر اسکی اولاد سے سنجاریف بن اثور بن نینوی بن اثور حکمران ہوا اسنے شہر سنجار آباد کیا اور بنی اسرائیل سے لڑا اسکوان لوگوں نے بیت المقدس میں سولی پر چڑھایا بیہقی روایت کرتا ہے کہ سنجاریف کے قتل کے بعد اسکا بھائی ساطرون جزیرہ کا بادشاہ ہوا اسنے سنجار کے میدان میں نہر ثرثار کے کنارہ شہر خضر آباد کیا اسکے بعد ذان بن ساطرون تخت حکومت پر بیٹھا یہ صابیہ مذہب کہتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یونس بن متی اسکی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ یونس متی جرامقہ سے بنیامین اسرائیل کے سبط میں ذان بن ساطرون آپ پر ایمان لایا پھر اسکے بعد جب بخت نصر نے بابل پر حملہ کیا اسکو پھر دین صابیہ کی دعوت دی اور جزیرہ اور بابل

کی حکومت پر اُسکو برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ ازان نے بختنصر کی یہ دعوت قبول کر لی اور جزیرہ پر قابض رہا تا آنکہ ارتاق سپہ سالار فارس نے جزیرہ پر چڑھائی کی اور اسنے کامیابی کے بعد دین مجوسی قبول کر لینے کی شرط پر جزیرہ و بابل پر قابض رہنے دینے کا اقرار کیا اور بہمن شاہ فارس کو لکھ بھیجا بہمن نے ارتاق کو لکھا کہ "یہ شخص غیر قابل اعتماد ہے اور یہ ادیان کے ساتھ مذاق کرتا ہے اسوجہ سے اسکو زندہ رکھنا قرین مصلحت نہیں ہے" ارتاق نے بہمن کا یہ حکم پاتے ہی ازان کو قتل کر ڈالا تیرہ سو برس کے بعد جزیرہ جرامقہ کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور ملوک فارس اوپر قابض ہو گئے۔

اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ سنجاریف ملوک نینوی سے ہے اور وہ سب موصل بن آشوذ بن سام کے اولاد سے ہیں اس سے پہلے موصل میں انہیں میں سے قول تلفات بلناص وغیرہ بادشاہت کر چکے ہیں انہیں لوگوں نے اسباط عشرہ کے مشہور شہر شورون (جسکو سامرہ کہتے ہیں) لے لیا تھا اور اسباط کو شورون (سامرہ) سے نکال کر اطراف و اصفہان و خراسان کی طرح جلا وطن کر دیا اور اہل کوسہ (کوفہ) کو شمورون میں آباد کیا اللہ جل شانہ نے اسقدر درندہ حیوان پیدا کر دیئے کہ جسطرف نظر جاتی تھی دس پانچ آدمی زخمی و مردہ دکھائی دیتے تھے لوگوں نے اسکی شکایت سنجاریف کی اور اس سے یہ دریافت کیا کہ شورون کس ستارہ کے حصہ میں ہے تاکہ صابیہ کے طریقہ سے اُس ستارہ کی روحانیت آتاری جائے سنجاریف نے اس سے اعراض کر کے دو یہودی کاہنوں کو بھیجدیا۔ انھوں نے اہل شورون کو دین یہودیت کی تعلیم دی اور سنجاریف نے شورون پر مستولی ہونیکے بعد بیت المقدس پر چڑھائی کی اور کثرت لشکر پر مغرور کر بنی اسرائیل سے کہا تمہارا رب کہاں ہے جو تمکو میرے ہاتھوں سے بچا دے بنی اسرائیل کا بادشاہ یہ سنکر اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس سے دعا کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ اُسکی دعا سے سنجاریف کے لشکر پر ایسا وبال آیا اور وہ ایسی سماوی آفت میں گرفتار ہوا کہ صبح کو اُسکے ایک لاکھ پچاسی ہزار سپاہی مردہ پائے گئے بمجبوری سنجاریف نینوی سے واپس آیا اور اپنے لڑکوں کے ہاتھ مارا گیا جسوقت کہ وہ اپنے معبود (کوکب) کو سجدہ کر رہا تھا سنجاریف کے قتل کے بعد اسرحدون ابن سنجاریف نینوی کا بادشاہ ہوا۔ بعد ازاں بختنصر انپر غالب آیا جیسا کہ ہم آیندہ اسکے حالات میں بیان کریں گے۔

ملوک بابل نبط ہیں اور وہ نبط بن آشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں۔ مسعودی انکو

نبط بن ماش بن ارم کی طرف منسوب کرتا ہے یہ ارض بابل میں رہتے تھے ان میں سب پہلے شوریان بن نبط نے بادشاہت کی مسعودی کہتا ہے کہ اسکو فالغ نے بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا فالغ کے انتقال کے بعد اس نے بدعت صابیہ ظاہر کی اور اسی مذہب کا پابند ہوا بعدہ اسکا لڑکا کنعان ملقب بہ نمرود تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے اس مذہب کو خوب پھیلایا بعدہ اسکا لڑکا کوش بادشاہ ہوا جو ابراہیم علیہ السلام کا نمرود ہے اور جس نے آزر (پدر سیدنا ابراہیمؑ) کو طلب کرکے بیت الاصنام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا تھا کیونکہ ارغو بن فالغ بعد انتقال فالغ کوثا میں چلا آیا اور نماردہ کے ساتھ مذہب صابیہ اختیار کرلیا یہی مذہب اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل آزر ابن ناحور تک برابر چلا آیا پس ناحور بن کوش نے آزر کو بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا اور ابراہیمؑ پیدا ہوئے انکے حالات جو کچھ صحیح اور ثقات کے نقل کے موافق تھے انکو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

الغرض بابل میں نمارده (نمرودوں) کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بختنصر انھیں میں سے تھا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ جرامقہ (اہل نینوی) نے بابل پر فوج کشی کی چنانچہ سنجاریف اس پر مستولی ہوا اور اس نے اپنے امراء میں سے بختنصر کو اسکا گورنر بنایا۔ بعد چندے اہل بیت المقدس نے نقض عہد کیا تب بختنصر نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس میں معرکہ آرائی کی اور بعد محاصرہ و قتل و قید کے بنی اسرائیل کے بادشاہ کو قتل کرڈالا اور انکی مسجد کو ویران کردیا پھر جب بختنصر مرگیا تو اسکا لڑکا نشبت نصر بادشاہ ہوا بعدہ بنیصر حاکم ہوا اس سے اور ارتاق مرزبان کسری سے لڑائی ہوئی ارتاق نے اسکو مارڈالا اور بابل اور اطراف بابل کا حاکم بن بیٹھا۔ بعد اسکے نبیط اور جرامقہ دولت فارس کی رعیت میں شمار کئے جانے لگے اور دولت و حکومت نمارده کی بابل سے منقطع ہوگئی۔ ہکذا ذکرا بن سعید و نقلہ عن ظاہرا مؤرخ دولۃ الفرس (ایسا ہی ابن سعید نے ذکر کیا ہے اور اسکو نقل کیا ہے ظاہر

مورخ دولت فارس سے)

ابن سعید نے سریانیین اور نبیط کو ایک گروہ اور ایک ہی دولت قرار دیا ہے لیکن مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ دو دولتیں تھیں سریانیین کے نسبت وہ کہتا ہے کہ بعد طوفان دنیا میں سب سے پہلے سریانیین نے بادشاہت کی ایک صدی یا کسیقدر اور زیادہ زمانہ میں اُنکے نو بادشاہوں کے نام باسماء عجمیہ تحریر کیا ہے جسکو ہم بوجہ قلت وثوق وعدم اعتبار صحت نقل تحریر نہیں کیا چاہتے۔ ہاں شوشان کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اپنے سر پر تاج رکھا تھا اور یہی تاج کا موجد ہوا ہے اور چوتھے بادشاہ نے قلعے بنوائے شہر آباد کئے اسکے زمانہ میں ہند کا بادشاہ ارتبیل تھا اور اُس نے اکثر ملوک مغرب کی سلطنتیں چھین لیں اور اُن کی دولت وحکومت کا خاتمہ کر دیا۔ آٹھویں کا نام اروت بتلاتا ہے اور اپنے آخر کلام میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ موصل اور بابل کے حاکم تھے، ملوک یمن اسنے اکثر مغلوب اور کبھی غالب رہتے تھے۔ نویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ غیر مستقل تھا اُسکے مزاج میں تلوّن حد سے زیادہ پایا جاتا تھا اور اُسکے بھائی نے سلطنت تقسیم کر لی تھی غرضکہ وہ اسی طرح تحریر کرتا ہے کہ سب کے پہلے جس نے خمر (شراب) کھینچی وہ فلاں شخص تھا، جس نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا وہ فلاں شخص تھا، جو سب سے پہلے بادشاہ ہوا وہ فلاں تھا۔ الی غیر ذالک" حالانکہ ہمارے نزدیک یہ سب خلاف قیاس باتیں اور صحت سے منزلوں دور ہیں اصل بات یہ ہے چونکہ سریانیین اقدم الخلیقہ (خلقت میں سب سے مقدم) ہیں اسیوجہ سے کل قدیم چیزیں مثلاً لغت۔ سحر۔ خط وغیرہ اُنکے جانب منسوب کئے جاتے ہیں واللہ اعلم۔

نبط کی نسبت مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل سے تھا وہ لکھتا ہے کہ ان کا پہلا بادشاہ نمرود جبار تھا اور یہ ماش بن ارم بن سام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

اس نے بابل میں محل بنوایا تھا اور کوفہ کی نہر کھدوائی تھی اور دوسرے مقام پر اسی نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ دونوں نمرود ایک تھے یا کہ دو، پھر نمرود کے بعد چودہ سو برس کے اندر چھیالیس بادشاہوں کے نام باسماء عجمیہ تحریر کرتا ہے جنکو ہم بوجہ دقت و عدم صحت نقل نہیں کیا چاہتے۔ لیکن "المودی" میں نو صدی کے اندر بیس بادشاہوں کے نام تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ نویں صدی میں ملوک بابل اہل فارس سے لڑے تھے اور چودھویں صدی میں بیان کرتا ہے کہ اس صدی میں سنجاریف بادشاہ تھا یہی بنی اسرائیل سے لڑا تھا اور اُن کو بیت المقدس میں گھیر رکھا تھا اور اُن سے اس نے جزیہ لیا تھا اور اسکا سب سے پچھلا بادشاہ دارنیوش تھا جو دارا کے لقب سے مشہور تھا جسکو سکندر نے قتل کیا جبکہ اُس نے بابل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اُس نے اپنے سلسلہ کلام اور ملوک بابل کے بیان میں خلیل علیہ السلام کے نمرود کا کچھ ذکر نہیں کیا حالانکہ ان نمازدہ (نمرودوں) کی سکونت ارض بابل بتلاتا ہے۔ واللہ اعلم

طبری لکھتا ہے کہ نمرود بن کوش بن کنعان ابن حام ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے عہد میں تھا، پہلے عاد ارم کہا جاتا تھا جب وہ گروہ ہلاک ہو گیا تو ثمود ارم کہے جانے لگے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو نمرود ارم کے نام سے مشہور ہوے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو کل اولاد ارم کو ارمان کہنے لگے پس یہ سب نبط ہیں اور یہ موحد تھے اور بابل میں رہتے تھے تا آنکہ نمرود بادشاہ ہوا اور اُس نے اُنکو بت پرستی سکھلائی انتہی کلام الطبری

ہروشیوش مورخ روم لکھتا ہے کہ جس نے اہل بابل کو بت پرستی کی طرف مائل کیا وہ نمرود جسیم اور بابل مربعۃ الشکل آباد کیا گیا تھا۔ اس کا شہرپناہ اسی میل کا تھا دیواریں اُسکی دوسو گز بلند اور پچاس گز عریض اینٹ اور چونے سے بنائی گئی تھیں شہرپناہ کے سو دروازہ تھے جنمیں تانبے کے کواڑے لگے ہوے تھے اور اُسکے اوپر

محافظین کے رہنے کے لئے مقامات بنے ہوئے تھے، جنگی سپاہیوں کا فصیلوں اور دیواروں پر پہرا رہتا تھا شہر پناہ کے باہر خندق اور خندق کے بعد ایک عمیق نہر تھی اس شہر پناہ کو ملک جیرش (کسریٰ اول) بادشاہ فارس نے مسمار کیا جبکہ اسکو بابل پر قبضہ ملگیا تھا انتہی کلام ہروشیوش۔ ان لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود لقبی نام ہر بادشاہ بابل کا ہے اسوجہ سے کہ انساب مختلف ہیں کبھی سام کی طرف اور کبھی حام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

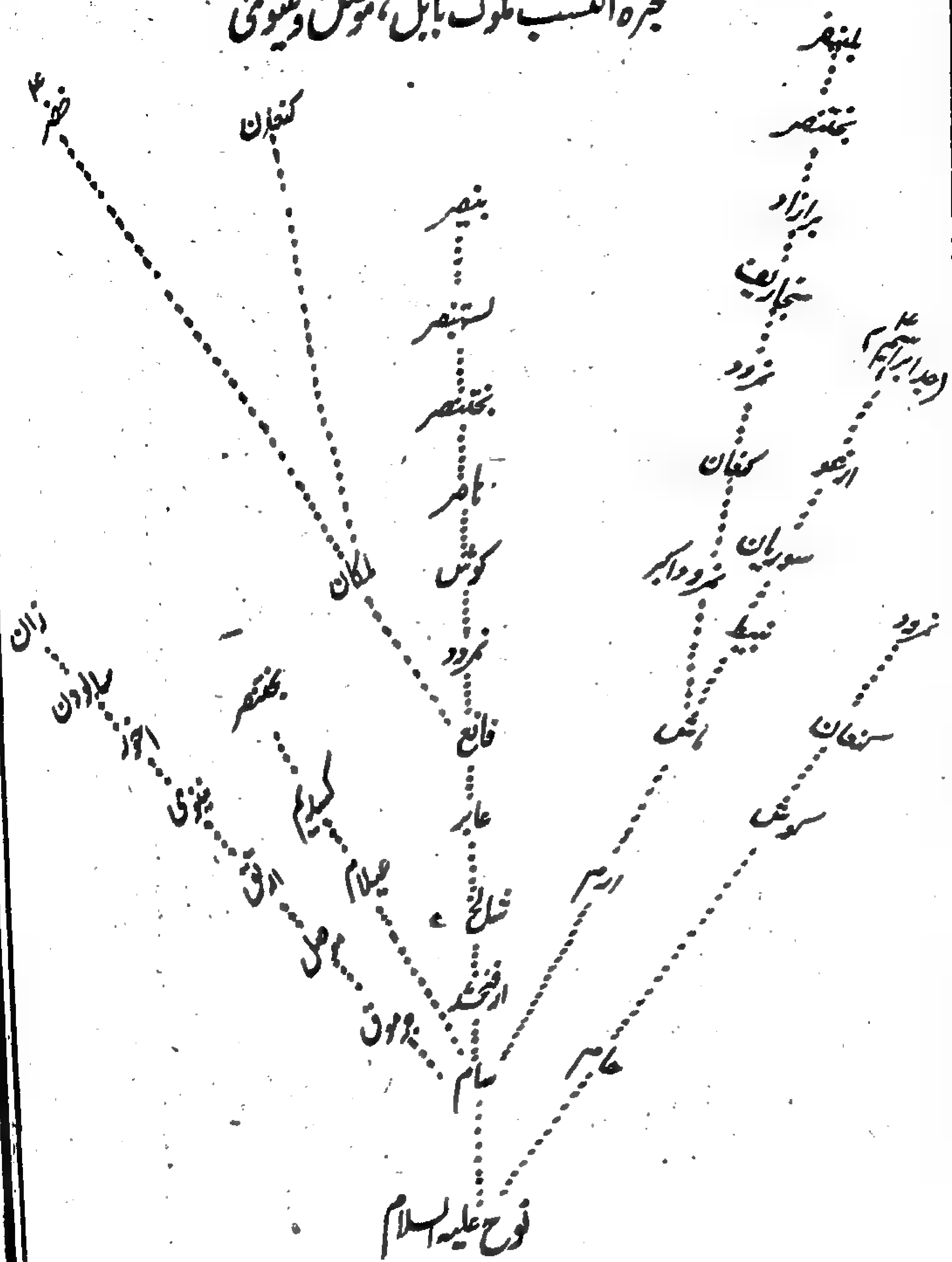
بعض مورخین یہ گمان کرتے ہیں کہ خلیل علیہ السلام کا نمرود۔ نمرود بن کنعان بن سنجاریف بن نمرود الاکبر تھا اور بخت نصر اُسکی اولاد سے ہے اور یہ برازاد بن سنجاریف بن نمرود ہے۔ شاہان کیانی (فارس والے) بابل پر چڑھ آئے تھے اور بخت نصر کو مغلوب کر دیا تھا لیکن پھر اُسکو بحال رکھا اور کسیقدر اُس سے خراج مقرر کر لیا تھا اور بنی ساسان سے کسریٰ اول نے شہر بابل کو ویران کیا ہے اور اسرائیلین اپنے انبیاء دانیال اور ارمیا کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بخت نصر کاسد بن حاور کی نسل سے ہے اور یہ ابراہیم الخلیل کا بھائی ہے بنو کاسد ملوک بابل سے شمار کئے جاتے ہیں اور اُنکو کسدانیین بھی کہتے ہیں انھیں میں سے بخت نصر بھی تھا، جو اکثر معمورات عالم پر قابض ہو گیا تھا، بنی اسرائیل کو مغلوب کر دیا تھا اور اُن کی حکومت چھین لی تھی، اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا اسکی حکومت مصر سے متجاوز ہو گئی تھی پینتالیس برس تک یہ سلطنت کرتا رہا بعدہ اس کا لڑکا اوبل مرود ابن بخت نصر تیئیس برس حکومت کی کرسی پر بیٹھا رہا بعد ازاں بلینصر ابن اوبل مرود تین برس تک حکمراں رہا اسی کے آخیر زمانہ میں دارا (شاہ فارس) اور اُس کے داماد کورش نے بابل پر چڑھائی کی اور اُسکا محاصرہ کر لیا، بعض اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر اور ملوک بابل، کسدیم کی

اولاد سے ہیں اور کسدیم عیلام بن سام (برادر اشعوذ) کی نسل سے ہے اور
شعوذ سے ملوک موصل ہیں انتہی الکلام فی ملوک الموصل و ملوک البابل و ہذا غایۃ
ما ادی الیہ البحث من اخبارہم و انسابہم۔

ملوک بابل و موصل کا مذہب ملوک بابل و موصل ستاروں کی
پرستش کرتے تھے اور اُس کی روحانیت کو بذریعہ طلسم اور سحر اُتارتے تھے
اسی طریقہ کا نام صابیہ ہے طلسمات اور سحر میں انکو بہت بڑا دخل تھا۔ ستاروں کے
حرکات اور آثار سے خوب ماہر تھے کبھی اس دعوی پر آیت "وما انزل علی الملکین"
بکسر اللام کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ ہاروت[1] و ماروت ملوک سریانیین سے تھے
اور یہی اول ملوک بابل ہیں اور بقرأت مشہور یہ دونوں (ہاروت ماروت)
فرشتہ تھے اس صورت میں اس فتنہ کا اختصاص ارض بابل کے ساتھ
اس امر کو بتلا رہا ہے کہ اہل بابل، سحر و طلسمات میں بہ نسبت باشندگان عالم کے
ید طولی رکھتے تھے اور منجملہ اُن دلائل کے جو اِنکے نجومیت اور ساحریت پر
پیش کئے جا سکتے ہیں یہ ہیں کہ ہم نے یہ علوم (نجوم و سحر) اہل مصر سے پایا ہے
اور اہل مصر اِنکے ہمسایہ تھے۔ ملوک مصر کو بھی اس فن کی طرف خاص توجہ تھی
جناب موسیٰ کے معارضہ کو ساحرین مجتمع کئے گئے تھے صعید مصر میں اب تک
زبان حال سے بقایا، آثار سحریہ اس دعویٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم

---

[1] ہاروت اور ماروت کے واقعہ میں اختلاف ہے بعضوں نے اُن کو فرشتہ لکھا ہے اور بعضے اُنکو
بابل کا بادشاہ کہتے ہیں۔



ملوک قبط یہ گروہ بھی قدیم الخلقت تسلیم کیا گیا ہے اور باعتبار حکومت کے اس کا زمانہ دراز گذرا ہے انھوں نے اپنی سکونت کے لئے مصر اور اطراف مصر کو

پسند کیا تھا یہ ابتدائے عالم سے وہیں رہے اور اسی مقام پر انکی دولت وحکومت رہی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی نے انکی چمک و دمک کو ماندہ کر کے ان کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

کبھی یہ اپنے معاصرین (عمالقہ۔ فرس۔ روم) سے مغلوب ہو جاتے تھے جبکہ یہ کمزور ہو جاتے تھے اور گاہے یہ اُن پر غالب آجاتے تھے اور اُنکو اپنے ممالک سے نکال دیتے تھے تا آنکہ مملکت اسلام نے دولت وحکومت اُنکے ہاتھ سے چھین لی کتب قدیمہ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مصر اپنے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے بعد چند زمانہ کے لغات متغیر ومختلف ہو جانے کی وجہ سے یہ اسم مجہول المعنی رہگیا۔

مشہور قول تو یہ ہے کہ یہ نسباً حام بن نوح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مگر مسعودی انکو بیصر بن حام کی نسل سے بتاتا ہے۔ حالانکہ توریت میں بیصر بن حام کا کچھ ذکر نہیں آیا ہے۔ البتہ مصرایم، کوش۔ کنعان اور قوط کا تذکرہ آیا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ قبطی۔ کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں۔ کیونکہ قبطی مصر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور مصر نبیط یا قبط بن نبیط کا لڑکا ہے اور نبیط۔ کوش بن کنعان بن حام کی اولاد سے ہے۔ ہروشیوش بیان کرتا ہے کہ قبطی قبط بن لائق بن مصر کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں اور اسرائیلین کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط ابن حام کے اخلاف سے ہیں اور بعضوں کے نزدیک یہ کفتوریم بن قبطقائین کی نسل سے ہیں اور قبطقائین کے معنی قبط کے ہیں۔

مسعودی کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بیصر بن حام۔ نمرود بن کنعان کی عہد حکومت میں ارض مصر کی حکومت وسرداری کے لئے منتخب کیا گیا تھا چنانچہ اسنے وہیں سکونت اختیار کی اور وقت انتقال ارض مصر کی حکومت کی وصیت اپنے لڑکے مصر کی حق میں کی۔ اس نے اپنے دائرہ حکومت کو اسوان میں عریش، ابلیہ

اور فرسیسہ تک بڑھا لیا۔ اسی کی طرف یہ سرزمین منسوب کی گئی اور مصر کے نام سے مشہور ہوئی اُسکے جہات اربعہ میں جانب جنوب نوبہ اور جانب شرق شام اور شمال میں بحر زقاق اور غرب میں برقہ و نیل ہیں۔ مصر نے بڑی عمر پائی تھی اس کے حالت حیات میں اسکے لڑکے جوان ہو گئے تھے اس نے ملک و حکومت کی وصیت اپنے بڑے لڑکے قبط کے حق میں کی قبط بن مصر بھی طویل العمر ہوا یہی ابوالاقباط (قبطیوں کا باپ) ہے اسکے بعد اشمون بن مصر بعد ازاں صاٹم بعد ازاں اتریب یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے بعد اتریب کے اور ملوک کے نام باسماء عجیبہ تحریر کئے ہیں جنکو ہم بوجہ عجیبت احاطہ تحریر میں نہیں لا سکتے اتریب کے بعد چھ کو ذکر کرکے تحریر کرتا ہے پس نبصر بن حام کی کثرت سے اولاد ہوئی اور اُسکی نسلیں متعدد شاخوں میں پھیل گئیں اور جب اُس پر عورتیں حکومت کرنے لگیں تو بادشاہ شام۔ عمالقہ سے ولید بن دومع نے اُن پر حملہ کیا اور اُنکی خود مختاری چھین کرکے اُنکو اپنا باجگذار اور مطیع بنا لیا۔

علامہ ابن سعید باستشہاد کتب مشارقہ تحریر کرتا ہے کہ مصر کے بعد اسکا لڑکا قبط بادشاہ ہوا اُسکے زمانہ حکومت میں شداد بن مداد بن شداد بن عاد نے ملک مصر پر فوجکشی کی اور تشیبی مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب قبط اثناء لڑائی میں مارا گیا تو اُسکا بھائی اتریب تخت حکومت پر بیٹھا اُس نے اپنی قوم کی گئی ہوئی قوت کو پھر مجتمع کیا اور باعانت بربر و سوڈان عرب کو مصر سے نکالکر شام کی طرف کر دیا۔ اتریب نے بہت اچھی حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں دو شہر آباد کئے ایک تو اپنے نام کا اور دوسرا شہر عین شمس، بعد اسکے بودشیر بن قبط مصر کا بادشاہ ہوا اسکی تحریک سے ہرمس مصری جبل القمر کی طرف گیا اور اُس نے بلاد الواحات وغیرہ آباد کئے۔ بعدہ عدم بن بودشیر ازاں بعد شدات بن عدیم پھر اُس کا لڑکا منددش

بن شدات اس نے شہر عین شمس کو از سر نو آباد کیا۔ اسکو سحر طلسمات میں بڑا توغل تھا پھر مقلادش بن مقناوش عبدالبقر مرقیس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب تحریر بادشاہ ہوئے مرقیس اس سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے اسکے زمانہ میں اشمون بن قبط اسکے چچا نے حملہ کرکے مصر کی عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور ایک شہر اشمون نامی آباد کیا بعدہٗ اشاد بن اشمون پھر صا بن قبط (یہ اشاد کا چچا تھا اس نے بھی ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا) ندراس (یہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے ہیکل زہرہ بنایا جسکو بخت نصر نے مسمار کیا) پھر مالیق بن ندراس تخت حکومت پر بیٹھے مالیق اس خاندان میں ایک ایسا بادشاہ ہوا جو صابیہ دین کو چھوڑ کر مُوحد ہو گیا بربر اور اندلس کی طرف بڑھا اور فرنج (فرانس) سے لڑا اسکے بعد اس کا لڑکا حربیا بن مالیق بادشاہ ہوا اس نے اپنی بدقسمتی سے صابیہ مذہب پھر اختیار کر لیا بلاد ہند اور وسودان و شام پر چڑھائی کی اسکے بعد کلکی بن حربیا حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ اسکو قبطی حلیم الملوک کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس نے ہیکل زحل بنایا یہ اپنے بھائی مالیا بن حربیا کو ولی عہد کرکے لہو ولعب میں مصروف ہو گیا اسکو اسکے لڑکے خرطیش نے حالت غفلت میں مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا یہ بہت بڑا سفاک و بیرحم و قاتل او ظالم تھا قبطی اسکو خلیل علیہ السلام کا فرعون کہتے ہیں اور اسکے نسبت انکا یہ خیال ہے کہ یہی اول الفراعنہ (فرعون کا اول) ہے جب اس نے اپنے اعزہ و اقارب پر دست درازی شروع کی تو اسکی لڑکی حوریا نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا اور خود قبطیوں کی بادشاہ بن بیٹھی ابراحس جو اسکے چچا اتریب کی اولاد سے تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا افریقیہ میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابراحس شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا پھر کنعانیوں کی امداد سے انکے سپہ سالار حیرون کو اپنے ہمراہ لیکر مصر پر چڑھائی کی جسوقت مصر کے قریب پہونچا

حوریا، جیرون کے پاس آئی جیرون اسکو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا حوریا نے کہا میں اس شرط سے تجھکو اپنی شوہریت کا اعزاز دے سکتی ہوں کہ تو ابراحس کو قتل کر ڈال اور اسکندریہ کو بنادے جیرون کے نرم دل پر اس کا عشق غالب آچکا تھا اور وہ اس پر مفتون ہوچکا تھا اس نے اسکی دونوں شرطیں قبول کرلیں اور دونوں کو تمام پہونچادیا لیکن حوریا نے جیرون کو بھی زہر دیدیا اور آپ بے غل وغش مستقل طور سے حکومت کرنے لگی، اس نے منارہ اسکندریہ بنوایا اور اپنے زمانہ حیات میں اپنے عمزادی ولیقیہ کو ولی عہد کیا۔ جب حوریہ کا انتقال ہوگیا اور ولیقیہ تخت حکومت پر بیٹھی تو اتریب کی اولاد سے ایمین نامی ایک شخص نکلا اور وہ ابراحس کے خون کا بدلا لینے کو مستعد ہوا اور اسی غرض سے عمالقہ کے بادشاہ ولید ابن دومع سے جاکر ملا اور اُس سے مدد چاہی، ولید ابن دومع ایمین کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا اور نہایت کم مدت میں اُس پر قبضہ کرلیا اسی کے زمانہ میں قبطیوں کے ہاتھ سے مصر کی حکومت جاتی رہی اور عمالقہ اُسپر قابض ہوگئے۔ ولید ابن دومع عیش وعشرت میں زیادہ منہمک رہتا تھا، طفیر اس کا وزیر کل کاروبار حکومت وانتظام کرتا تھا یہ عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور اس کی قائم مقامی یوسف صدیق نے کی اور وحی والہام کے ذریعہ سے قحط اور خزائن کا انتظام کیا۔ ولید ابن ذومع کے بعد وادم بن ریان بادشاہ ہوا اسکو قبط دیموص کہتے ہیں۔ یوسف نے اسکی وزارت کی تھی اسی کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا بعد انتقال یوسف صدیق اسکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہوگیا کج خلقی ظلم اور ہزارہا بدعتوں کا بانی ہوا آخر کار نیل میں ڈوب کر مرگیا بعد اس کے اس کا لڑکا معدانوس بن وارم تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے رُہبانیت کی بنا ڈالی۔ اسکے بعد اسکا لڑکا کاشم تخت نشین ہوا اُس نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اسی کے وقت سے بنی اسرائیل کا شمار ارذل میں ہونے لگا اُسکو اسکے دربان نے

مار ڈالا اور اسکی جگہ پر اسکے لڑکے لاطش کو تخت نشین کیا لاطش تخت حکومت پر بیٹھتے ہی لہو لعب میں مشغول ہو گیا۔ اراکین سلطنت نے اسکو تخت سے اُتار کر مذراس کی نسل سے ایک دوسرے شخص لہوب (لاہب) نامی کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بہت بڑا جابر تھا۔ قبط کا یہ خیال ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون ہے اور اہل اثر کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ ولید بن مصعب تھا اور یہ نجار تھا رفتہ رفتہ جاں نثاروں کے فوج میں شامل ہو گیا پھر ترقی کر کے وزارت تک پہونچا اور وزارت سے بادشاہت کے رتبہ پر پہونچ گیا لیکن یہ بعید از قیاس ہے جیسا کہ ہم کتاب الاول (مقدمہ تاریخ) میں لکھ آئے ہیں۔ مسعودی کہتا ہے کہ موسیٰ کا فرعون قبطیوں میں سے تھا بعد ہلاکی فرعون، قبطیوں پر ملوک شام کا خوف غالب ہوا اُنھوں نے دلوکہ نامی ایک عورت کو شاہی خاندان سے اپنا بادشاہ بنایا جس نے ارض مصر پر ایک دیوار کھینچی جو حایط العجوز کے نام سے مشہور ہے دلوکہ کے بعد مسعودی نے آٹھ بادشاہوں کے نام باسمار عجمی لکھے ہیں اور آٹھویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ فرعون الاعرج ہے اسکے سایہ اس میں بنی اسرائیل تھے جبکہ بخت نصر نے اُن پر حملہ کیا تھا۔ پس بخت نصر مصر میں داخل ہوا اور اُسکو قتل کر کے ہیاکل صابیہ کو منہدم کر کے آتشکدہ بنوایا۔

مسعودی کہتا ہے کہ ابن عبد الحکم روایت کرتا ہے کہ اس بڑھیا دلوکہ نے ترورہ نامی ساحرہ کو بلوایا اور اسکے ذریعہ سے وسط شہر منف میں ایک طلسمی مکان بنوایا جس میں حیوانات ناطق (انسان) اور راعجم (غیر ناطق) کی تصویریں بنائیں جو حادثات اِن تصویروں پر واقع ہوتے تھے وہ اثر بعینہٖ جو خارج طلسم انسان یا حیوان تھے اُن پر پڑتا تھا اس ذریعہ سے اہل مصر اپنے ہر مخالف کے شر و فساد سے محفوظ رہتے تھے اس نے بیس برس حکومت کی بعد اسکے درکون لطلوس نامی ایک لڑکے کا

تخت نشیں کیا گیا۔ اسکے بعد بہرویس بن درکون بطلوس پھر نقاس پھر نقراس بعدہٗ مرنیا بن مرینوس بعدہ آران استمارس بن مرنیا یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوے استمارس کے زمانہ میں سلطنت بہت ضعیف ہوگئی تھی اکثر مقامات میں بلوہ اور بغاوتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ خاص مصر میں چند سپاہیوں نے بہ سازش بعض امراء بلوہ کیا اور استمارس کو قتل کرکے بلوطیس بن مناکیل کو تخت نشین کیا اس نے چالیس برس حکومت کی اسکے بعد مالوس بن بلوطیس بعدہ اسکا بھائی بمناکیل بعدہ برکت بن مناکیل یکے بعد دیگرے تخت حکومت کے مالک رہے برکت بن مناکیل نے ایکسو بیس برس سلطنت کی اسی کو فرعون الاعرج کہتے ہیں اسی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اہل قدس کو اپنا تختۂ مشق بنایا تھا جیساکہ ان کا ابتدائی زمانہ باعتبار اس وعدل کے قابل تعریف تھا ویسا ہی آخری زمانہ ظلم وتعدی کے لحاظ سے لائق نفریں ہے۔ ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ اسکے بعد مرنیوس بن برکت تخت حکومت پر بیٹھا بعدہٗ فرقون بن مرنیوس بادشاہ ہوا اور اس نے ساٹھ برس حکومت کی۔ اسکے بعد نقاس بن مرنیوس بادشاہ ہوا۔ نقاس کے زمانہ میں دلوکہ کا وہ طلسمی مکان جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے قریب منہدم ہونے کے ہوگیا کیونکہ دلوکہ کے بعد پھر کسی شخص میں ایسی صلاحیت اور قابلیت باقی نہ رہی جو اسکو وقتاً فوقتاً درست کرتا جاتا۔ نقاس کے بعد قومس بن نقاس بادشاہ ہوا اور ایک مدت تک حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے۔ بنی اسرائیل بیت المقدس سے بھاگ کر قومس کے پاس چلے آئے، قومس نے انکو پناہ دی۔ بخت نصر نے قومس کو اس سے منع کیا لیکن جب قومس نے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا تو بخت نصر مصر کی طرف بڑھا اور پہلے ہی حملہ میں قومس کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا، مصر کو لوٹ لیا چالیس برس تک

مصر ویران پڑا رہا۔ بعدہ ارمیا نے مصر میں سکونت اختیار کی اور اہل مصر پھر آباد کئے گئے، بعدازاں سلاطین فارس و روم تمام دنیا پر غالب آئے اور پھر روم اور اہل مصر میں لڑائیاں ہوئیں' اہل مصر نے خراج دینا منظور کیا اور فارس و روم نے ملک مصر کو تقسیم کرلیا۔ ایک زمانہ دراز تک تو اہل فارس و روم مصر پر حکومت کرتے رہے تاآنکہ اسکندر یونانی کا مصر پر قبضہ ہوا اس نے اسکندریہ اور آثار قدیمہ کو از سر نو بنوایا بعدازاں قیاصرہ روم۔ مصر و شام پر غالب آئے اور مصر کی حکومت اپنی طرف سے قبط کو دی یہانتک کہ اسلام کا پھریرہ کامیابی کی ہوائیں اُڑتا نظر آیا۔ ان دنوں اسکندریہ اور مصر میں قبطیوں کا آخری فرمانروا مقوقس حکومت کررہا تھا اس کا نام بروایت سہیلی جُریج بن مینا تھا۔ جیسا کہ سہیلی نے نقل کیا ہے، جناب رسالتماب صلعم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو نامہ مبارک دیکر اسکے پاس روانہ فرمایا تھا پس یہ اسلام قبول کرنے پر مائل ہوگیا اور رسول مقبول صلعم کی خدمت میں چند چیزیں ہدیتاً روانہ کیں جنکو اہل سیر نے ذکر کیا ہے منجملہ اُنکے ایک خچر تھا جس پر رسول مقبول صلعم اکثر سوار ہوا کرتے تھے جسکا نام دُلدُل رکھا گیا تھا اور ایک گدھا تھا جو یعفور کے نام سے مشہور تھا اور ماریہ قبطیہ والدہ جناب ابراہیم ابن رسول مقبول صلعم اور انکی والدہ اور ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جناب رسول مقبول صلعم نے شیریں کو حسان بن ثابت کو مرحمت فرمایا، اور چند پیالہ شیشے کے تھے جو اکثر رسول مقبول صلعم کے استعمال میں رہتے تھے اور شہد مصری جو عسل الطیب کے نام سے مشہور ہے بھیجا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل روم کو جب مقوقس کے ان ہدایا کی اطلاع ہوئی تو اُس نے مقوقس کو متہم بالاسلام کرکے ریاست مصر سے معزول کردیا۔

مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فتحتم مصر او انکم مستفتحون مصر فاستوصوا ابا

باھلیھا خیرا فان لھم ذمۃ ورحما وصھرا (بیشک رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے
کہ جب تم مصر کو فتح کرنا اور بیشک تم مصر کو فتح کروگے پس مصر کے ساتھ نیکی کرنا
کیونکہ انکو ذمہ اور رحم ہے یا صہر (دامادی) ہے۔ علامہ ابن اسحٰق زہری سے
روایت کرتا ہے کہ میں نے زہری سے کہا کہ "ما الرحم للتی ذکر" (وہ کونسا رحم ہے
جسکا ذکر کیا گیا) زہری نے جواب دیا کہ جنابہ ہاجرہ مادر اسمعیلؑ انھیں میں سے تھیں
اور بعض رواۃ حدیث صہر کی تقریر کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم ابن رسول اللہ
صلعم اُنھیں میں تھیں جنکو مقوقس نے جناب رسول مقبول صلعم کو ہدیۃً بھیجا تھا۔
طبری کہتا ہے کہ عمرو ابن العاصؓ نے جسوقت مصر پر قبضہ کیا تو لوگوں نے
جناب رسول صلعم کی وصیت سے اُنکو آگاہ کیا عمرو ابن العاصؓ نے کہا یہ ایسا نسب ہے
کہ جسکے حق کی نگہداشت سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ یہ نسب بعید ہے
اور اہل مصر نے عمرو ابن العاصؓ سے بیان کیا کہ ہاجرہ لونڈی تھیں بلکہ خاندان
سلطنت سے تھیں وہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیوی تھیں
ہم سے اور اہل عین شمس سے لڑائیاں ہوئیں، اہل عین شمس ہم پر غالب آئے
اُنکے بادشاہ نے ہمارے شاہی محل کو لوٹ لیا بادشاہ کو قتل کرڈالا اور اُنکی عورتوں
اور بچوں کو گرفتار کرلیا اُنھیں عورتوں میں ہاجرہ بھی تھیں جو ابراہیم تمہارے باپ کو دیگئیں
الغرض جسوقت مصر و اسکندریہ کی فتح اتمام کو پہونچی اور قیصر روم نے
قسطنطنیہ میں جاکر جان چھپائی اور بقیہ قبط اُس شرائط صلح پر راضی ہوگئے جسکو
عمرو ابن العاصؓ نے طے کیا تھا اور اس جزیہ کا دینا قبول کرلیا جو اُنپر قایم کیا گیا تھا
اسیوجہ سے مقوقس اپنی قوم کی سرداری پر بحال و قایم رکھا گیا وہ اپنے ہر کام میں
اسلامیوں سے مشورہ کرتا تھا کبھی وہ اسکندریہ میں رہتا تھا اور گاہے منف
(اعمال مصر) میں جاکر مقیم ہوتا تھا عمرو ابن العاصؓ نے مقام فسطاط پر اپنا خیمہ نصب کروایا تھا

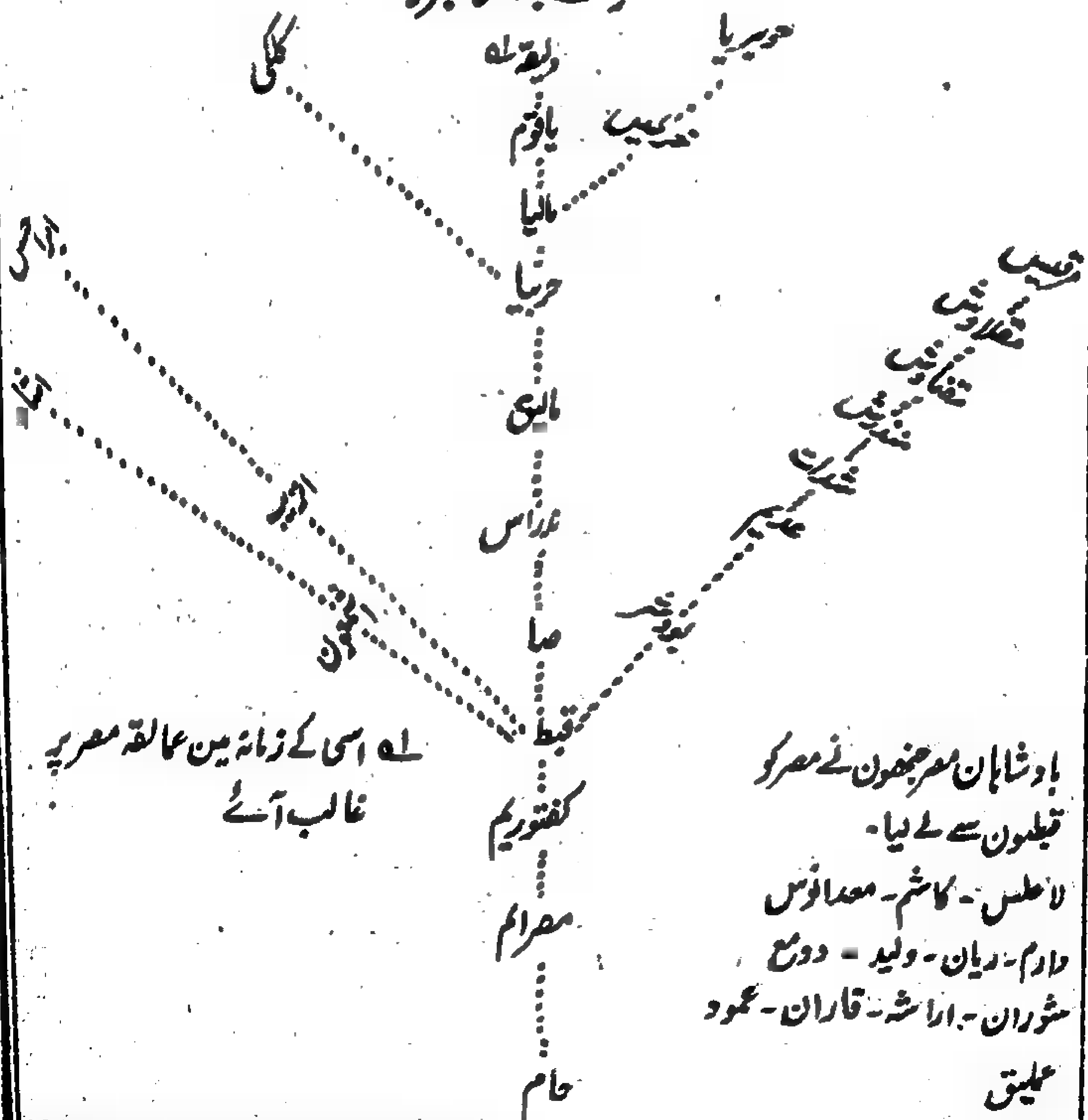
اور اسی مقام سے مصر کا محاصرہ کیا تھا مسلمانوں نے اسی مقام پر سکونت اختیار کرلی اور اس شہر کو چھوڑ دیا جہاں مقوقس رہتا تھا تاآنکہ وہ شہر ویران و خراب ہوگیا اس شہر کے ویران ہونے اور مقوقس کے مرنے سے قبطیوں کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور اُنکی پچھلی نسلیں اب تک باقی ہیں جنکو اہل دول اسلامیہ اپنے مالی و انتظامی محکموں میں ملازم رکھتے ہیں اور بعض اُن میں سے اسلام قبول کرلیتے ہیں سلطان وقت کے نزدیک اُنکی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑا رتبہ مصر میں مرتبہ وزارت ہے انکے عوام الناس اُسی عیسائی مذہب پر ہیں جس پر کہ پہلے تھے اور اکثر انکی قوم اطراف صعید اور اعمال مصر میں حرفت و صناعت کرتے ہیں۔ واللہ غالب علی امرہ۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ کی روایت باستشہاد شیوخ مصر اس امر کو ظاہر کررہی ہے کہ شہر عین شمس ہیکل شمس تھا اس میں بنائیں اور ستونین اور لہو لعب کی چیزیں اس کثرت سے تھیں کہ کسی اور قدیم شہر میں نہیں ہیں شہر منف ہمیشہ ملوک و سلاطین مصر کا دارالسلطنت رہا فراعنہ مصر کے پہلے کے ملوک بھی وہیں رہتے تھے اور بعد فراعنہ مصر بھی اُسی شہر کو شاہان عظام کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز حاصل رہا تاآنکہ بخت نصر نے اُسکو ویران و سمار کیا جیسا کہ قومس بن نقاس کے عہد حکومت کے ضمن میں ہم تحریر کرچکے ہیں۔ فرعون مدینہ منف میں رہتا تھا اس شہر کے شہر پناہ کے تیس دروازے تھے اس کا شہر پناہ لوہے کا تھا اس میں چار نہریں تھیں جو فرعون کے تخت کے نیچے سے جاری تھیں۔ ابوالقاسم بن خرداذبہ کتاب المسالک والممالک میں تحریر کرتا ہے کہ شہر منف کا طول بارہ میل کا تھا مصر کا خراج اٹھارہ کرور دینار فرعونی تھا دینار فرعونی تین مثقال کا ہوتا ہے اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا۔

مصر کو مصر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی شہر میں مصر بن بیصر بن حام نے سکونت اختیار کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھا جناب نوحؑ نے

اسکے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی، اللہ جل شانہ نے ان کی دعا مقبول کرلی اور برکت مرحمت فرمائی۔ مصر کی حد طولاً برقہ سے ایلہ تک اور عرضاً اسوان سے رشید تک ہے، پہلے اسکے کل باشندے صابیہ مذہب رکھتے تھے بعدازاں قیاصرہ روم نے اسپر قبضہ کرلیا قسطنطین نے انکو عیسائیت کی طرف مائل کرلیا پس انھوں نے اپنے ہمسایہ جلالقہ، صقالبہ برجان، روس، قبط، حبشہ اور نوبہ کو عیسائیت کی تعلیم دی پھر جب پاک مذہب اسلام کا آفتاب مطلع دنیا میں نکلا تو اسنے انکو اپنے نور ایمان سے منور کرکے اسلام کی راہ راست دکھلائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

ملوک قبط کا شجرہ



بنی اسرائیل اس سے پہلے ہم جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں کہ یعقوبؑ بن اسحاقؑ مع اپنے اسباط کے مصر میں سکونت پذیر ہوے تھے۔ توریت میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے انکو اسرائیل کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ ایل کے معنی عبد کے ہیں اور اسر اللہ جل شانہ کے اسماء صفاتی سے ہے چونکہ زبان عجم میں مضاف ہمیشہ متاخر ہوتا ہے اسوجہ سے ایل آخر کلمہ ہوا اور مضاف الیہ مقدم ہوا یعقوبؑ کا انتقال ایکسو ستاسی برس کی عمر میں مصر میں ہوا اور یوسفؑ نے حسب وصیت آپ کے باجازت فرعون فلسطین میں آپکے آبائی مقبرہ میں لاکر دفن کیا بعد فراغ تجہیز و تدفین یوسفؑ مصر میں پھر واپس چلے آئے اور وہیں مقیم رہے تاآنکہ ایکسو بیس برس کی عمر میں آپ نے انتقال کیا اور مصر میں دفن کئے گئے۔ آپ نے وقت انتقال وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے ارض موعود (یعنے بیت المقدس) کی طرف نکلکر روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ آپکا تابوت بھی لے لیں یوسفؑ کے انتقال کے بعد اسباط نے مصر میں سکونت اختیار کی تھوڑے دنوں میں انکی نسل ترقی اسقدر ہوئی کہ قبطی انکو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ توریت میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ فراعنہ مصر سے بعد یوسفؑ کے تخت نشین ہوا اور وہ بنی اسرائیل کی قدر و منزلت سے ناواقف تھا وہ نہ ان کو پہچانتا تھا اور نہ انکے آبا و اجداد سے آگاہ تھا اُس نے انکا خون مباح کر دیا اور ان سے خدمت کا کام لینے لگا اسکے بعد کاہنوں نے یہ ظاہر کیا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک نبی ہونے والا ہے جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا علی ہذا اسی طرح اور جو کچھ اس واقعہ کے متعلق انکو معلوم تھا اُس نے بتایا۔ فرعون مصر نے بنی اسرائیل کی قطع نسل کا بیڑہ اٹھالیا اُنکے مردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا۔ لڑکوں کو قتل کرنے لگا۔ اسی حالت پر ایک زمانہ گذر گیا تاآنکہ

موسی علیہ السلام پیدا ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام موسی، عمران ابن قاہث بن لاوے بن یعقوب کے لڑکے تھے انکی ماں کا نام یوحاند تھا لاوے کی لڑکی اور عمران کی پھوپھی تھیں۔ قاہث بن لاوے جناب یعقوبؑ کے ہمراہ مصر میں آئے تھے اور عمران صلب قاہث سے مصر میں پیدا ہوئے، عمران کی تہتر برس کی عمر میں ہارون اور اسی برس کی عمر میں موسیٰ پیدا ہوئے یوحاند (مادر موسیٰ) نے بالہام الہی موسی کو ایک صندوق میں رکھکر دریا[1] میں بہا دیا۔ ہمشیرہ موسی دور سے کھڑی ہوکر دیکھنے لگیں اتفاق یہ کہ فرعون کی بیوی معہ اپنے خواصوں کے دریا کی طرف آئی تھی، اُس نے اس صندوق کو دریا سے نکلوایا جب صندوق کھولا گیا تو موسیٰ کی صورت دکھائی دی، اس کو آپ کی صورت دیکھکر رحم آگیا۔ آپکی رضاعت کی اسکو فکر ہوئی ہمشیرہ[2] موسی نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ایک دودھ پلائی لادوں فرعون کی بیوی نے یہ منظور کرلیا

---

[1] طبری لکھتا ہے کہ مادر موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین روز دودھ پلاکر چوتھے روز صندوق میں رکھکر دریا میں ڈالا تھا اور مفسرین وعلماء اخبار لکھتے ہیں کہ تین مہینہ تک دودھ پلاکر چوتھے مہینہ میں موسیٰ کو اچھے کپڑے پہناکر صندوق میں رکھکر دریا میں بہادیا تھا اور صندوق پر چڑا منڈھا ہوا تھا صندوق کا بنانوالا حربیل نامی ایک شخص فرعون کی قوم سے تھا مگر باایمان تھا۔

[2] اس قصہ کو ابن مورخین نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہی کلام مجید کے نص صریح سے مطابقت رکھتا ہے کہ جب تابوت موسیٰ کو آسیہ زوجہ فرعون یا فرعون کی لڑکی نے دریا سے نکلوایا اور فرعون سے بالتجا موسیٰ کو لے لیا تب اُسکو انکی رضاعت کی فکر ہوئی۔ جو دودھ پلائی آتی تھی اُسکا دودھ موسیٰ علیہ السلام نہ پیتے تھے تاآنکہ دوپہر کا وقت آگیا آسیہ یا فرعون کی لڑکی کو اس امر کا خیال گذرا کہ شدت گرسنگی سے موسیٰ کا انتقال نہوجائے اسوجہ سے وہ بہت پریشان ہوئی جب موسیٰ کی بہن کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تب اُنھوں نے لونڈیوں سے کہا ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون" کیا تمھیں ایسے اہل بیت کو بتلاؤں جو اسکی کفالت

موسیٰ کی بہن گئیں اور اپنی ماں کو بلا لائیں۔ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو ان کی ماں کے حوالے کے سپرد کر دیا جب ایام رضاعت ہو گئے اور موسیٰ فرعون کی بیوی کے پاس لائے گئے اس نے انکا نام[1] موسیٰ رکھا اور خود انکی پرورش کرنے لگی موسیٰ نے چونکہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہ بات عام طور سے مشہور تھی کہ فرعون کی بی بی آسیہ یا اُسکی لڑکی نے آپ کو گود لیا ہے اسوجہ سے اہل مصر آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں آپکا بہت بڑا رعب وداب تھا اور اسی خیال سے قبطی آپکے ماموں ہوتے ہیں

موسیٰ نے جوان ہونے کے بعد ایک[2] روز دیکھا کہ ایک عبرانی (بنی اسرائیل) کو ایک قبطی مار رہا ہے آپ نے مصری کو اس فعل سے روکا مگر اُس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا موسیٰ کو غصہ آگیا اور آپ نے ایک ایسا طمانچہ اُسکو مارا کہ مر گیا دوسرے روز پھر

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۸۔ منظور کرلے اور وہ اسکی نصیحت بھی کرینگے" لونڈیوں نے یہ سنکر فرعون کی بیوی سے کہا اُسنے اپنے ملازمین کو ہمشیرۂ موسیٰ کے ساتھ کر دیا اور وہ لوگ مادر موسیٰ کو بلا لائیں۔ موسیٰ نے اپنی ماں کا دودھ پاکر پینا شروع کر دیا۔　[1] موسیٰ کو عبرانی زبان میں موشا کہتے ہیں اسکے معنی آب ودرخت کے ہیں چونکہ موسیٰ پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اسوجہ سے انکا نام موشا رکھا گیا اور تازی زبان میں موسیٰ کہنے لگے۔

[2] اس واقعہ سے پہلے جسوقت موسیٰ بچے تھے یہ حکایت کیجاتی ہے کہ ایکروز فرعون اپنے محلسرا میں آیا آسیہ نے انکو فرعون کی گود میں دیدیا اور یہ کہا کہ یہ تیرا لڑکا ہے فرعون نے کہا مجھکو کچھ اس سے سروکار نہیں ہے میں مصری ہوں یہ عبرانی لڑکا ہے" آسیہ اور فرعون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ کر ایک چپت رسید کی فرعون اس حرکت سے برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بنی اسرائیل کا لڑکا ہے میں اسکو ڈھونڈ رہا تھا میں اسکو ضرور مار ڈالونگا۔ آسیہ نے کہا کہ اسنے یہ حرکت نادانی سے کی ہے دانستہ یہ فعل اس نے نہیں کیا اگر اگر دانستگی سے اس فعل کا مرتکب ہوتا تو البتہ موجب عقوبت تھا فرعون نے اس خیال کی تردید کی تب آسیہ نے آزمائش کی غرض سے دو طشت ایک یاقوت سرخ کا اور دوسرا آگ کا منگوا کر موسیٰ کے روبرو رکھدیا موسیٰ نے بحکم الٰہی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا فرعون کو اس سے یقین ہو گیا کہ موسیٰ نے دانستگی میں یہ حرکت نہیں کی اور اس خیال کے پیدا ہو جانیسے وہ اسکی ایذا سے محفوظ رہ گئے۔

ایسا ہی واقعہ پیش آیا، مگر یہ کہ اس واقعہ میں دونوں بنی اسرائیل تھے موسیٰؑ نے شخص غالب کو زجر و توبیخ سے منع کرنا چاہا اُس نے کہا "اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس" (کیا تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھکو قتل کر ڈالے گا جیسا کہ کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا[۵۱]) موسیٰؑ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور اسکی خبر فرعون تک پہونچ گئی اُس نے آپ کی گرفتاری کا حکم نافذ کیا موسیٰؑ اس واقعہ سے مطلع ہو کر ارض مدین[۵۲] کی طرف نکل کھڑے ہوئے اسوقت آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ مدین کے قریب پہونچکر ایک چشمہ پر دو لڑکیوں کو دیکھا اور انکے مویشیوں کو پانی پلا دیا وہ دونوں لڑکیوں نے اپنے باپ کو اس سے مطلع کیا انکے باپ نے ان میں سے ایک کا نکاح موسیٰؑ کے ساتھ کر دیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اکثر مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ وہ شعیب بن نوفل

[۵۱] یہ دونوں واقعہ موسیٰؑ کی چالیس برس کی عمر میں واقع ہوئے ہیں اور اس سے پہلے جب آپ بیس برس کے ہوئے تو فرعون نے آپکی شادی کر دی تھی اس بیوی سے موسیٰؑ کے دو لڑکے جرشون اور ملیعا پیدا ہوئے اور چالیسویں برس کی عمر میں یہ دونوں واقعے اسی طرح واقع ہوئے کہ ایک روز خلاف معمول موسیٰؑ فرعون سے جدا ہو کر دوپہر کے وقت شہر منف میں وارد ہوئے منف مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا اُسوقت ایک قبطی ایک بنی اسرائیل کو مار رہا تھا موسیٰؑ نے قبطی کو اس حرکت سے روکا لیکن جب اُسنے آپ کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے اُسکے سینہ پر ایک تھپکی دی دی اتفاق سے اُسکا اثر اس کے قلب پر پہونچا اور وہ مر گیا فرعون کو جب قبطی کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے قاتل کی تفتیش کا حکم دیا۔ موسیٰؑ نے خوف و بیم میں یہ رات گذرائی اور وہیں رہ گئے مصر میں نہ آئے اتفاق سے دوسرے روز پھر ایسا ہی قصہ پیش آیا کہ اُسی بنی اسرائیل کو دوسرا قبطی مار رہا تھا آپ نے قبطی کو روکا قبطی نے کہا تو بڑا جابر معلوم ہوتا ہے کل تو ایک کو مار چکا ہے آج تو نے میرے مارنے کا ارادہ کیا ہے موسیٰؑ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور اُس نے فرعون کو جا کر کل واقعہ سے مطلع کر دیا۔

[۵۲] اہل مدین۔ مدیان ابن ابراہیم کی اولاد سے تھے۔

بن عیفا بن مدین علیہ السلام نبی تھے اور طبری کہتا ہے کہ جس نے موسیٰؑ کا عقد اپنی لڑکی سے کیا تھا وہ رعویل (جو مدین کے عالموں سے تھے) ہیں انکا نام بیتر تھا اور حسن بصری کا یہ بیان ہے کہ شعیب نبی مدین کے سردار تھے۔

القصہ موسیٰؑ نے اپنے خسر شعیبؑ کے پاس قیام کیا اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو تا آنکہ اسی برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپکے بھائی ہارون پر نزول وحی تراسی برس کی عمر میں ہوئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آنکو فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو مملکت قبط وجور فراعنہ سے نکالکر ارض مقدسہ کی طرف لیجائیں جس کے دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ سے کیا تھا۔ چنانچہ موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کو دین حق کی دعوت دی وہ لوگ ایمان لائے اور انکی اتباع کی پھر فرعون سے بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کو کہا موسیٰؑ نے معجزہ عصا کا دکھایا اُس نے اسکو جھٹلایا ساحروں کو جمع کیا پھر سب ساحر موسیٰؑ پر ایمان لائے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے۔

(مترجم) تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جسوقت موسیٰ ارض مدین میں پہونچے اور ایک چشمہ پر بیٹھ گئے دیکھا کہ لوگ گروہ کے گروہ آتے ہیں اور اپنے مویشیونکو پانی پلاکر چلے جاتے ہیں باسوا انکے دو عورتیں کچھ فاصلہ پر کھڑی تھیں اور اپنے مویشیوں کو روک رہی ہیں موسیٰؑ نے انسے اسکی وجہ دریافت فرمائی اُنھوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلاکر نہ چلے جائیں گے اُسوقت ہم اپنے مویشیونکو پانی نہ پلاسکینگے ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنی مویشیوں کو پلاتے ہیں ہمارا باپ ضعیف ہے اُس سے کچھ کام نہیں ہو سکتا موسیٰؑ کو انکی بیکسی پر رحم آیا اور کنوئیں کے منہ سے اُس پتھر کو اُٹھا کر انکی مویشیوں کو پانی پلادیا جسکو کئی آدمی ملکر اُٹھایا کرتے تھے لڑکیوں نے لوٹکر اپنے باپ سے اس واقعہ کو جتلایا اور ایک اُن میں سے اپنے باپ کے کہنے سے موسیٰ کے

بلانے کو آئی اور موسیٰ سے کہا،، چلو تم کو ہمارا باپ اس پانی پلانے کی اجرت دینے کو بلاتا ہے،، موسیٰ یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکے پیچھے پیچھے چلے جب ہوا سے اُسکا کپڑا اُڑنے لگا تو آپ نے کہا کہ تم مجھکو پیچھے سے رہبری کرو میں تمھارے آگے چلتا ہوں۔ الغرض موسیٰؑ شعیبؑ کے پاس پہونچے اور اپنا کل ماجرا کہہ سنایا شعیب نے کہا۔ لاتخف نجوت من القوم الظالمین بعد اسکے اُسی لڑکی نے اپنے باپ شعیب سے کہا کہ" اے باپ اسکو اسکے کام کی اچھی مزدوری دینا یہ بڑا قوی اور امین ہے" شعیب نے کہا کہ تو نے اسکے قوت کا اندازہ تو اُس کے پتھر اُٹھا لینے سے کیا مگر اسکے امین ہونے کا تجھ کو کیسے یقین ہوا لڑکی نے بجواب اسکے راستہ میں ہمراہ آنے کا قصہ بیان کیا شعیبؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ" میرا یہ ارادہ ہے کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں بعوض اس مہر کے کہ آٹھ برس میری مزدوری کردو اور اگر دس برس پورے کردوگے تو اور زیادہ مناسب ہوگا، میں تم پر جبر نہیں کیا چاہتا" موسیٰؑ اس شرط پر راضی ہوگئے جب شام ہوئی اور کھانا سامنے لایا گیا تو موسیٰ نے کھانے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم ایسے اہلبیت سے ہیں کہ اعمال آخرت پر اُجرت نہیں لیتے شعیبؑ نے جواب دیا کہ وہ اُسکی مزدوری نہیں ہے بلکہ یہ ہماری اور ہمارے آباواجداد کی عادات میں داخل ہے، موسیٰ یہ سنکر خاموش ہوگئے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ شعیب نے انکا نکاح اپنی لڑکی صفورا سے کردیا، جسنے پانی پلانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے گئی تھی، شعیبؑ نے اُس سے کہا مویشیوں کے ہانکنے کیواسطے ایک لکڑی لادو صفورا ایک لکڑی اُٹھا لائی جسکو ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر رکھ گیا تھا شعیبؑ نے اُسکو لوٹا دیا مگر صفورا جب لکڑی لاتی تھیں وہی عصا لاتی تھیں آخر موسیٰؑ اور شعیبؑ میں اس عصا کے لینے میں بحث ہوگئی اور اس امر پر یہ قضیہ ختم ہوا

کہ پہلے جو شخص ملے وہی منحصر علیہ ہو۔ حکم الٰہی سے وہی فرشتہ پھر بصورت آدمی آیا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ اسکو زمین پر ڈالدو اور جو شخص تم دونوں آدمیوں میں سے اُٹھالے وہی اسکو لے، دونوں بزرگ اس فیصلہ پر راضی ہوگئے، پہلے شعیبؑ نے لکڑی کو اُٹھانا چاہا لیکن مجبور رہے اور موسیٰؑ نے جب اُٹھانے کا قصد کیا تو اُٹھالیا دس برس تک موسیٰ شعیبؑ کے یہاں مزدوری کرتے رہے گیارہویں سال جاڑے کے موسم میں، اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر شعیب سے رخصت ہوکر مصر روانہ ہوئے، پانچ روز کا راستہ طے کرکے جب طور سینا کے قریب پہونچے تو شب تاریک ہونے کی وجہ سے راستہ بھول گئے موسیٰؑ نے ہر چند چقماق سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوئے پریشان ہوکر خاموش ہو رہے جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو طور سینا پر کچھ روشنی نمودار ہوئی جسکو یہ آگ سمجھ کر اپنی بی بی سے بولے تم یہیں بیٹھی رہو میں اُس طرف جاتا ہوں شاید وہاں پر آگ مِلجائے یا راستہ کا پتہ چل جائے، موسیٰؑ یہکہکر طور سینا کی طرف بڑھے جسقدر جناب موصوف آگ کے قریب جاتے تھے اُسیقدر آگ دور ہوتی جاتی تھی موسیٰؑ کو اس واقعہ سے سخت حیرت دامنگیر ہوئی کیونکہ آگ بغیر دھواں کے جس درجہ تیز و روشن ہو رہی تھی اُسیقدر درخت سرسبز اور ہرا بھرا نظر آرہا تھا موسیٰ کچھ سوچ سمجھکر جھجکے اور جھجک کر لوٹے مگر انی انا اللہ رب العالمین کی ندا سنکر ٹھہر گئے، تھوڑی دیر تک بیہوشی کی حالت میں رہے جب ہوش میں آئے تو جناب باری نے فرمایا اخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی (تو اپنے جوتے کو اُتار ڈال بیشک تو زمین پاک میں ہے) علماء تفسیر حکم خلع نعلین کی یہ وجہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جوتیاں مُردہ گدھے کے چمڑے کی تھیں لیکن یہ تاویل ہی تاویل ہے اصل یہ ہے کہ شرافت و تعظیم کے لحاظ سے یہ حکم ہوا تھا بہرکیف موسیٰؑ نے بحکم باری جوتا اُتار ڈالا جناب باری عز اسمہ نے اُنکو پہلے

اصول توحید[۱] کی تعلیم اور شریعت کو بتایا بعد ازاں نبوت مرحمت فرمائی اور ثبوت نبوت کے لئے معجزے دینے کی ضرورت ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا وما تلک بیمینک یاموسیٰ (تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ) موسیٰ نے عرض کی ھی عصای (یہ میرا عصا ہے) اتوکؤ علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخریٰ (میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے واسطے اس سے پتیاں درختوں کی توڑتا ہوں اور اس سے مجھکو بہت سے کام اور بھی ہیں) علمائے تفسیر اس مقام پر ایک لطیفہ دلچسپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے صرف اس سوال پر کہ یہ کیا چیز ہے اتنا بڑا جواب کہ "میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے واسطے پتیاں توڑتا ہوں اور جب اتنے کہنے پر تسکین نہ ہوئی تو یہ کہا کہ اس سے مجھکو اور بہت سے کام ہیں" دو وجہ سے دیا ایک تو یہ کہ جناب باری عز اسمہ سے شرف تکلم دیر تک حاصل رہے اور دوسرے یہ کہ شائد بوجہ بشریت یہ خیال پیدا ہوا کہ جوتا تو پہلے اُتروا دیا گیا ہے کہیں یہ لکڑی بھی ہاتھ سے پھینک دینے کا نہ حکم ہو جائے حالانکہ ایسا ہی ہوا کہ جناب باری نے یہ جواب سنکر فرمایا القہا یاموسیٰ (اے موسیٰ اسکو چھوڑ دے) موسیٰ نے جوں ہی بحکم باری عصا کو زمین پر پھینکا ویسا ہی وہ ایک اژدہے کی شکل میں پھپکاریاں مارتا نظر آیا موسیٰ ڈرے اور پیچھے ہٹے حکم ہوا "کچھ خوف نہ کرو

---

[۱] اصول توحید یہ ہیں کہ اللہ کا کسیکو شریک نہ کرنا نہ اسکی ذات میں نہ اسکی صفات ذاتیہ میں چنانچہ اسکو جناب باری نے ایک مقام پر انی انا اللہ لا الہ الا انا (بیشک میں اللہ ہوں اور کوئی اللہ سوائے میرے نہیں ہے) فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر انی انا اللہ رب العالمین (بیشک میں اللہ ہوں سارے عالم کا پروردگار) ارشاد کیا ہے۔

[۲] شریعت کی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے عبودیت کو کہا بعد ازاں لازمہ عبودیت یعنی اطاعت کی تعلیم کی پھر اعتقاد کو درست کیا جیسا کہ آیۂ فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری (میری عبادت کر اور نماز قایم کر میرے ذکر کے لئے) اور ان الساعۃ اٰتیۃ (بیشک قیامت آنے والی ہے) سے مستفاد و مفہوم ہوتا ہے۔

آگے بڑھو اُسکو ہاتھ تو لگاؤ اسکو پھر ہم پہلی ہی حالت میں کردیں گے" موسیٰ نے یہ سنکر اژدہے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اُسکی گردن پکڑلی وہ پھر عصا ہو گیا بعد ازاں حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ کو جیب میں چھپا کر نکالو وہ روشن اور سفید ہو جائیگا کسی بیماری سے نہیں بلکہ کرامت و اعجاز سے۔ جب موسیٰ اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو چکے اور یہ دونوں معجزے (یعنی عصا کا اژدہا ہوجانا اور ید بیضا) مرحمت ہو گئے تو ارشاد ہوا فذانک برھانان من ربک الی فرعون و ملئه انهم کانوا قوما فاسقین (پس یہ تیرے رب کی دو دلیلیں و علامتیں ہیں فرعون اور اُسکے گروہ کی طرف بیشک وہ لوگ قوم فاسق ہیں) موسیٰ نے گذارش کی رب انی قتلت منهم نفسا فاخاف ان یقتلون (اے اللہ میں نے اُن میں سے ایک شخص کو مارڈالا ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھکو مار نہ ڈالیں) اسوجہ سے میرے بھائی ہارون کو بھیج وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہے جناب باری نے آپ کی یہ التجا منظور فرمالی اور انکو بھی نبوت مرحمت فرمائی بنظر تسلی و تسکین ارشاد فرمایا و نجعل لکما سلطانا (ہم تم دونوں کو غلبہ و قوت مرحمت کریں گے) فلا یصلون الیکما بآیاتنا (پس وہ لوگ (یعنی فرعون اور اسکی قوم) تم کو کچھ مضرت نہ پہونچا سکیں گے ساتھ نشانیوں ہمارے کے) انتما ومن اتبعکما الغالبون (تم اور تمھارے اتباع کرنے والے آخر غالب ہو جائینگے) موسیٰ اسنے جب اپنی ہر طرح سے تسلی کرلی اور ہر صورت سے آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ طور سینا سے لوٹے اور اپنی اہلیہ کو لیکر روانہ ہوئے بعد طے منازل رات کے وقت مصر میں پہونچے اور اپنے مکان میں جاکر فروکش ہوئے مگر نہ گھر والے موسیٰ کو پہچان سکے اور نہ موسیٰ نے انلوگوں کو پہچانا صبح کے وقت کھانے پر ہارون نے آپ کا نام و نشان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدتوں کے بچھڑے ہوئے بھائی موسیٰ ہیں دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا اور موسیٰ نے اپنی سرگذشت کہہ سنائی۔

بعض مورخین تحریر کرتے ہیں کہ موسیٰؑ طور سینا پر سات روز تک رہے انکے زمانہ عدم موجودگی میں چند چرواہے مدین کے طور کی طرف آئے اور آپ کی بیوی کو انکے باپ شعیب کے پاس بھیجا بعد ازاں موسیٰؑ طور سے واپس ہو کر تنہا مصر کو روانہ ہوئے پھر بعد غرق فرعون آپ کی بی بی کو شعیب نے آپ کے پاس پہنچا دیا۔ اکثر علماء تاریخ اپنے اپنے مصنفات میں یہ بھی شہادت دے رہے ہیں کہ موسیٰؑ کے مصر میں پہونچنے سے پہلے ہارون پر وحی نازل ہو چکی تھی اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ موسیٰؑ مصر کی طرف آرہے ہیں تم انکے ہمراہ فرعون کے پاس ادائے رسالت کو جانا چنانچہ ہارونؑ مصر سے باہر موسیٰؑ کو ملے اور جب موسیٰؑ نے کہا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے تم ہمارے ساتھ چلو تو ہارونؑ نے اس قول کی تائید کی اور اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور رات ہی کو فرعون کے دروازہ پر جا کر دستک دی تھی۔ واللہ اعلم

موسیٰؑ کو اسی برس کی عمر میں اور ہارونؑ کو تراسی برس کی عمر میں نبوت مرحمت ہوئی تھی پہلے ان دونوں بزرگوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت وغیرت کو ظاہر کیا جب وہ لوگ ایمان لائے اور آپکے پیرو ہوئے تو فرعون کے پاس گئے۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ دو برس تک یہ دونوں بھائی فرعون کے مکان آتے جاتے رہے مگر اندر داخل ہونے پاتے تھے اتفاق وقت سے اکی روز فرعون کے دربار میں ایک مسخرہ بیٹھا ہوا تھا وہ اثناء کلام میں جبکہ فرعون اپنی کبریائی کا اظہار کر رہا تھا بول اٹھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم خدائی کا دعوی کرتے ہو حالانکہ تمکو اسکی خبر بھی نہیں کہ تمھارے دروازہ پر مدت سے ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے کو اللہ کا رسول کہتا ہے فرعون یہ سنکر سخت برہم ہوا اور اس نے انکو دربار میں بلایا جسوقت یہ دونوں بھائی دربار میں پہونچے مسخرہ نے دیکھکر کہا۔ اے لو! ایں

گل دیگر شگفت، میں تو ایک ہی شخص سمجھا تھا یہ تو دو نکلے الغرض موسیٰ وہارون نے فرعون کے پاس پہونچکر کہا "انا رسول رب العالمین ان ارسل معنا بنی اسرائیل" (ہم پروردگار عالم کے بھیجے ہوئے ہیں پیام یہ ہے کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے) فرعون نے موسیٰ کو زبان کی لکنت سے پہچان لیا اور بنظر حقارت استفہام کے لہجہ میں بولا "الم نربک فینا ولیداً" (کیا تیری لڑکپن سے ہمارے یہاں پرورش نہیں ہوئی؟)۔ ولبثت فینا من عمرک سنین (اور کیا تو چند سال ہمارے یہاں نہیں رہا ہے؟) وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین (اور کیا تو نے وہ کام جو کیا تھا تو نے اور اب اسکے چھپانیوالوں سے ہے؟) موسیٰ نے جواب دیا فعلتھا اذا وانا من الظالمین (ہاں میں نے اسوقت وہ کام کیا تھا اور میں خطا کاروں میں سے تھا) ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین (لیکن تمہارے خوف سے میں بھاگ گیا تھا پس دی میرے رب نے مجھکو سمجھ اور کیا مجھکو پیغمبروں میں سے) فرعون کو یہ سنکر تعجب ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ رہا تھا اسی وجہ سے اُسنے پھر استفسار کیا "وما رب العالمین" (رب العالمین کی ماہیت کیا ہے؟) موسیٰ نے فرمایا "رب السموات والارض وما بینھما ان کنتم موقنین" (وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو چیز کہ اُن کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو) فرعون کو اس کلام سے اور زیادہ تعجب ہوا اُس نے اپنے ہمنشینوں سے مخاطب ہوکر کہا الا تستمعون (کیا نہیں سنتے تم) موسیٰ نے اُنکے اس استعجاب کے رفع کرنے کی غرض سے یا یہ کہ فرعون کے مصاحبین کے اس استفسار کے جواب میں کہ "اے موسیٰ جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو وہ کون ہے" ارشاد فرمایا "ربکم ورب آبائکم الاولین" (خدا تمھارا رب اور تمھارے اگلے باپوں کا خدا ہے) فرعون نے اپنے جلیسوں سے کہا "ان رسولکم الذی

ارسل الیکم لمجنون (بیشک یہ پیغمبر تمہارا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے) موسیٰ انکی ناسمجھی سے جھلا کر پھر بولے رب المشرق والمغرب وما بینھما ان کنتم تعقلون (پروردگار مشرق اور مغرب کا ہے اور اُس چیز کا ہے جو اُنکے درمیان میں ہے اگر تم کچھ سمجھتے ہو) فرعون کو یہ سنکر غصّہ آگیا اور اُسنے طیش سے کہا لئن اتخذت الٰھا غیری لاجعلنک من المسجونین" (اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنائے گا تو بیشک میں تجھکو قید کردونگا) موسیٰ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ کی شہادت میں کوئی ظاہر اور روشن معجزہ پیش کروں؟ فرعون نے کہا فات بھا ان کنت من الصادقین (اگر تجھکو دعویٰ ہے تو اُسکو دکھلا) موسیٰ نے عصا کو زمین پر ڈالدیا فوراً اسّی گز کا اژدہا[1] بن گیا اور اپنے ہاتھ کو بغل میں سے کھینچ لیا سفید بیضا ظاہر ہوگیا۔ بعدازاں فرعون کے کہنے سے موسیٰ نے اژدہے کو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہوگیا اور ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے وہ بھی اصلی حالت پر ہوگیا حالانکہ موسیٰ کے مزاج میں سختی زیادہ تھی بایں خیال جناب باری نے موسیٰ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ فرعون سے سختی و درشتی سے باتیں نکرو بلکہ نرمی سے ہمکلام ہو شائد اُسپر ہمارا کچھ خوف غالب ہو اور وہ راہ راست پر آجائے موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پھر گئے اور اُسکو سمجھانے لگے وہ اگر تو یہ چاہے گا کہ تیرے شباب کا عہد لوٹ آئے تو میں تجھکو از سر نو جوان کردونگا اور اگر تیری یہ خواہش ہے کہ ہمیشہ تو بادشاہت کرتا رہے تو میں اللہ سے دعا کرونگا تجھ سے تیری بادشاہت کبھی نہ چھینی جاویگی اور جب تو اس جہان گذران سے دارالبقا کی طرف جائیگا تو نہایت وسیع

[1] بعض مورخوں نے تحریر کیا ہے کہ اس اژدہے کا منہ اسقدر بڑا تھا کہ ایک کلّہ اسکا زمین پر تھا اور دوسرا کلّہ اُسکا فرعون کے کنگرۂ محل پر۔ فرعون پر اس اژدہے کو دیکھنے سے ایسا خوف غالب ہوا کہ اُسکا پاخانہ خطا ہوگیا تقریباً بیس روز تک اُسکو دست آیا کئے۔

اور وعدہ جنت پائے گا لیکن ان سب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تو خدائے برحق و یکتا پر ایمان لائے اور میرے رسول ہونے کی شہادت دے" فرعون یہ باتیں سنکر کچھ راضی سا ہو گیا اور اُس نے اپنے وزیر ہامان کو بلا بھیجا ہامان اس سے زیادہ کفر و زندقہ میں پھنسا ہوا تھا اُس نے آتے ہی یہ باتیں سنکر کہہ دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج تک تو خدائی کر رہا تھا لوگ تیری پرستش کرتے تھے اور آج تو موسیٰ کے کہنے سے اُسکے خیالی خدا کی عبادت کرے گا اور خدائی کرکے بندوں میں شامل ہو گا" فرعون اس گفتگو کو سنکر اپنے خیال پر نادم ہوا ہامان نے خضاب ایجاد کرکے فرعون کے بال سیاہ کر دئے اور اس طور سے اسکی خواہش جوانی پوری کر دی فرعون پہلا شخص ہے کہ جسنے اپنے بالوں کو سیاہ وسمہ سے رنگا۔ فرعون کو ہامان کی باتوں سے اطمینان ہو گیا مگر ساتھ ہی اُسکے یہ خیال گذرا کہ میرے مصاحبین موسیٰ کی پٹی میں نہ آجائیں اسوجہ سے اُس نے اپنے جلیسوں کو خطاب کرکے کہا "اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ" (بیشک یہ دانا جادوگر ہے) یریدان یخرجکم من ارضکم بسحرہ فماذا تامرون (یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمھاری زمین سے بزور اپنے جادو کے نکالدے پس کیا کہتے جاتے ہو) درباریوں نے یہ رائے دی "ارجہ واخاہ وابعث فی المدائن حاشرین" (اسکو اور اسکے بھائی کو لیت و لعل میں ڈالدے اور جادوگروں کے شہروں میں آدمیوں کو بھیجدے) یاتوک بکل سحار علیم (تیرے پاس لائیں وہ ہر دانا جادوگر کو) فرعون نے درباریوں کی رائے پسند کی اور ایک معینہ و مقررہ وقت میں بقول اکثر بالتحقیق و بروایت دیگر پندرہ ہزار یا تیس ہزار ساحروں کو جمع کرکے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بلوایا موسیٰ نے ساحروں سے کہا "حیف ہے تم لوگ خدا کا کچھ خوف نہیں کرتے اور یہ مصنوعی تماشا لیکر آئے ہو" ساحروں نے موسیٰ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے

دیکھکر آپ کی باتوں کا جواب تک نہ دیا اور فرعون سے کہنے لگے ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین" (ہم کو اجرت ملے گی ؟ اگر ہم انپر غالب ہو گئے) فرعون نے کہا نعم و انکم اذا لمن المقربین" (ہاں بیشک تم اسوقت مقربوں میں سے ہو گے یعنی میں تم کو اپنی مصاحبت کی عزت دونگا) ساحرین یہ سنکر بہت خوش ہوے اور تیاریاں کرنے لگے موسیٰ نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کرتب دکھانیوالے ہو دکھاؤ۔ ساحروں نے "بعزۃ فرعون انا لنحن الغالبون" (فرعون کے اقبال سے بیشک ہم ہی غالب ہونگے) کہکر اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں جو عام آدمیوں کے نظروں میں سانپ اور اژدہے نظر آنے لگے موسیٰ نے بھی بالہام باریتعالے اپنا عصا زمین پر ڈالدیا وہ ان سب سے اتنا بڑا اژدہا بنگیا کہ ان سب کو نگل گیا۔ بعدازاں موسیٰؑ نے اُسے اپنے ہاتھ مبارک میں لے لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ فرعون کے ساحروں کا اُستاد ایک اندھا ساحر تھا اُس سے اُسکے ہمراہیوں نے یہ ماجرا بیان کیا اُس نے بیساختہ یہ بیان کردیا کہ یہ سحر نہیں ہے اور بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اسکے شاگردوں نے بھی اسکی اتباع کی اور سب یکزبان ہو کر کہنے لگے اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ وھارون (ایمان لائے ہم پروردگار عالموں پر جو پروردگار موسیٰ اور ہارون کا ہے) فرعون یہ واقعہ دیکھ کر جھلا اٹھا اور غصہ سے کہنے لگا تم لوگ میرے بغیر اجازت اُسپر ایمان لائے وہ تمھارا بڑا اُستاد ہے اُسی نے تم کو جادو سکھلایا ہے تم اپنی اس خودرائی کا ذائقہ چکھو گے میں پہلے تمھارے ہاتھ پانوں کاٹ ڈالونگا بعد اسکے تم سب کو سولی دونگا۔ ساحروں نے کہا کہ ہمکو اسکی پرواہ نہیں ہے تیری اس دھمکی سے ہم اپنے اللہ سے نہ پھرینگے ہم کو امید ہے کہ وہ ہماری خطائیں بخشدے گا اسوجہ سے کہ سابق الایمان ہیں" فرعون کو انکی باتونپر اور زیادہ غصہ آیا اور اُسنے دوسرے وقت ان بیچارونکو سولی دیدی۔

یہ اللہ کی شان وکبریائی تھی کہ اول وقت تو وہ کفار تھے اور موسیٰؑ سے معارضہ کرنے آئے تھے ، اور فرعون سے انعام واکرام کے خواستگار ہوئے تھے اور دوسرے وقت شہداء میں داخل ہوگئے بغیر کسی عمل کے کئے ہوئے سیدھے جنت میں چلے گئے۔

عام مورخوں کا یہ خیال ہے کہ حزقیل بھی اسی دن انھیں ساحروں کے ساتھ شہید کیا گیا تھا اُس نے انکو علانیہ ایمان لاتے ہوئے دیکھکر ایمان ظاہر کردیا تھا اور بعضے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے وہ ایمان اپنا ظاہر کرچکا تھا مگر سولی اُسکو انکے ساتھ دی گئی۔ حزقیل کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل سے تھا اور کوئی اسکو فرعون سے بتاتا ہے اور کوئی یہ ظاہر کررہا ہے کہ یہ نجار تھا اسی نے تابوت بنایا تھا جس میں جناب موسیٰ بند کرکے نیل میں ڈالے گئے تھے۔ بعد اسکے ایک دوسرا واقعہ جگر گداز یہ ہوا کہ پہلے ماشطا نامی ایک عورت کو معہ اُسکے لڑکے کے فرعون نے تنور میں ڈال دیا اسوجہ سے کہ اُسنے بھی اپنا ایمان ظاہر کردیا تھا بعدہ اپنی بی بی آسیہ پر بھی اسقدر تشدد کیا کہ اُنکا بھی انتقال ہوگیا انھوں نے حالت تشدد میں جناب باری میں یہ عرض کی رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین (اے پروردگار میرے لئے اپنے پاس ایک جنت میں گھر بنادے اور مجھکو فرعون اور اُسکے کاموں سے نجات دے اور نجات دے مجھکو قوم ظالمین سے) اللہ جل شانہ نے اُنکی یہ دعا قبول فرمائی اور انکے آنکھوں سے پردہ اُٹھا لیا بی بی آسیہ جنت کو دیکھ کر مسکرائیں فرعون نے کہا یہ ماجرا دیکھو کہ اسپر عذاب کیا جاتا ہے اور یہ ہنس رہی ہے۔ آسیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور صبر وشکر کرتی ہوئیں اُسی عذاب وتشدد کی حالت میں انتقال کرگئیں۔

ان واقعات کے بعد عام طور سے آدمیوں پر فرعون کا رعب غالب ہوگیا گر

تاہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے فرعون نے عام لوگوں کے خیال تقسیم کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا "مجھکو یہ گمان پیدا ہو رہا ہے، کہ موسیٰ (عیاذاً باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تاکہ اُسپر چڑھ کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں" ہامان نے سات برس کے عرصہ میں پکی اینٹوں اور چونے سے ایک بلند مکان بنوایا فرعون کو اسپر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہٗ کے حکم سے اُسکی دیواریں شق ہوگئیں اور وہ مکان گر پڑا۔ فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آتے اور اسکے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے کہ جناب موسیٰ یہی فرماتے تھے استعینوا باللہ واصبروا ان العاقبۃ للمتقین (اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بیشک آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے ہے)

اِن واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی کوئی دقیقہ انکے ستانے کا فروگذاشت نہ کرنے لگا پس بحکم ایزد عزاسمہ فرعون اور اُسکی قوم کو دس[1] مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں جو ہر ایک۔

---

[1] علامہ ابن اثیر نے اس میں چھ کو ذکر کیا ہے۔ اول طوفان آیا مدتوں متواتر پانی برستا رہا کل چیزیں پانی میں غرق ہوگئیں جب فرعونی زیادہ پریشان ہوئے تو موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ عذاب اگر ہم سے اُٹھالیا جائے گا تو ہم ایمان لائیں گے موسیٰ نے دعا کی اور وہ عذاب جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے۔ دوسرے ٹڈیاں آئیں اُسوقت بھی فرعونی یہی چال چلے تیسرے جنگلی جوئیں اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ کل کھیتوں اور انباروں کو برباد کر دیا موسیٰ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب اُنکے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے۔ چوتھے مینڈکوں کا عذاب آیا یہ اس کثرت سے نمایاں ہوئے کہ فرعونیوں کے کل برتن اور مکان بھر گئے موسیٰ سے پھر عرض کرنے گئے اور یہ عذاب دفع ہوگیا مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے۔ پانچویں اُن پر

موسیٰ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں۔ تاآنکہ موسیٰ کو معہ بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا۔ توریت میں لکھا ہے کہ وقت روانگی بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان والے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر مستطیع نہ ہوں تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ و پانوں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی انکی ہڈی نہ توڑیں، علامت کی غرض سے چلتے وقت اُس کا خون دروازوں پر لگادیں، گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں روز روانگی اور اسکے بعد سات دن تک نان فطیری کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت عصائیں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے، جوان لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اُسکو جلادیں۔ یہ دن اُنکے اور اُنکی آئندہ نسلوں کیلئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصیح[۱] کہتے ہیں، توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل نے اشتعال طبع کی غرض سے قبطیوں کی دوشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے مویشیوں کو اور چارپایوں کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبطیوں سے قیمتی قیمتی زیورات مستعار لیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت معہ اپنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۲) یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونیوں کا پانی خون ہو گیا۔ ایک ہی گھڑے سے فرعونی اور بنی اسرائیل پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیل پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے۔ یہ عذاب سات دن رہا آٹھویں دن موسیٰ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد سوائے خیل اور جواہرات اور غلہ کے کل چیزیں مسخ ہو گئیں۔ جب اس مرتبہ بھی فرعونیوں نے موسیٰ کو دھوکا دیا اور آپکو شاق گذرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔

علامہ طبری نے ان چھ کو ذکر کر کے عصا، ید بیضا اور قحط کو ذکر کیا ہے اس حساب سے نو ہوئے باایں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

[۱] عید الفصیح عیسائیوں کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اُسکو عید الفطر کہتے ہیں کذا قالہ العطار۔

تاہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے فرعون نے عام لوگوں کے خیال تقسیم کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا "مجھکو یہ گمان پیدا ہو رہا ہے، کہ موسیٰ (عیاذاً باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تاکہ اُسپر چڑھ کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں" ہامان نے سات برس کے عرصہ میں پکی اینٹوں اور چونے سے ایک بلند مکان بنوایا فرعون کو اسپر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہٗ کے حکم سے اُسکی دیواریں شق ہوگئیں اور وہ مکان گر پڑا۔ فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آتے اور اسکے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے تو جناب موسیٰ بھی فرماتے تھے استعینوا باللہ واصبروا ان العاقبۃ للمتقین (اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بیشک آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے ہے)

اِن واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی کوئی دقیقہ انکے ستانے کا فروگذاشت نہ کرنے لگا پس بحکم الٰہی عزاسمہ فرعون اور اُسکی قوم کو دس[۱] مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں جو ہر ایک

---

[۱] علامہ ابن اثیر نے اس میں چھ کو ذکر کیا ہے۔ اول طوفان آیا مدتوں متواتر پانی برستا رہا کُل چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعونی زیادہ پریشان ہوئے تو موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ عذاب اگر ہم سے اُٹھالیا جائیگا تو ہم ایمان لائیں گے موسیٰ نے دعا کی اور وہ عذاب جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے۔ دوسرے ٹڈیاں آئیں اُسوقت بھی فرعونی یہی چال چلے تیسرے جنگلی جوں سے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ کُل کھیتوں اور انباروں کو برباد کر دیا موسیٰ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب اُنکے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے۔ چوتھے مینڈکوں کا عذاب آیا یہ اس کثرت سے نمایاں ہوئے کہ فرعونیوں کے کُل برتن اور مکان بھر گئے موسیٰ سے پھر عرض کرنے گئے اور یہ عذاب دفع ہوگیا مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے۔ پانچویں اُن پر

موسیٰؑ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں۔ تاآنکہ موسیٰ کو معہ بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا توریت میں لکھا ہے کہ وقت روانگی بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان والے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر مستطیع نہ ہوں تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ و پانوں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی انکی ہڈی نہ توڑیں، علامت کی غرض سے چلتے وقت اُس کا خون دروازوں پر لگا دیں، گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں روز روانگی اور اسکے بعد سات دن تک نان فطیری کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت عصائیں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے، جوان، لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اُسکو جلا دیں۔ یہ دن اُنکے اور اُنکی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصیح[۱] کہتے ہیں، توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل نے اشتعال طبع کی غرض سے قبطیوں کی دوشیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے مویشیوں کو اور چارپایوں کو ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبطیوں سے قیمتی زیورات مستعار لیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت معہ اپنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۲) یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونیوں کا پانی خون ہو گیا۔ ایک ہی گھڑے سے فرعونی اور بنی اسرائیل پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیل پانی پیتے تھے اور فرعونی خون پیتے تھے۔ یہ عذاب سات دن رہا آٹھویں دن موسیٰؑ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد سوائے جبل اور جواہرات اور غلہ کے کل چیزیں مسخ ہو گئیں۔ جب اس مرتبہ بھی فرعونیوں نے موسیٰؑ کو دھوکا دیا اور آپکو شاق گذرا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔
علامہ طبری نے ان چھ کو ذکر کرکے عصا، ید بیضا اور قحط کو ذکر کیا ہے اس حساب سے نو ہوئے بایں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

[۱] عید الفصیح عسائیوں کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اسکو عید الفطیر کہتے ہیں کذا قالہ العطار۔

مال واسباب ومویشیوں کے مصر سے نکلے اور بالہام الٰہی یوسف صدیقؑ کا تابوت نکلواکر اپنے ہمراہ لیا جیسا کہ وقت انتقال آپ نے وصیت کی تھی۔ بنی اسرائیل کی تعداد اسوقت چھ لاکھ[1] یا کچھ اس سے زیادہ بیان کی جاتی ہے دریا کے قریب پہونچ گئے تھے کہ فرعون کو یہ خبر لگی، فوراً مصر کے گردونواح کے شہروں سے کچھ فوجیں جمع کرلیں اور انکے تعاقب میں روانہ ہوا جسوقت بنی اسرائیل دریائے نیل کے ساحل پر کوہ طور کے سامنے پہونچے فرعون بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آپہونچا، موسیٰؑ نے بحکم خدا اپنا عصا دریا پر مارا دریا پھٹ گیا اور بارہ راستے ظاہر ہوگئے موسیٰؑ[2] معہ بنی اسرائیل کے چلے گئے اور فرعون معہ اپنے لشکر کے انکے تعاقب میں آگے بڑھا لغدف دریا تک پہونچا ہوگا کہ موج کے تھپیڑوں نے اسکو معہ اسکی فوج کے ہلاک کردیا۔

---

[1] علامہ ابن اثیر بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار بیان کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ ہارونؑ مقدمہ میں تھے اور موسیٰؑ ساقہ کے ہمراہ تھے مورخ طبری کہتا ہے کہ وقت خروج موسیٰؑ کے ساتھ چھ لاکھ بیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ تھے علاوہ اسکے لڑکی اور عورتیں تھیں جنکی تعداد کچھ ظاہر نہیں کی نویں محرم شب شنبہ کو مصر سے موسیٰ نکلے اور اُس کے صبح کو فرعون کو انکی روانگی کی اطلاع ہوئی۔

[2] مورخین اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جسوقت بنی اسرائیل دریا کے ساحل پر پہونچے اور فرعون اُنکے قریب آپہونچا تو بنی اسرائیل گھبرا گئے اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ مصر میں ہم جس حالت میں تھے اچھے تھے اب تم ہم کو مصر سے نکال لائے سامنے دریا ہے، پیچھے دشمن ہے، نہ آگے بڑھ سکتے اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں موسیٰؑ نے کہا کلا ان معی ربی سیھدین (یعنی بیشک میرے ساتھ میرا خدا ہے اور وہ قریب ہے کہ میری ہدایت کریگا) موسیٰؑ کی زبان سے یہ کلمات ختم نہ ہونے پائے تھے کہ دریا پر عصا مارنے کی وحی نازل ہوئی جناب موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا فوراً بارہ راستہ ظاہر ہوگئے بارہوں سبط بنی اسرائیل ان راہوں سے چلے کچھ دور چلکر

بنی اسرائیل دریا سے عبور کر کے دامن کوہ طور میں مقیم ہوئے اور موسیٰ کے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوئے۔ وہ تسبیح یہ تھی نسبح الرب البہی الذی قہر الجنود ونبذ فرسانها فی البحر المنیع المحمود اور مریم ہمشیرہ موسیٰ و ہارون بھی دف لئے ہوئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں سبحان الرب القہار الذی قہر الجنود و رکبانہا القاها فی البحر ترتیل سے پڑھ رہی تھیں۔

بعد اسکے موسیٰ کوہ طور پر مناجات کرنے کو گئے اللہ جل وعلیٰ ذکرہ نے آپ سے کلام کیا معجزات مرحمت ہوئے الواح نازل کی۔ بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ وہ دو لوحیں تھیں جن میں کلمات عشر تھے (یعنی کلمہ توحید، محافظت علی السبت بترک الاعمال فیہ (یعنی شنبہ کے دن کچھ کام نہ کرنا) والدین کے ساتھ نیکی کرنا، قتل، زنا، سرقہ، جھوٹی گواہی سے بچنا اور اپنے پڑوسی کے گھر، عورت اور اسباب کی طرف بُری نگاہوں سے نہ دیکھنا) نزول الواح کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جسوقت دریا کو عبور کر کے طور سینا کے قریب مقیم ہوئے اور موسیٰ طور پر چڑھ گئے۔ اللہ جل شانہ سے باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اس انعام کا کہ فرعون سے اُنکو نجات ملی ہے اس طور سے شکریہ ادا کریں کہ تین روز تک برابر غسل کریں، کپڑے دھوئیں۔ تیسرے روز طور کے اردگرد مجتمع ہوں بنی اسرائیل نے

(نوٹ صفحہ ۱۹۱) ہر ایک سبط کہنے لگا کہ شاید ہمارے ساتھی ڈوب گئے جب تک ہم اُنکو نہ دیکھیں گے ہم کو یقین نہ ہوگا موسیٰ نے دعا فرمائی اُسیوقت پانی کی جو دیواریں بنگئی تھیں اُنمیں روزن ہوگئے اور ہر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دریا سے عبور کر گئے فرعون نے یہ ماجرا دیکھکر اپنے لشکریوں سے کہا "دیکھو دریا نے مجھے راستہ دیدیا لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارا دشمن تو نکل گیا اور ہم باقی رہگئے چلو آگے بڑھیں" یہ کہکر اُسنے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا جسوقت نصف دریا میں پہونچا دریا اپنی اصلی حالت پر آ گیا فرعون مع اپنے لشکریوں کے ڈوبکر ہلاک ہوگیا ڈوبتے وقت فرعون نے کہا آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل و انا من المسلمین (میں ایمان لایا اسپر کہ کوئی خدا سوائے اُسکے نہیں ہے جسپر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں) مگر کچھ سود مند نہ ہوا۔

اس حکم کی تعمیل کی۔ طور پر دفعتہً ایک ابر محیط ہو گیا جس میں رعد و برق کی چمک اور تڑپ تھی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر حیرت زدہ جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ بعد ازاں طور کو دھواں نے ڈھانک لیا اُسکے وسط میں ایک عمود نور کا تھا اسکے بعد ایک زلزلہ عظیم محسوس ہوا جس سے طور کا ہر پتھر کانپ اُٹھا اور رعد کی تڑپ اور زیادہ سنی جانے لگی موسیٰؑ کو حکم دیا گیا کہ بنی اسرائیل وصایا اور تکالیف شرعی کے سننے کے لئے قریب آئیں مگر بنی اسرائیل خوف کے مارے آگے نہ بڑھ سکے تب یہ حکم صادر ہوا کہ ہارونؑ حاضر ہوں اور علماء بنی اسرائیل انکے قریب کھڑے رہیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اللہ جل شانہ نے اُن پر الواح نازل فرمائی۔ بعد[1] اسکے چالیس راتوں کے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدے پر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے کلام کیا آپ نے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی حکم ہوا "تم نہ دیکھ سکو گے البتہ پہاڑ کیطرف

[1] موسیٰؑ نے بوقت خروج مصر بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو کتاب اللہ دیجائے گی جس میں کل احکام درج ہوں گے بعد ہلاکی فرعون جب بنی اسرائیل طور سینا کے قریب آ کر مقیم ہوئے موسیٰؑ کتاب اللہ طلب کی موسیٰؑ نے اللہ جل شانہٗ سے عرض کی اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ پہلے تیس روزے رکھو اور طہارت و صفائی سے رہو اور جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تب تم کو کتاب مرحمت کی جائے گی چنانچہ موسیٰؑ نے اول ذیقعدہ سے روزے رکھے بعد اختتام ماہ مذکور جسوقت طور پر جانے لگے روزہ کی وجہ سے منہ کی بو نہ پسند آئی۔ آپ نے بیر یا کسی اور درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر مسواک کر لی۔ اللہ جلشانہ نے اُسیوقت یہ وحی نازل فرمائی کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مجھکو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی بو سے زیادہ پسند اور محبوب ہے؟ تم دس روز اور روزے رکھو بعدہ کتاب لینے اور ہم کلام ہونے کو آؤ چنانچہ جناب موصوف نے پورے اول عشرہ ذی الحجہ کو روزے رکھے اور اُسی دس دن میں بنی اسرائیل گوسالہ پرست ہو گئے اسوجہ سے کہ موسیٰؑ کی مدت مقررہ تیس دن کی منقضی ہو گئی تھی اور وہ واپس نہ آئے تھے۔

دیکھو اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاید تم دیکھ سکو" موسیٰ کا پہاڑ کی طرف نظر اُٹھانا تھا کہ تجلی باری کی تاب نہ لا سکے بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو اپنی جسارت کی معافی چاہی بعدہ اللہ جل شانہ نے اُنکو توریت کے بہت سے احکام حلت و حرمت کے بتلائے۔

موسیٰ جسوقت کوہ طور پر جانے لگے تھے اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل میں اپنا قائم مقام کر گئے تھے وہ انکو ہر امر کی بجا آوری اور منہی عنہ سے احتراز کی تعلیم کرتے تھے بنی اسرائیل نے ہارون کے کہنے سے ایک گڑھا کھود کر اُس میں آگ مشتعل کی اور اُن زیورات کو جو وقت روانگی مصر میں قبطیوں سے مستعار لئے تھے آگ میں ڈالدیا اسوجہ سے کہ وہ زیورات انپر حرام ہو چکے تھے۔ سامری[۱] اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے آیا اور اُسپر کوئی[۲] چیز ڈالدی جو اسکے پاس موجود تھی بس وہ عجل[۳] یعنی گوسالہ بنگیا بنی اسرائیل نے اسکی پرستش شروع کردی۔ ہارون اس خیال سے کہ بنی اسرائیل میں

---

[۱] سامری کو بعضے باجرمیوں سے شمار کرتے ہیں اور بعض اسکو بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔

[۲] وہ شے جسکو اثر رسول سے تعبیر کرتے ہیں جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تھی سامری نے یہ مٹی اُس دن اُٹھالی تھی جبکہ بنی اسرائیل دریائے نیل سے عبور کر رہے تھے اور فرعون اُنکے تعاقب میں تھا۔ جبرئیل حسب حکم باری بنی اسرائیل کے مدد کو آئے تھے جس طرف یہ جاتے تھے خشک گھاس سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر ایک مٹھی خاک جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی اُٹھالی۔

[۳] بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سامری نے ان زیورات سے تین دن میں گوسالہ بنایا تھا اور بنی اسرائیل سے اسنے کہا تھا ھذا الٰھکم واله موسیٰ (یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا ہے) اسوجہ سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تھے۔

افتراق نہ پیدا ہو جائے خاموش رہے موسیٰ کوہ طور سے مناجات کر کے واپس ہوئے تو بنی اسرائیل کو گوسالہ پرست پایا اور اسکی اطلاع جناب موصوف کو کوہ طور ہی پر دی گئی تھی آپ بہت برہم ہوئے اور لوحوں کو پھینک دیا ہارون کے بال پکڑ کے کھینچا۔ ہارون نے معذرت کی یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی (یعنے اے میرے بھائی میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچو میں یہ ڈرا کہ مبادا تم یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل کو مجھ سے جدا کر دیا اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا) موسیٰ نے یہ سنکر ہارون کے بال چھوڑ دئے اور اُس گوسالہ کو جلا کر دریا میں پھینکدیا۔

موسیٰ اور بنی اسرائیل کی نجات پانے کی خبر انکے خسر شعیب (پیغمبر) کو ہوئی تو وہ مدین سے مع اپنی لڑکی صفورا زوجہ موسیٰ اور اُن کے دونوں لڑکے۔ جرشون

---

[1] گوسالہ کے جلانے کے بعد بنی اسرائیل خدا کی طرف رجوع ہوئے اور توبہ کے خواستگار ہوئے اللہ جلشانہ نے اُنکی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا یا قوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم" (یعنے اے قوم بیشک تم نے اپنے نفسوں پر اس گوسالہ کی پرستش سے ظلم کیا ہے پس اپنے خدا کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو" موسیٰ کے اس کہنے پر بنی اسرائیل اپنے آپ کو قتل کرنے لگے موسیٰ اور ہارون کھڑے ہوئے خدا سے دعا اور استغفار کر رہے تھے جب ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو خدائے تعالیٰ نے اُنکی توبہ قبول فرمائی اور قتل کرنے سے منع کیا۔ موسیٰ نے سامری کے قتل کا قصد کیا مگر باری تعالیٰ کے حکم سے باز رہے اور لعنت بھیجکر خاموش ہو رہے بعدہٗ موسیٰ ستر آدمیوں کو اپنے قوم کے نیک اور افضل ترین آدمیوں میں سے منتخب کر کے طور سینا کیطرف لے کر چلے اس غرض سے کہ وہاں انکو لیجا کر گوسالہ پرستی سے توبہ کرائیں اور اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں جب یہ لوگ طور سینا کے قریب پہونچے تو انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ

اور عازر کے لئے موسیٰ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے بنی اسرائیل نے اُنکی بہت بڑی عزت کی بعد اسکے بنی اسرائیل میں جب آپس کے جھگڑے بڑھتے نظر آئے تو بحکم الٰہی آپ نے ہر صدی یا پچاس یا دس آدمیوں میں ایک ایک افسر مقرر کیا جو اُنکے قضایا اور باہمی نزاعوں کا فیصلہ کرتا تھا اور خود اہم و دشوار و پیچیدہ معاملات کو فیصل کرتے تھے۔

(نوٹ صفحہ ۱۹۸) ہم خدا کا کلام سنا چاہتے ہیں جناب موسیٰ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اللہ جلشانہ نے اُنکی یہ التجا قبول فرمائی اور قریب ہونیکی ہدایت فرمائی موسیٰ تو اُس ابر کے ٹکڑہ میں چھپ گئے جو طور پر نمایاں ہوا تھا اور یہ سب ابر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ موسیٰ جب خدا سے ہمکلام ہو کر واپس ہوئے تو انھوں نے کہا لن نومن لک حتی نری اللہ جھرۃً (یعنی ہم تیرا ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ اللہ کو بظاہر نہ دیکھ لینگے) خدا اُنکی اس جسارت سے ناراض ہوا اور ایک ایسی بجلی چمکی کہ جس سے وہ سب مر گئے اور پھر موسیٰ کی دعا سے وہ سب یکے بعد دیگرے زندہ ہوئے بعضے مورخوں کا یہ خیال ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے بنی اسرائیل نے اسکے بعد بذریعہ خودکشی توبہ کی واللہ اعلم۔ بہرکیف جب موسیٰ توریت لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے اور اُنھوں نے اُسپر عمل کرنیسے انکار کیا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل، فلسطین کے پہاڑ کا ٹکڑا بقدر ایک میل مربع اُٹھا لائے اور اُنکے سر پر ایک قد آدم کے فاصلہ پر معلق کر دیا اور آگ اُنکے روبرو دکھائی دی اور پیچھے سے دریا آ گیا موسیٰ نے اُنسے کہا خذو اما اٰتیناکم بقوۃ واسمعوا (یعنی جو چیز ہم تم کو دیتے ہیں اُسکو زور سے پکڑ لو اور سنو) ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائیگا اور تم اس دریا میں ڈبو دئے جاؤگے آگے بھاگ نہ سکوگے کیونکہ آگ تم کو جلا دیگی" بنی اسرائیل یہ دیکھکر گھبرا گئے اور مجبور ہو کر راضی ہو گئے اور سجدہ میں گر پڑے مگر کنکھیوں سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے چنانچہ یہودیوں میں یہ رسم جاری ہو گئی کہ سال بھر میں اکمرتبہ ایک رُخ سے سجدہ کرتے ہیں۔ بعد اسکے رات کو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر ڈالا صبح کو قاتل کی تلاش ہونے لگی قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا اللہ جلشانہ نے گائے کے قربانی کا حکم دیا بنی اسرائیل سوال پر سوال کرنے لگے اللہ تعالیٰ اُنپر سخت قید لگاتا گیا یہانتک کہ اُس صفت کی گائے ایک ہی ملی اس قیمت پر کہ اُسکی کھال بھر سونا دیا جائے مجبور ہو کر بنی اسرائیل نے اس گائے کو خرید کیا اور اُسکو ذبح کر کے اسکی زبان یا کسی اور عضو سے مقتول کو مارا حکم الٰہی سے زندہ ہو گیا اور وہ یہ بیان کر کے کہ مجھکو فلاں شخص نے مارا ہے پھر مر گیا (ابن اثیر)۔

قبہ عبادت و تابوت شہادت بعد ازاں موسیٰ کو شمشاد یا سنوط کی لکڑی اور چوپایوں کے کھالوں اور بھیڑوں کے اون سے قبہ عبادت و وحی بنانے اور اسکو حریر اور سونا اور چاندی سے مڑھنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اسکی تفصیلی کیفیت توریت میں مذکور ہے۔

توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو طور سے واپسی کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل سے کہیں کہ خدا کے لئے شمشاد یا سنوط (شیشم) کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کا طول ڈھائی ہاتھ، عرض اور اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ ہو۔ اندر و باہر سے اُسپر سونے کے پترے چڑھائے جائیں اور اُسکے گرد طلائی کلس ہوں اور چار حلقے ڈھلے ہوے سونے کے دو ایک طرف دو ایک طرف لگائے جائیں اور شمشاد ہی کی لکڑی کی دو چوبیں بنا کر اُنپر بھی سونا مڑھا یا جائے اور وہ چوبیں صندوق اُٹھانے کی غرض سے اُن حلقوں میں ڈال دیجائیں۔ عہدنامہ اسی صندوق میں رکھا جائے (اسی صندوق کو تابوت شہادت کہتے تھے)

اور ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا جائے اور دو کروبیوں (فرشتوں) کی صورت بنا کر اُسکے دونوں طرف لگا دیجائیں اس صورت سے کہ یہ دونوں کروبی رو در رو ہوں اور اُنکے پروں سے وہ قبہ ڈھنکا ہوا ہو اور یہ قبہ اُس صندوق (تابوت شہادت) پر رکھا جائے قبہ کو کفارہ کا سرپوش کہتے تھے موسیٰ انھیں کروبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض و معروض کرتے تھے۔

اور ایک میز اسی درخت کی لکڑی کا دو ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا دو ہاتھ اونچا بنایا جائے اور وہ سونے سے مڑھا جائے اور اُس کے چاروں طرف طلائی کلس اور چار انگل اونچی کنگنیاں (کٹھرے) لگا جائیں اور اُس کے چاروں پایوں کے مقابل چار حلقے طلائی لگا کر اُن میں چار چوبیں جو سونے سے

مڑھی ہوئی ہوں پہنا دیجائیں اور اُسکے متعلق کے ظروف پیچھے، سرپوش پیالے خالص سونے کے بناکر اُسپر رکھے جائیں اور اسی میز پر ہمیشہ نذر کی روٹیاں رکھی جائیں۔
اور ایک شمعدان طلائی تیار کیا جائے اور اُس میں چھ شاخیں تین ایکطرف تین ایک طرف ہوں اور شاخوں میں بادامی صورت کے پیالے لگائے جائیں اور شمعدان میں خود چار پیالے ہوں اور اُسکی گلگیر و لگن طلائی ہوں۔
اور ایک خیمہ دس باریک کتان کے آسمانی۔ قرمزی۔ سرخ رنگ کے پردوں کا تیار کیا جائے اور اُس میں کروبیوں کی صورتیں بنائی جائیں ہر پردہ کا طول اٹھائیس ہاتھ اور عرض چار ہاتھ کا ہو پانچ پانچ پردے ایک دوسرے سے اس طرح سے جوڑے جائیں کہ ایک ایک طرف اُنکے حاشیہ میں آسمانی رنگ کی پچاس تکمے ریشمی اور اُسی کے مقابل میں دوسری طرف پچاس گھنڈیاں طلائی لگائی جائیں تاکہ اُنکے ملانے سے خیمہ کی صورت بنجائے اور خیمہ کے بالائی حصہ (چھت) کے لئے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائے جائیں جسکی لمبائی تیس ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ ہو پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں ملا دیئے جائیں چھٹا پردہ خیمہ کے منہ کی طرف رہے اس میں بھی پچاس تکمے اور پچاس گھنڈیاں لگائی جائیں مگر انکی گھنڈیاں پیتل کی ہوں۔ اور اس پورے خیمہ کے ڈھانکنے کے لئے سرخ رنگ کی بکریوں کی کھالوں کا ایک بہت بڑا خیمہ بنایا جائے۔
اور شمشاد ہی کے تختوں سے مسکن کے لئے بیس بیس تختے دس دس ہاتھ لمبے ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ چوڑے جنکے چالیس پائے نقرئی ہوں دکھن اور اُتر کیجانب اور جانب پچھم چھ تختے اور دونوں کونوں میں دو تختے جنکے نیچے سولہ پائے نقرئی لگے ہوں رکھے جائیں اور یہ سب تختے سونے سے مڑھے جائیں اور

یہ مسکن اُسی طور سے کھڑا کیا جائے جیسا کہ طور سینا پر دکھایا گیا ہے۔
اور ایک پردہ اور باریک کتان کا تیار کیا جائے۔ جو آسمانی۔ قرمزی۔ ارغوانی رنگ کا ہو اور اُسپر ملائکہ کی تصویریں بنی ہوں اور شمشاد کے چار ستونوں پر لٹکایا جائے جو سونے سے مڈھے ہوں اور ان ستونوں میں سونے کے حلقے ہوں تاکہ پردے کی گھنڈیاں اُن میں پرو دیجائیں اور اُسکے پیچھے تابوت شہادت اور اُسپر قبہ عبادت (یعنی کفارہ کا سرپوش) رکھا جائے اور میز پردہ کے باہر اور شمعدان میز کے روبرو مسکن کے دکھن جانب رکھا جائے
اور ایک قربان گاہ (مذبح) شمشاد ہی کی لکڑی کا بنایا جائے جسکا طول و عرض پانچ پانچ ہاتھ اور بلندی تین ہاتھ ہو اور اُسکے چاروں کونوں پر سینگ بناکر پیتل سے مڈھی جائیں اور ایک آتشدان پیتل کا جالیدار بنایا جائے اور اُسکی راکھ کے لئے پیتل کی پھاوڑیاں۔ پیالے۔ سیخیں۔ انگیٹھیاں بنائی جائیں اور جالی کے چاروں کونوں پر چار حلقے پیتل کے بناکر قربان گاہ کے اندر لٹکایا جائے اور قربانگاہ کے اُٹھانے کے لئے شمشاد کی چوبیں پیتل سے مڈھی ہوئی تیار کی جائیں اور قربان گاہ کے آگے ایک صحن ہو جسکا طول سو ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی پانچ ہاتھ کی ہو یہ صحن باریک کتان کے پردوں سے بنایا جائے جسکے پائے اور میخیں پیتل کی ہوں اور جملہ ظروف مسکن کے پیتل ہی کے ہوں اسکے بعد بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ زیتون کا خالص تیل شمعدان کے روشن کرنے کے لئے لائیں اور تابوت شہادت کے پردہ کے باہر ہارون اور اُنکے بیٹے صبح سے شام تک قربانگاہ کو آراستہ کریں یہی دستور العمل بنی اسرائیل میں نسلاً بعد نسل جاری و قائم رہے۔ انتہی کلام المترجم۔
یہ قبہ عبادت وحی فصل ربیع کے اول دن میں نصب کیا گیا اور اس میں

تابوت شہادت رکھا گیا۔ توریت میں لکھا ہے کہ قبہ عبادت قبل اہل عجل موجود تھا اور کعبہ کی طرح اسی کے طرف اور اسی میں بنی اسرائیل نمازیں پڑھتے تھے اور اسی سے تقرب کرتے تھے قربانگاہ کی کل خدمت حسب ہدایت باری تعالیٰ ہارونؑ کو سپرد کی گئی تھی جب موسیٰؑ اسمیں داخل ہوتے تھے تو بنی اسرائیل اسکے ارد گرد کھڑے ہوتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا اسکے دروازہ پر نمودار ہوتا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے اور اللہ جل شانہ اسی ابر کے ٹکڑے سے ہمکلام ہوتا تھا اور موسیٰ کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے رہتے تھے جب کوئی حکم الٰہی صادر ہوتا تھا اُس سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے تھے اور جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پر جھگڑا ہوتا تھا اور موسیٰ کو حکم بناتے تھے درانحالیکہ یہ اُسکا فیصلہ نہ کر سکتے تو وہ اُسی قبہ و قربانگاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس کروبیوں کے روبرو کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے تھے تب وحی نازل ہوتی اور مقدمات کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

بنی اسرائیل مصر سے نکلکر سینا کے میدان میں اوائل فصل صیف میں آئے تھے اور تقریباً تین مہینہ تک مقیم رہے بعد ازاں بحکم باری جبال شام اور بلاد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے جسکے دینے کا باری تعالیٰ نے حضرات ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوب صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰؑ نے وقت روانگی بنی اسرائیل کو شمار کیا بیس برس کی عمر سے اُس سن تک کے آدمی جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ تھے پھر جہاد کی غرض سے لشکر کو آراستہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ سے مرتب کر کے ہر سبط کے لئے مقام مقرر فرمایا اور تابوت شہادت اور مذبح کو قلب میں رکھا اور اُسکی خدمت بنی لاوی کو سپرد کر کے اُنکو جدال و قتال سے بری کر دیا اور بریہ فاران کیطرف بڑھے۔ فاران کے قریب پہونچکر بارہو اسباط سے بارہ[ف] آدمیوں کو قوم جبارین کے خبر لانے کو

ف بارہو اسباط سے بارہ اشخاص جنکو موسیٰؑ نے قوم جبارین کے ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا

روانہ کیا یہ لوگ جسوقت کنعانیوں اور عمالقہ کے شہروں میں پہونچے انکی عظمت[1] اور جلال دیکھ کر گھبرا گئے ،، ناامید اور افسردہ دل ہوکر لوٹے اور بنی اسرائیل کو انکی قوت اور سطوت سے آگاہ کیا مگر یوشع بن نون بن الیشا بن عمیہود بن بارص بن لعدان بن تاحس بن تارح بن اراشف بن رافع بن بریعا بن افرائیم بن یوسف اور کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بن یعقوبؑ نے صرف موسیٰؑ اور ہارونؑ سے اُن کی خبریں بیان کیں۔ یہ دونوں وہی لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام خاص سے سرفراز فرمایا۔

(نوٹ صفحہ ۲۰۳) اُنکے اسماء بقید اسباط یہ تھے۔ از بنی روبیں، سموع بن ذکور۔ از بنی شمعون شُفت بن حوری۔ از بنی یہودا، کالب بن یوقنا۔ از بنی اسکار، اجال بن یوسف۔ از بنی افرائیم، یوشع بن نون از بنی بنیامین، فلتی بن رفو۔ از بنی زبلون، جدی ایل بن سودی۔ از بنی منسی، جدی بن سوسی۔ از بنی دان عمی ایل بن جملی۔ از بنی اشر، سلور بن میکائیل۔ از بنی نفتالی، نحبی بن دقی۔ از بنی جد، جیوایل بن ماکی۔

[1] علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ کنعانیوں کے شہر میں جب یہ لوگ پہونچے تو سب سے پہلے عوج بن عناق سے ملاقات ہوئی یہ اُنھیں میں سے تھا وہ اِن سبھوں کو بغل میں دبا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہنے لگا ،، تو دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہمارے لڑائی کے قصد سے آئے ہیں حالانکہ اگر میں چاہوں تو ان کو اپنے پانوں سے روند ڈالوں ،، اُس کی بیوی نے اسکو اِس فعل سے منع کیا اور یہ کہا کہ اِن کو چھوڑ دے تاکہ یہ اپنی قوم میں جاکر یہ واقعہ بیان کریں۔ چنانچہ عوج بن عناق نے اِن کو چھوڑ دیا۔ اثناء راہ میں انلوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر یہ واقعہ بنی اسرائیل سے بیان کیا جائے گا تو وہ بددل ہوجائیں گے اسوجہ سے بنی اسرائیل سے یہ قصہ نہ بیان کیا جائے صرف موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا جائے مگر جس وقت یہ لوگ بنی اسرائیل میں پہونچے دس نے نقض عہد کر ڈالا اور ہر فرد بشر سے کل واقعہ بیان کیا لیکن کالب اور یوشع اپنے عہد پر رہے صرف موسیٰؑ اور ہارونؑ سے بیان کیا۔

بنی اسرائیل کنعانیوں اور عمالقہ کی سطوت کی کیفیت سنکر ڈر گئے اور اُن سے مڈبھیڑ ہونے اور ارض مقدسہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا[۱] تا آنکہ اللہ تعالیٰ اُنکے دشمنوں کو دوسروں کے ہاتھوں نہ ہلاک کر دے۔ اللہ جلشانہ نے اُن کی اس نافرمانی پر سخت

[۱] اس واقعہ کو جناب باری تعالیٰ کلام پاک میں یوں بیان فرماتا ہے کہ جب موسیٰ نے کہا یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علٰی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (اے میرے قوم داخل ہو زمین پاک میں جسکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے اور نہ پھر جاؤ اپنی پیٹھ پھیر کر ورنہ پھر کو لوٹو گے نقصان پذیر ہوکر) قالوا یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتی یخرجوا منہا فان یخرجوا منہا فانا داخلون (اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اُس میں قوم جبارین ہیں ہم اُس میں ہرگز داخل نہ ہونگے جب تک وہ اُس سے نہ نکلیں گے۔ پس جب وہ اُس میں سے نکل جائینگے تو ضرور ہم اُسیں داخل ہوں گے) قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون (دو شخصوں نے (یعنی کالب اور یوشع) اُن میں سے کہا جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے اُنپر انعام کیا تھا کہ تم لوگ داخل ہو اُن کے دروازوں میں اور جبکہ تم داخل ہو گئے تو بیشک تم ہی غالب ہو جاؤ گے) وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین (اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان والے ہو) قالوا یا موسیٰ انا لن ندخلہا ابدا مادامو فیہا فاذہب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون (اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز اُسیں داخل نہ ہونگے جب تک کہ وہ اُسیں رہینگے پس تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑیں ہم یہیں بیٹھے ہیں) قال رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین (موسیٰ نے کہا اے میرے رب بیشک میں سوائے اپنی ذات اور بھائی کے کسی پر اختیار نہیں رکھتا ہوں پس جدائی ڈالدی ہم میں اور نافرمان قوم میں) اللہ تعالیٰ نے جناب موصوف کی یہ دعا قبول فرمائی

ناراضی ظاہر کی اور انلوگوں پر باستثناء کالب ویوشع ارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کردیا چنانچہ بنی اسرائیل چالیس برس تک سینا اور فاران کے میدان میں مابین جبال شراۃ و سرزمین ساعیر و بلاد کرک و شوبک حیران و پریشان پھرتے رہے اور موسیٰؑ اُن کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ سے اُسکی الطاف و مرحمت مانگتے رہے اور انکی سختیونکو اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے دفع کرتے رہے انھیں ایام میں بنی اسرائیل نے بھونک کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے مَنّ[1] (یہ سفید رنگ کے دانے دھنیاں کے دانوں کی طرح زمین پر منتشر ملتے تھے) نازل فرمایا بنی اسرائیل اُسکو پیستے تھے اور روٹیاں پکا کر کھاتے تھے بعد اسکے انکو گوشت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سلویٰ (یہ ایک قسم کے پرند تھے جو دریا کی جانب سے آتے تھے) بھیجا دتوں یہ مَنّ کی روٹیاں اور سلویٰ کا کباب کھاتے رہے پھر بنی اسرائیل نے پانی طلب کیا موسیٰؑ کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم ہوا جس سے بارہ چشمے نکلے۔

ان واقعات کے بعد قورح[2] بن الیصہر بن قاہث (موسیٰؑ بن عمران بن قاہث کے چچازاد بھائی) نے موسیٰؑ کی مخالفت شروع کی اور انکے خلاف شان و رتبہ کلمات ناملائم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۵) اور ارشاد فرمایا فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین (بیشک وہ زمین مقدس اُنپر چالیس برس کے لئے حرام کردیگئی ہے وہ سرگرداں زمین میں پھریں گے پس تو نافرمان قوم پر افسوس نکر) (چھٹا پارہ سورہ مائدہ)

[1] مَنّ و سلویٰ کے اُترنے سے پہلے بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تھی کیونکہ اُنکے خیمے پھٹ گئے تھے دھوپ سے اُنکو بچا نہ سکتے تھے اللہ جلشانہ نے اُنپر سایہ کرنے کو ایک ابر کا ٹکڑا بھیجدیا جیسا کہ آیۂ کریمہ وظللنا علیکم الغمام الخ (یعنی ہم نے ابر کا سایہ کردیا) سے ظاہر ہوتا ہے۔

[2] قورح بن الیصہر کے ساتھ اس مخالفت میں داتم۔ ابیرام، اون بن قلت اور ڈھائی سو بنی اسرائیل کے نامی نامی سردار شریک تھے انھوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم کس وجہ سے اپنے کو کل

کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اُسکے ساتھ ہو گیا اللہ جل شانہ کے حکم سے زمین پھٹ گئی اور کل مخالفین موسیٰؑ اُس میں دھنس گئے۔ بعدہٗ بنی اسرائیل نے دشمنوں کی طرف بڑھنے کا قصد کیا موسیٰؑ نے اُنکو روکا گروہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے عمالقہ کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ انھوں نے اُنکو قتل کیا، ہزیمت دی، موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لئے استغفار کرتے رہے پھر ملک روم سے ارض مقدسہ میں جانے کی اُس کے ملک سے ہو کر اجازت طلب کی اُسنے راستہ دینے سے انکار کیا اور ارض مقدسہ تک نہ جانے دیا بعد ازاں ہارونؑ کا ایکسو تیئس[۱] برس کی عمر میں یوم خروج مصر سے چالیسویں برس میں انتقال ہوا۔ بنی اسرائیل کو اِن کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ہارونؑ اِن پر کمال عنایت کرتے تھے اور اِنسے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہارونؑ کے انتقال کے بعد اِنکے لڑکے عیزار اُنکے قائم مقام ہوے۔

پھر بنی اسرائیل کنعانیوں کے بعض ملوک سے ہم نبرد ہوے اور اُن کو سخت ہزیمت دی اُنکے مال واسباب کو جو کچھ اُنکے ساتھ تھا لوٹ لیا اور سیحون

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۶) بنی اسرائیل کے سرداروں سے افضل کہتے ہو نہ تم نے ہم کو انگور کے باغ اور سرسبز کھیت میراث میں دیدیا اور نہ وہاں ہکو لائے کہ جہاں شہد اور دودھ کا دریا بہتا ہو تم ہم کو اُس زمین سے نکال لائے ہو جہاں دودھ اور شہد کا دریا بہتا تھا (یعنی مصر سے) تاکہ اس بیابان میں ہم سب کو ہلاک کر ڈالو اور اُسپر طرہ یہ ہے کہ اپنے کو افضل بھی کہتے ہو (توریت)

[۱] بعد انتقال ہارونؑ۔ بنی اسرائیل یہ رنگ لائے اور کہنے لگے کہ موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے موسیٰؑ کو یہ سنکر سخت رنج وغصہ پیدا ہوا آپ نے جناب باری سے التجا کی اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی ہارونؑ کا تابوت مابین السماء والارض دکھائی دیا۔ ہارونؑ بحکم الٰہی متکلم ہوے کہ مجھکو موسیٰؑ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرا ہوں تب کہیں بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کی جان چھوڑی اور اُنکی تصدیق کی (ابن اثیر)

بادشاہ عموریین (کنعان) کے ملک سے ہوکر ارض مقدسہ جانے کی اجازت طلب کی سیحون نے اس سے انکار کیا اور اپنی قوم کو مجتمع کر کے بنی اسرائیل سے لڑا۔ بنی اسرائیل نے اسکو بھی ہزیمت دی اور اُسکے ملک پر حدود بنی عمون تک قبضہ کرلیا اور وہیں جا اُترے۔ یہ شہر بنی مواب کے تھے انپر کسی زمانہ میں سیحون متصرف ہوگیا تھا۔ بعدازاں یہ لوگ کنعان کے ایک سربرآوردہ شخص عوج[1] بن عوق اور اُسکی قوم سے لڑے اُسکو اور اُسکی اولاد کو قتل کرڈالا اور اُسکے ممالک پر اُردن سے اطراف اریحا تک آپ وارث و مالک بنگئے بادشاہ بنی مواب اِن واقعات کو سُن کر بنی اسرائیل سے اسقدر خائف ہوا کہ اُس نے بنی مدین سے مدد طلب کی اور اُن کو اپنا معین وحامی بناکر بلعام بن باعور سے دعا کا خواستگار رہوا۔ بلعام[2] بن باعور ایک زاہد اور مستجاب الدعوات اور رہبر اسلام تھا

[1] عوج بن عوق یا عنق اسقدر طویل القامت تھا کہ موسیٰؑ کا قد دس گز کا تھا اور اسیقدر انکا عصا تھا اور اسیقدر آپ نے جست کی تب کہیں عوج کے پنڈلیوں پر چوٹ آئی اور وہ گر پڑا اسکی عمر تین ہزار برس بتائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

[2] بلعام بن باعور حضرت لوطؑ کے اولاد سے تھا اس نے پہلے دن بنی اسرائیل پر بددعا کرنے کے بارہ میں استخارہ کیا ممانعت آئی، دوسرے دن امراء بنی مواب کے کہنے سے استخارہ کیا کچھ جواب نہ آیا اُس نے بنی مواب کی التجا قبول کرنے سے انکار کردیا۔ بنی مواب اُس کی بیوی کے پاس گئے اور اسکو کچھ دیکر اُس کے ذریعہ سے بلعام بن باعور کو مجبور کیا۔ یہ اپنے گدھے پر سوار ہوکر چلا۔ اسکا گدھا راستہ میں تین بار بیٹھ بیٹھ گیا مجبور ہوکر اس نے گدھا چھوڑ دیا۔ پیادہ پا اُنکے ساتھ بنی اسرائیل کا لشکرگاہ دیکھنے کو گیا۔ جب دعاء بد کرنے کا ارادہ کرتا تھا اُسکی زبان میں لکنت آجاتی تھی دوبار ایسا ہی ہوا تیسرے بار اُسکی زبان سینہ تک لٹک آئی تب بلعام بن باعور نے کہا کہ مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں گئی اب سوائے مکر اور حیلہ کے کچھ نہیں ہے اسکے بعد اس نے بنی مواب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل میں خرید و فروخت کے لئے بھیجدیں انہیں سے

(خوابوں کا تعبیر بیان کرنے والا) تھا مابین بلاد بنی عمون و بنی مواب رہتا تھا جس وقت اس نے باستدعاء بادشاہ مواب دعا کرنے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام دعا کرنے سے منع کیا مگر بادشاہ بنی مواب کے اصرار سے مجبور ہو کر بادشاہ کے ساتھ بلند اور اونچے مقام پر چڑھ گیا اس نے اسکو بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دکھایا اس نے اُن کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول اُٹھا یہ لوگ موصل تک قابض ہو جائیں گے۔ بعد ازاں ایک گرد ■ ارض روم سے نکلے گی وہ اُن پر غالب آئے گی بادشاہ کو بلعام کے ان کلمات پر غصہ آیا وہ اپنے شہر کو لوٹ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل مواب اور مدین کی لڑکیوں کے ساتھ زنا کرنے لگے۔ اللہ جلشانہ نے ان پر اپنا غضب نازل فرمایا اور اُن میں طاعون کی بیماری پیدا کر دی جس سے چوبیس ہزار بنی اسرائیل مر گئے ایک روز فنحاص بن عیزار بن ہارون ایک بنی اسرائیل کے خیمہ میں گھس گئے وہ بنی مدین کے ایک عورت کو لئے ہوئے سو رہا تھا فنحاص کو اسقدر غصہ آیا کہ برداشت نہ کر سکے اور ایسا نیزہ مارا کہ دونوں چھد گئے اسکے بعد بنی اسرائیل سے قہر الٰہی اُٹھ گیا اور طاعون دفع ہو گیا۔

اسکے بعد موسیٰ اور عیزار (عزیز) بن ہارون کو بنی اسرائیل کے شمار کرنے کا حکم دیا گیا بعد انقضاء مدت مقررہ چہل سال وفنا ہو جانے بنی اسرائیل کے اس گروہ کے کہ جس پر ارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا تھا اور نیز بنی مدین پر جنھوں نے کہ بنی مواب کی مدد کی تھی حملہ کرنے کا حکم ہوا۔ موسیٰ نے بارہ ہزار بنی اسرائیل کو بسرگروہی فنحاص بن عیزار بنی مدین کی طرف روانہ کیا۔ بنی مدین جی توڑ کر لڑے اور برابر بنی اسرائیل کے ہر حملے کا جواب دیتے رہے تا آنکہ بنی اسرائیل فتح نصیب ہوئے انھوں نے اُنکے بادشاہ کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۰) ایک نے بھی انکے ساتھ زنا کر لیا تو کامیابی کی صورت نکل آئے گی بلعام کی اس رائے کو بادشاہ بنی مواب نے پسند کر لیا اور اسپر عملدرآمد کیا اسوجہ سے بنی اسرائیل میں زنا پھیلا اور بلعام بن باعور مردود بارگاہ ایزدی ہوا (ابن اثیر)

قتل کر ڈالا اُنکی عورتوں کو گرفتار کر لیا اُنکے اموال کو باہم تقسیم کر لیا۔ پھر بنی مدین عموریین اور بنی عمون اور بنی مواب کے ممالک چھین لئے اور انکو تقسیم کر کے اردن کے کنارے جا اترے اللہ جل شانہ نے فرمایا "میں نے تم کو اردن سے فرات تک کا مالک کر دیا جیسا کہ تمھارے آبا و اجداد سے وعدہ کیا تھا" اور کسی مصلحت سے بنی اسرائیل کو عیصو کی لڑائی سے منع کر دیا اور اُنکی شریعت اور احکام اور وصایا کی تکمیل کر کے موسیٰؑ کو ایکسو بیس برس کی عمر میں اپنے جوار رحمت میں بلا لیا اور یوشع سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ ارض مقدسہ میں جائیں اور وہیں قیام پذیر ہوں اور اُس شریعت پر جو کہ اُنپر فرض کیگئی ہے عمل کریں۔ موسیٰؑ بعد تکفین سرزمین مواب کی وادی میں دفن کر دئے گئے اُنکی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا۔

موسیٰؑ کا حلیہ

موسیٰؑ کے بال گھونگھر والے طویل القامت، سریع الغضب تھے ان کی زبان کے کنارے پر ایک داغ تھا جسکی وجہ سے وہ لکنت کرتے تھے قارون بن یصہر بن قاہث آپ ہی کے زمانہ میں بلکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ یہ بہت بڑا دولتمند تھا اسکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے خزاین کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ اسنے کثرت مال و خزانہ کی وجہ سے بے دینی اختیار کی۔ لوگوں نے اسکو لاکھ سمجھایا مگر اُس نے ایک نہ مانی موسیٰؑ اُسکے پاس گئے اور اُس کو زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور یہ فرمایا کہ ہزار دینار میں سے ایک دینار اور علیٰ ہذا ہر ہزار چیز سے اُس جنس کی ایک چیز زکوٰۃ نکالنا چاہئے۔ قارون نے جب حساب کیا تو زکوٰۃ کا مال بحساب ہوا اُس کو مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے سے روک دیا۔ اور موسیٰؑ کو زنا کی تہمت لگانے پر آمادہ ہو کر ایک عورت کو تیار کر لیا۔ چنانچہ ایک روز جسوقت موسیٰؑ وعظ میں فرما رہے تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مفتری پر دُرّے پڑیں گے۔ زانی پر سَو دُرّے لگائے جائیں گے اور اگر با اہل ہوگا تو سنگسار کیا جائے گا۔ قارون یہ سنکر بول اُٹھا کہ اگر تم نے ایسا کیا ہو۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میری بھی یہی سزا ہوگی۔ قارون نے یہ سنتے ہی ایک عورت کو بلایا جسکو پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰؑ نے اُس عورت سے کہا

طبری کہتا ہے کہ موسیٰؑ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ عہد فریدوں میں بیس برس اور زمانہ حکومت منوچہر میں ایکسو برس رہے۔ اور بعد از انتقال موسیٰ۔ یوشعؑ۔ اریحا کیطرف بڑھے اور قوم جبارین کو ہزیمت دی اور بلعام بن باعور جباریوں کے ساتھ تھا اُسنے یوشع کےلئے بددعا کی مگر درجہ اجابت کو نہ پہونچی اُلٹے قوم جبارین کی طرف لوٹا دی گئی سدی کہتا ہے کہ بلعام بن باعور۔ بلقار کا رہنے والا تھا وہ اسم اعظم کو جانتا تھا کنعانیوں نے اُس سے دعا کی خواستگاری کی پہلے تو اُس نے انکار کیا مگر جب کنعانیوں نے زیادہ اصرار کیا

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۰ کہ میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں اُسکی جس نے توریت نازل کی ہے کیا تیرے ساتھ موسیٰ کام کیا ہے جو یہ کہہ رہا ہے؟ اُس عورت نے کہا نہیں! بلکہ اس نے مجھکو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا تھا۔ موسیٰؑ کو سخت غصہ آیا اور آپ نے زمین سے فرمایا خذیہم (یعنی انکو لے) زمین پھٹ گئی اور قارون دھسنے لگا اور بار بار موسیٰ ارحمنی یا موسیٰ ارحمنی" (اے موسیٰ مجھپر رحم کر) کہتا رہا مگر موسیٰ نے اُسکے کہنے پر خیال نہ کیا اور وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے

منجملہ اُن معجزات کے کہ جو موسیٰؑ کے عہد میں واقع ہوئے تھے اور انکو اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک میں یاد فرمایا ہے۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات تھی۔ مورخ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے اسکو ترک کر دیا ہے مگر اور مورخین مثلاً طبری وغیرہ نے اس واقعہ کو موسیٰ کے خاتمۂ اخبار پر تحریر کیا ہے۔ بعض مورخ کا یہ خیال ہے کہ جن موسیٰ اور خضر سے ملاقات ہوئی تھی وہ یہ موسیٰ بن عمران نہ تھے بلکہ وہ منسا بن یوسف کی اولاد سے تھے مگر عام طور پر علماء فقہاء و مفسرین صحابہؓ اسکے خلاف بیان فرماتے ہیں اور صاف لفظوں میں لکھتے ہیں کہ موسیٰؑ بن عمران جنپر توریت نازل ہوئی تھی وہی خضر سے ملے تھے اور انکا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز موسیٰ بنی اسرائیل میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے اثناء وعظ میں ایک شخص نے کہا کہ اے کلیم اللہ آپ روئے زمین میں سب سے زیادہ عالم ہیں موسیٰ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت وحی نازل فرمائی "میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں

تو اُس نے انکی التجا قبول کرلی اور بنی اسرائیل کے جبل حسان پر چڑھ کر دعاء بد کی۔ اللہ جلشانہ نے اُسکی بددعاء کو نادی توریت سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بلعام بن باعور زمانہ موسیٰؑ میں تھا اور انھیں کے عہد میں مارا گیا۔

سدی اریحا کی فتح کی کیفیت اس طور سے تحریر کرتا ہے کہ یوشعؑ بعد وفات موسیٰؑ تابوت شہادت ہمراہ لئے ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ نہر اردن عبور کر کے کنعانیوں سے ہم نبرد ہوئے۔ لڑائی کے دن آفتاب قریب غروب ہو گیا تھا یوشعؑ کی دعا سے آفتاب ٹھہر گیا یہانتک کہ کنعانیوں کو ہزیمت ہوئی بعد ازاں وہ اریحا کا چھ مہینہ تک محاصرہ کئے رہے ساتویں مہینہ بنی اسرائیل نے ایسا ملہ اور قوی حملہ کیا کہ شہر پناہ ٹوٹ گیا اور بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور اہل شہر کو گرفتار اور قتل کیا بعض محلات کو جلا دیا، اور آپس میں کنعانیوں کے ممالک کو تقسیم کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۱) رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے" موسیٰؑ کو یہ سنکر اُن سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور حسب ہدایت باری یوشعؑ کو ہمراہ لیکر خضرؑ سے تعلیم کی غرض سے ملنے کو گئے اور اُنکے ہمراہ بعد روکد کے براہ دریا روانہ ہوئے۔ پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ خضرؑ نے کشتی سے اُترنے کے وقت اس میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰؑ نے جھٹ اعتراض کر دیا خضرؑ نے کہا کہ الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا (یعنی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا؟) موسیٰؑ نے کہا" مجھے معاف فرمایئے میں بھول گیا تھا اب ایسا نہ ہوگا،، بعد اسکے تھوڑی دور آگے چلکر چند لڑکے کھیلتے نظر آئے خضرؑ نے اُن میں سے ایک کو مار ڈالا۔ موسیٰؑ نے پھر اعتراض کر دیا خضرؑ نے پھر اُس قول کی یاد دہانی کرائی اور موسیٰؑ نے عذر خواہی کی اور یہ کہا" اب اگر میں پھر آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھکو اپنے ساتھ سے جدا کر دیجئے گا،، بعد ازاں آگے بڑھے بھوکے پیاسے ایک گانوں میں پہونچے، گانوں والوں نے باوجود طلب کے انکو کھانا نہ دیا۔ گانوں کے باہر نکلے

کتب اخبار بیّن شہادت دے رہی ہیں کہ عمالقہ جو شام میں تھے جن سے یوشعؑ لڑے تھے اور اُنکے سب سے پچھلے بادشاہ کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسکا نام سمیدع بن ہوبر بن مالک تھا۔ یوشعؑ اُس سے اور بنی مدین سے انھیں کے ممالک میں لڑے تھے اُسی واقعہ کی طرف عوف بن سعد الجرہمی اشارہ کرتا ہے۔

الم تر ان العلمی بن ھوبر — کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ابن ہوبر علقمی کا
بایلة امسی لحمه قد تمزعا — مقام ایلہ میں اُس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
تدامت علیه عن یهود جحافل — لشکرائے یہود نے اُس پر حملہ کیا جن کی تعداد
ثمانون الفا حاسر این و ذرعا — اسّی ہزار تھی بعض اُن میں بے زرہ کے تھے اور بعض زرہ پہنے تھے

ان عمالقہ کے نسب میں جو کچھ علماء نسب کا اختلاف تھا اُسکو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ عملیق بن لاد زیا عمالق بن الیفاز بن عیصو ثانی کی نسل سے ہیں

(نوٹ بقیہ) تو ایک دیوار سر راہ کج نظر آئی خضرؑ نے اُسکو سیدھی کر دیا موسیٰ سے ضبط نہو سکا پھر اعتراض کر دیا خضر نے حسب اقرار موسیٰؑ هذا فراق بيني وبينك (یعنی اسوقت مجھ سے اور تجھ سے جدائی ہے) کہہ کر موسیٰؑ کو اپنے ہمراہی سے جدا کر دیا، اور علیحدگی کے وقت اِن تینوں باتوں کا سبب یہ ظاہر کیا کہ کشتی کے توڑنے کی یہ وجہ تھی کہ وہ غریب کی تھی وہ لوگ اسی ذریعہ سے معاش پیدا کرتے تھے اگر وہ درست رہتی تو بادشاہ اُنکو جبراً لے لیتا کیونکہ وہ ہر کشتی کو تعدّی و ظلم سے گرفتار کر لیتا ہے اور لڑکے کے مارنے کی یہ علت تھی کہ اُس کے باپ وماں مسلمان تھے اور یہ بُت پرست اور بدمعاش ہوتا اس کے کفر سے اُن کو صدمہ پہونچنے کا ہم کو خیال ہوا اسوجہ سے ہم نے اُسکو مار ڈالا اور دیوار سیدھی اسوجہ سے کر دی گئی کہ اُسکے نیچے دو یتیموں کے خزانے تھے اور اور اُنکے باپ وماں نیک کردار تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور رہا کہ بعد بلوغ اپنے خزائن لے لیں اسوجہ سے اُسکو سیدھی کر دی اسکے بعد خضرؑ موسیٰؑ کے نظروں سے غائب ہو گئے اور موسیٰؑ مع یوشعؑ کے مصر واپس آئے۔

بنی اسرائیل اور علماء عرب کا یہی خیال ہے۔

باقی رہا وہ گروہ جو شام میں اندنوں موجود تھا پس انہیں سے اکثر بنی کنعان سے تھے جنکا تذکرہ اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور انکے شعوب ہم بیان کر چکے ہیں۔ بنی ارم عموں کی اولاد اور بنی مواب۔ لوط کی نسل سے ہیں اور تیسرے ان میں سے اہل تستیعر اور جبال شرات ہیں جو بلاد کرک وشوبک وبلقاء میں رہے پھر بنی فلسطین بنی حام سے حکمراں ہوئے انکے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ کنعانیوں سے تھا پھر بنی مدین اور عمالقہ ہوئے۔

چونکہ بنی اسرائیل کو سوائے کنعانیوں کے ممالک کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ تھی لہذا انھیں کے ممالک پر انہوں نے قبضہ حاصل کیا اور اسی کو باہم تقسیم کرلیا اور اسی کی انکو میراث ملی اور غیر کنعانیوں کے ملک میں ان کو سوائے معمولی تصرف کے اور کوئی بات حاصل نہ تھی۔

کتب اخبار میں میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنیکے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کو روانہ کیا تھا ان دنوں وہاں عمالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور انکے بادشاہ کا نام ارم بن ارقم تھا۔ بنی اسرائیل نے اسکو اور اسکی قوم کو زیر کیا اور بعد فتحیابی کے شام کی طرف واپس ہوئے۔ لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں نہ داخل ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یثرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنکو انھوں نے فتح کیا تھا لوٹا دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر تکمیل فتح کی۔ اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ انھیں کے پچھلے نسلو نسلے یہود خیبر و قریظہ ونضیر ہیں۔ لیکن بعض یہود اس واقعہ کا اعتراف نہیں کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ طالوت کے زمانہ حکومت میں گذرا ہے۔ واللہ اعلم۔

حکام بنی اسرائیل یوشع کے انتقال واستکمال فتح کے بعد بنی اسرائیل نے

شریعت کی پابندی چھوڑ دی اوامر کی بجاآوری اور نواہی سے احتراز کرنے لگے اور قومیں جو سرزمین شام میں رہتی تھیں وہ ہر طرف سے بنی اسرائیل پر حملے کرنے لگیں بنی اسرائیل کا ان دنوں یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ شوریٰ سے کل کام کرتے تھے اور ایک شخص کو اپنی جماعت سے منتخب کر لیتے تھے اور اُسی کی ماتحتی میں لڑتے بھی تھے اور اُنکو یہ اختیار ہوتا تھا کہ جب وہ چاہتے کسی دوسرے کو جسے وہ افضل سمجھتے اُس کو قائم مقام کر دیتے تھے کبھی کبھی کوئی نبی بھی مبعوث ہو جاتا تھا جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے اُنکے کاموں کو سرانجام دیتا تھا اسی کیفیت اور حالت کے ساتھ بنی اسرائیل نے تین سو برس گذرانے اور اُن میں کوئی زبردست بادشاہ نہوا اور اطراف وجوانب کے ملوک اُنکو اپنے ہتھیاروں سے ڈراتے تھے تا آنکہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی شمویل سے التجا کی کہ اُن میں ایک بادشاہ پیدا کیا جائے چنانچہ پہلے طالوت اور بعدہٗ داؤد ہوئے اسکے بعد پھر اُن کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور اُنکے دشمن ذلیل وخوار ہو گئے جیساکہ ہم بیان کرنے والے ہیں۔

اس زمانہ کو جو ابن یوشع اور طالوت کے گذرا ہے اُسکو زمانہ حکام اور زمانہ شیوخ کہتے ہیں ہم اُن کل حکام کو جو اس زمانہ میں گذرے ہیں بالترتیب نہایت صحیح طور سے بیان کیا چاہتے ہیں جیساکہ طبری اور مسعودی نے لکھا ہے اور اُس سے حمنا حماۃ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور ہروشیوش مورخ روم نے اپنی کتاب میں اور اسکے مترجمین علماء قرطبہ اور قاسم ابن اصبغ نے تحریر کیا ہے۔

مورخیں موصوفین باتفاق بیان کر رہے ہیں کہ یوشعؑ بعد فتح اریحا نابلس کیطرف بڑھے اور اُسپر قبضہ کر لیا وہیں یوسف کے تابوت کو دفن کیا جسکو حسب وصیت جناب یوسفؑ صدیق مصر سے روانگی کیوقت اپنے ہمراہ لائے۔ طبری کہتا ہے کہ یوشعؑ نے بعد فتح اریحا شہر عائی (یہ بھی ملوک کنعان کا تھا) پر چڑھائی کی تھی اس کے

بادشاہ کو قتل کرکے شہر جلا دیا تھا اور خیقون بادشاہ عمان اور بارق بادشاہ یروشلیم یوشع کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جزیہ دیکر صلح کرلی تھی، اطراف دمشق سے شاہ ارمن نے خیقون پر حملہ کیا اُسنے یوشع سے امداد مانگی یوشع نے اُسکی امداد کی اور شاہ ارمن کا حوران تک تعاقب کیا اور اُسکو گرفتار کرکے وہیں سولی دیدی اسکے بعد شام کے تقریباً اکتیس بادشاہوں نے اُن کی اطاعت قبول کرلی اسی زمانہ میں انھوں نے قیسار یہ پر بھی قبضہ حاصل کرلیا اور ملک کو بنی اسرائیل میں تقسیم کردیا جبل مقدس کالب بن یوقنا کو مرحمت کیا چنانچہ یہ مع بنی یہودا کے شہر یروشلیم میں سکونت پزیر ہوئے اور قبہ عبادت جس میں تابوت شہادت تھا اور قربانگاہ اور میز اور شمعدان کو صخرہ پر بیت المقدس میں رکھا۔ اور بنی افرائیم کنعانیوں سے جزیہ لیتے تھے بعدہٗ یوشع کا انتقال ہوگیا۔ سفر الحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع نے اپنے حکومت کے اٹھائیسویں سال ایکسوبیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ طبری کہتا ہے کہ جناب موصوف نے ایکسو چھبیس برس کی عمر پائی۔ مگر اول روایت زیادہ قابل وثوق اور صحیح ہے۔ پھر طبری کا یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں یوشع نے بیس برس زمانہ منوشہر (چہر) میں اور سات سال عہد افراسیاب میں حکومت کی اور شاہ یمن شمر بن الملوک حمیری۔ زمانہ موسیٰؑ و بنی ظفار میں تھا اور اُسنے عمالقہ کو یمن سے نکال باہر کیا تھا۔

بعد یوشع کے کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا۔ بنی اسرائیل کے مصالح اور مدبر اور فنحاص بن عیزر بن ہارون بنی اسرائیل کے نماز اور قربانگاہ کے متولی ہوئے۔ طبری کہتا ہے کہ کالب کے ساتھ حزقیل بن یودی بھی صلاح و تدبیر کر رہے تھے انکو ولد العجوز (بڑھیا زادہ) بھی کہتے تھے اسوجہ سے کہ یہ بطن مادر سے انکی کبر سنی میں عقیمہ ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے اور وہب ابن منبہ سے روایت کی گئی ہے کہ حزقیل نے کالب کے بعد بنی اسرائیل کی اصلاح کی تھی مگر اسکا ذکر

سفر الحکام میں نہیں آیا ہے۔
یوشع کے بعد بنی یہودا اور بنی شمعون مجتمع ہو کر کنعانیوں سے جنگ کرنے گئے اور انھوں نے اُنکو قتل کیا، ان کے شہروں کو لوٹ لیا، ان کے بادشاہ کو مار ڈالا۔ ازاں عزہ اور عسقلان کو فتح کر کے کل پہاڑیوں پر قبضہ حاصل کر لیا مگر غور سے نہ لڑے اور نہ اسکو مارا۔
سبط بنیامین کے حصہ میں یونانیوں کے مالک تھے وہ اُن سے خراج لیتے تھے رفتہ رفتہ یہ اُن میں مل جل گئے اور فرط اختلاط سے یونانیوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے اُنپر بادشاہ جزیرہ کو مسلط کر دیا جسکا نام کوشان سقنایم (یعنی اظلم الظالمین) تھا اس کے نسبت لوگوں کے مختلف خیال بیان کئے جاتے ہیں بعض اس کو شاہ ارمن و جزیرہ و دمشق و حوران و صیدا التحریر کرتے ہیں اور بعضے اس کو بحرین کا حاکم بتاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ ارومی کی اولاد سے ہے اور طبری کہتا ہے کہ یہ لوط کی نسل سے تھا بہر کیف بعد وفات کالب بن یوقنا کے بنی اسرائیل آٹھ برس تک کوشان شقنایم کے ماتحتی میں رہے پھر عثنیال بن قناز بن یوقنا برادر زادہ کالب بنی اسرائیل کے پیشوا اور ان کے کاموں کے مدبر ہوئے اور وہ کوشان سے لڑے اس کو قتل کر کے بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نکالا عثنیال کا تمام زمانہ حکومت لڑائیوں میں صرف ہوا کبھی تو وہ بنی مواب سے لڑتے تھے اور گاہے بنی عمون (اسباط لوط) سے صف آرا ہوتے تھے اور عمالیق پر فوجکشی کرتے تھے غرضکہ وہ اسی حالت میں رہے تا آنکہ اپنی حکومت کے چالیسویں برس انتقال کیا۔ اس کے بعد پھر بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انپر بادشاہ بنی مواب کو مسلط کر دیا (جسکا نام عغلون تھا) اٹھارہ برس تک اس کی غلامی میں رہے۔ اللہ پاک کو اُن کی مسکنت پر رحم آیا اور ایہود بن کارا کو سبط افرائیم سے یا بروایت ابن حزم سبط بنیامین سے بنی اسرائیل کا مصلح اور ان کے کاموں کا مدبر بنایا انھوں نے بنی اسرائیل کو بنی مواب کی غلامی سے نکالا اور اُن کے بادشاہ عغلون کے پاس ایک قاصد بنی اسرائیل کی طرف سے

کچھ تحفے اور ہدیئے لیکر روانہ کئے قاصد نے تنہائی میں موقع پاکر عقلون کو ایک نیزہ مارا جس سے وہ تڑپ کر مرگیا اور اس حیلہ سے عقلون کی زندگی کا خاتمہ کردیا گیا اس واقعہ کے بعد قاصد افرائیم کے پہاڑوں پر چلا آیا۔ بنی اسرائیل یہ سنکر اکٹھا ہوئے اور بنی مواب کے شاہی محل پر چڑھ آئے تقریباً دس ہزار حراس (نگہبانوں) کو قتل کر ڈالا اور بنی مواب کے کاروبار کو زیر و زبر کردیا۔ ایہوذ اپنی دولت و حکمرانی کے اسی برس کے بعد انتقال کرگیا بجائے اسکے شمکار بن عنات۔ سبط کا دسے بنی اسرائیل کا حاکم اور ان کے کاموں کا متولی ہوا اور ایک برس حکومت کرکے مرگیا۔ بنی اسرائیل بدستور سرکشی و خود رائی پر جمے رہے۔ اللہ جل و علی ذکرہ نے انکے غرور توڑنے کے لئے بادشاہ کنعان کو ان پر غالب کردیا جس کا نام یافین تھا اُسنے اپنے سپہ سالار سمیرا کو بنی اسرائیل کے زیر کرنے کو بھیجا جس نے اُنکے ملک پر قبضہ کرلیا اور بیس برس تک اُنپر حکومت کرتا رہا تا آنکہ وافورا[1] کاہنہ سبط نفتالی یا بروایت دیگر سبط افرائیم سے اٹھی اور بنی اسرائیل کو لے کر کنعانیوں پر چڑھ آئی کنعانیوں کو سرمیدان سخت ہزیمت دیکر ان کے سپہ سالار سمیرا کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت سے نکال لیا چالیس برس تک باعانت اپنے شوہر بارق بن ابی نوعم کے حکومت کرتی رہی۔

ہروشیوش مورخ روم لکھتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں سب سے پہلا رومی بادشاہ لاطینون کا انطاکیہ میں تبقش بن شطونش گزرا ہے جو قیاصرہ روم کا جد اعلےٰ ہے۔

وافورا اپنے تولیت کے چالیسویں سال انتقال کرگئی اور بنی اسرائیل اسکے بعد پھر

[1] وافورا۔ باروق یا بیدوق بن ابو نعم کی بی بی تھی وافورا نے اپنے شوہر کو کنعانیوں سے لڑنے کی ترغیب دی تھی اُسنے تنہا لڑنے سے انکار کیا تب وافورا نے بنی اسرائیل کو اکٹھا کرکے اپنے شوہر کے معیت میں کنعانیوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئی۔

کفر و الحاد کے مرکز کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے اُنپر اس مرتبہ اہل مدین اور عمالقہ کو غالب کر دیا۔

طبری کہتا ہے کہ ابناء لوط جو حجاز میں رہتے تھے وہ انکو سات برس تک اپنا محکوم بنائے رہے بعد ازاں بنی اسرائیل نے سبط منسی بن یوسف سے کدعون بن یواش کو منتخب کیا۔ کدعون بن یواش جسوقت بنی اسرائیل کے اصلاح اور درستی میں مصروف ہوا اسوقت مدین میں دو بادشاہ تھے ایک کا نام رانج اور دوسرے کا نام صلمناع تھا اُنھوں نے بنی اسرائیل پر بسر گروہی اپنے سپہ سالاروں عودلیف اور زدلیف کے فوجیں روانہ کیں۔ بنی اسرائیل کو پہلے ان کا مقابلہ کرنا بہت شاق اور دشوار معلوم ہوا مگر کدعون کی استقلال سے بنی اسرائیل اسکے ساتھ نکلے اور بنی مدین کے لشکر کو مار بھگایا، بے انتہا مال غنیمت لوٹ لیا۔ کدعون نے چالیس برس کے اندر اپنے کل دشمنوں کو زیر کر دیا اور بہت بڑے استقلال اور خوش اعتقادی کے ساتھ توریت کے احکام کا پابند رہا اس کے ستر لڑکے تھے اسی کے زمانہ حکومت میں شہر طرسوس اور بروایت جرجیس ابن عمید ملطیہ بھی آباد کیا گیا اسکے انتقال کے بعد ابو ملیخ ابن کدعون اسکا قایمقام ہوا۔ اسکی (یعنی ابو ملیخ کی) ماں بنی شخام بن منسی بن یوسف اہل نابلس سے تھی اس نے اُسکو مال و اسباب سے مدد پہونچائی اور بنی ابیب کو نیست ونابود کر دیا بعدہ بنی شخام سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں اور انھیں لڑائیوں میں جبکہ یہ کسی قلعہ کا محاصرہ کئے تھا شہر پناہ کے فصیل سے ایک عورت نے اسپر ایک پتھر مارا جس سے یہ سخت زخمی ہو گیا اور اپنے خاص مصاحب سے یہ کہا کہ مجھکو شباشب یہاں سے لیچلو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسکو عورت نے مارا ہے چنانچہ یہ اسکو وہاں سے لیکر روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے تیسرے برس اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔ اسکے بعد طولاع ابن فوا سبط بساخو سے اسکا قایمقام ہوا۔

طبری لکھتا ہے کہ یہ ابو ملیخ کا چچا زاد بھائی تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ (یعنی طولاع) اُسکا ماموں زاد بھائی تھا۔ کیونکہ یہ اور سبط سے ہے اور وہ دوسرے سبط سے اس نے تیس برس تک بنی اسرائیل کی اصلاح کی ہروشیوش مورخ روم بیان کرتا ہے کہ اس کے عہد حکومت میں شہر طرونیہ میں ملوک روم لاطینی سے برماشش بن ہنقش تھا ور اُس نے تینس سال حکومت کی تھی اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ الغرض اسکے مرنیکے بعد یا ییر بن کلعا و سبط منسی بن یوسفؑ سے بنی اسرائیل کے حکام رہے یہ جب مر گیا حکومت کی کرسی پر رہا بعد اسکے کل لڑکے جو تیس کے قریب تھے بنی اسرائیل کے حکام رہے یہ جب مر گیا تو بنی اسرائیل پھر گمراہ ہوگئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے انپر بنی فلسطین اور بنی عمون کو غالب کر دیا یہ انکو اٹھارہ برس تک اپنا غلام بنائے رہے تا آنکہ یفتاح سبط منسی سے بنی اسرائیل کا مصلح پیدا ہوا ور اُسنے بنی اسرائیل کو گمراہی سے پھیرا اسنے بنی عمون سے کسی امر کی التجا کی جب اُنھوں نے اس کے دینے سے انکار کیا تو وہ بنی اسرائیل کو لیکر بنی عمون پر حملہ کیا اور اُنکے بائیس گاؤں چھین لئے حالانکہ وہ تین سو برس سے بادشاہی کر رہے تھے۔ پھر سبط افرائیم نے بھی ان لڑائیوں میں کچھ حصہ لیا اور کل بنی اسرائیل متفق ہوکر اپنے دشمنوں کو زیر کرنے لگے چھ برس تک اُسنے بنی اسرائیل میں ایک مصلحانہ زندگی سے بسر کیا۔ اسی کے زمانہ میں یونان میں بہت بڑا قحط پڑا جس میں لاکھوں آدمی مر گئے پھر جب یفتاح مر گیا تو بنی اسرائیل کی زمام تدبیر و اصلاح ایصان کے ہاتھوں میں رکھی گئی جو سبط یہوداہ سے تھا اور بیت لحم میں رہتا تھا۔ اسکو مورخین حضرت داؤد علیہ السلام کا دادا بتاتے ہیں ایصان سلمون بن نحشون بن عمینا ذاب بن رم بن حصرون بن بارص بن یہودا کا لڑکا تھا اور یہ حصرون اُس کالب بن یوقنا کا دادا ہے جو بعد یوشعؑ بنی اسرائیل کا مصلح ہوا تھا اور نحشون بنی یہودا کا سردار تھا اُسی زمانہ میں

جبکہ بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور نحشون کا انتقال انھیں میدانوں میں ہوا تھا جہاں بنی اسرائیل حیران و سرگردان پھر رہے تھے۔ اسکا لڑکا سلمون۔ یوشع کے ساتھ اریحا میں داخل ہوا اور بیت لحم میں بیت المقدس سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا تھا۔ ہروشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ الیصان ہی کے زمانہ میں سریانیوں کا ملک جاتا رہا اور قوط اور زنبلا کے ساتھ لڑائیاں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم

الیصان نے بنی اسرائیل میں سات برس تک حکومت کی اسکے مرنیکے بعد سبط زبولون سے ایلون نامی انکے امور دینی اور دنیاوی کا متولی ہوا اور دس برس تک انکی اصلاح و تدبیر کرتا رہا جب یہ مر گیا تو عبدون بن ہلال افرائیم کی اولاد سے آٹھ برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اسکا نام عکرون بن ہلیان تھا اس کے چالیس لڑکے اور تیس پوتے تھے ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں شہر طرونہ شاہان روم لاطینی کا دار السلطنت ویران و خراب کیا گیا تھا عبدون کے مرنے کے بعد ہی اسرائیل میں پھر بے دینی پھیل گئی اور وہ بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اُنپر سخت ناراض ہوا اور اسیوجہ سے اُنکی حکومت چھین لی انکو بنی فلسطین کا رعایا بنا دیا بنی فلسطین چالیس برس تک اُنکو اپنا محکوم بنائے رہے تا آنکہ دان کی اولاد سے شمسون بن نوح نے چھڑایا شمسون کو شمسون القوی بھی اُسکی قوت و توانائی کی وجہ سے کہتے ہیں اور بعضے اسکو شمسون الجبار بھی کہدیتے ہیں یہ بڑے رعب و داب کا آدمی تھا اسنے بنی اسرائیل میں حاکمانہ طرز سے دس بلکہ بیس برس تک زندگی بسر کی اس سے اور بنی فلسطین سے بیحد لڑائیاں ہوئیں تھیں اُسنے انکو فتح اور اُنکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ ایک روز بنی فلسطین کے خانہ خدا میں اُنکے بتوں کے دیکھنے اور اُنسے ہمکلام ہونیکو گیا اور ایک کھمبہ پر تکیہ لگا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اتفاق سے وہ کھمبا ٹوٹ گیا اور مکان گر پڑا اُسکے نیچے شمسون معہ چند بنی اسرائیل کے دب کر مر گیا

اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں وہ اتفاق باقی نہ رہا ہر ایک سبط نے اپنے میں اپنا اپنا ایک ایک متولی اور حاکم منتخب کر لیا۔ مگر کہنونیت عیزار بن ہارون ہی کے اولاد میں رہی کہنونیت قربانگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور فتح و بخور کے شرائط پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

ابن عبید کہتا ہے کہ "شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم میخائیل بن راعین نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہے تھے انھیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فنحاص بن عیزار بن ہارون تھا۔ فتنہ فرو ہونے کے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے اس کے دو لڑکے تھے اور یہ دو کے دونوں نافرمان و سرکش تھے۔ سکے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہوتی تھیں انبیاء وقت ان کو بہت سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرنا تھا نہ پھرے آخر کار انکے بدکرداریوں نے یہ برا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ بنی اسرائیل تابوت شہادت لیکر بھاگے اور بنی فلسطین نے دوسرے راستہ سے ہوکر اسکو ان سے چھین لیا اور عالی بیطات کاہن کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

عالی کاہن کو جس وقت ان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تاسف و حسرت سے اسی سنہ میں اپنے حکومت کا چالیسواں سال پورا کر کے مر گیا۔ بنی فلسطین علاوہ تابوت شہادت کے بہت سا مال غنیمت لیگئے اور تابوت شہادت کو اپنے دارالحکومت عسقلان میں پہونچا دیا اور بنی اسرائیل پر جزیہ بھی قایم کر دیا بعد چندے

انھوں نے تابوت شہادت کو اُٹھوا کر بنی اسرائیل کی حدود میں رکھا دیا جو
بنی اسرائیل اُسکے قریب جاتا تھا مر جاتا تھا تا آنکہ شمویل کی اجازت سے دو شخص
اُسے اُٹھا لائے اور اُسکو اپنی ماں ارملہ کے پاس رکھدیا یہ تابوت وہیں رکھا رہا
اُس زمانہ تک کہ طالوت کو حکومت و سلطنت دیگئی۔"

بنی فلسطین نے اپنے کامیابی کے ساتویں مہینہ تابوت شہادت کو واپس کردیا
عالی کاہن نے اپنی حالت حیات ہی میں اپنے ابن عم (چچا کے لڑکے) شمویل بن کنا
بن یوام بن یاہد بن یاد بن سوف کو قربانگاہ وغیرہ کا کفیل اور متولی کردیا تھا۔
سوف، حاصاب بن الیان کا بھائی تھا بعضوں نے کہا ہے کہ شمویل فورح کی
اولاد سے اور وہ قارون بن یصھر بن قاہث بن لاوی ہے ۔ اور اسکو
اُسکی طرف اس طرح منسوب کیا ہے۔

" شمویل بن القنا ابن یروحام بن یہود بن یوحنا بن صوب بن القانا ابن یوئیل
بن عزیر ابن صنعینا بن تاحت بن اسر بن الفانا بن نشاسات بن قارون "

شمویل کی ماں نے جو وقت یہ حمل میں تھے یہ نذر کی تھی کہ انکو مسجد کا خادم
بنائیگی اسوجہ سے جب یہ پیدا ہوئے تو عالی ہیطات کاہن کو دے اُمیں عالی کاہن
نے اُنکی پرورش کی اور اپنے بعد کہو نیت کی وصیت کی۔ بعد ازاں اللہ جل شانہ نے
انکو بنی اسرائیل کی نبوت اور ولایت سے سرفراز فرمایا جناب موصوف بنی اسرائیل میں
دس برس تک وعظ و اصلاح کرتے رہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ وہ بیس برس تک
حکومت کرتے رہے بنی اسرائیل پر ان کی تعلیم و پند کا بہت بڑا اثر پڑا بت پرستی
چھوڑ کر حق پرستی کی طرف مائل ہوگئے اور نہایت کم مدت میں اپنی پریشان قوت
کو مجتمع کر کے اہل فلسطین سے اپنے گئے ہوئے اور کھوئے ہوئے شہروں کو واپس لیلیا
اور اپنے حالت سے گذرے ہوئے کاروبار کو سنبھال لیا۔ اسکے بعد شمویل نے

حکومت و ولایت کے کاروبار اپنے دونوں لڑکے یوال اور ابیا کے سپرد کردیا۔ انکی بدخصلتی، بدکرداری کی وجہ سے بنی اسرائیل یکجا ہوکر شمویل کے پاس گئے اور یہ خواہش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا ان میں ایک بادشاہ بنادے، چنانچہ جناب شمویل کی دعا سے طالوت کی ولایت کی وحی نازل ہوئی اور اسی وقت سے بنی اسرائیل کے امرار و حکام۔ ملوک کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ واللہ معقب الامر بحکمتہ لارب وغیرہ۔

بنی اسرائیل کا شجرۃ النسب

یعقوبؑ
دولان — ایون

یوسفؑ
منسی
کلعاد
یابین
یفتاح
یواش
کدعون
ابوملخ
افرائیم
کارا
اہیوذ
طالا
عبدون
نون
یوشع

دان
مانوح
شمسونؑ
رامیل
میخائیل

لاوی
قاہث
عمران
ہارونؑ
عیزار
فنحاص
الیان
سوف
یاہو
یاہد
یوام
کنا
شموئیلؑ
عازر
جیرسون
عاصاب
سطات
عالی
یصہر
قارون
موسیٰؑ

یساذ
داؤد
فوا
طولاع

نفتالی
مسماۃ دابورا

گاد
عتانث
شمکار

یہودا
بارص
حصرون
یوفنا
کالب
قناز
عتنیال
ارم
عمیناداب
نحشون
سلمون
الیصان

یہ داؤد علیہ السلام کا جد ہے

ملوک بنی اسرائیل ہر گاہ کہ یوال اور ابیا پسران شموئیل کی بد اطواریوں سے بنی اسرائیل نے اُنکی سرداری سے انکار کیا اور سب کے سب یکجا ہو کر شموئیل کی خدمت میں گئے اور یہ التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ایک بادشاہ کو ان میں سے مبعوث کرائیں تاکہ اُس کے ہمراہ ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں اور وہ ان کے منتشر گروہ کو مجتمع اور متفق کرے اور اُن سے ذلت اور رسوائی کو دفع کرے چنانچہ جناب شموئیل کی دعا سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ طالوت کو ان کا مونگا متولی اور حاکم کرتا ہے اور اس کو وہ دہن تدس سے پاک وطاہر کرتا ہے بنی اسرائیل نے اس سے پہلے جبکہ شموئیل کی سرداری کی سرداری کا اظہار کیا تھا اس کی سرداری سے انکار کیا۔ مگر جسوقت قرعہ ڈالا گیا۔ طالوت کے نام پر قرعہ آیا تب مجبوراً بنی اسرائیل نے اُنکی سرداری وحکومت کو تسلیم کیا۔ اور اُنکو اپنا حاکم اور ولی بنایا۔

طالوت طالوت نہایت جسیم اور قد آور تھا بنی اسرائیل اسکو شاول کے نام سے یاد کرتے تھے قیس ابن افیل ابن صارو ابن نحورت ابن افیاح کا لڑکا تھا اس نے افنین ابن نیر ابن افیل اپنے چچا زاد بھائی کو اپنے وزارت کا کام سپرد کر دیا۔ طالوت کے چار لڑکے یہوناتان۔ ملکیشوع۔ تشبہات۔ انبیاواف تھے

طالوت تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لیکر اُنکے دشمنوں بنی فلسطین، عمون، مواب، عمالقہ، مدین سے لڑا اور اُن سب پر غالب آیا بنی اسرائیل کو ان معرکوں میں بہت بڑی کامیابی ہوئی سب کے پہلے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا وہ بنی عمون کا بادشاہ تھا وہ اپنے سرحدی بلاد سے گذر کر مقام بلقا میں آیا طالوت نے تین لاکھ بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لیکر اُسکا مقابلہ کیا اور اُسکو سخت ہزیمت دی۔ پھر طالوت کے

ایک لڑکے نے لشکر بنی اسرائیل کے ساتھ فلسطین پر حملہ کیا اور نہایت نیکنامی اور کامیابی کے ساتھ انکو پسپا کیا۔ بعدہ دشمنان بنی اسرائیل متفق و مجتمع ہو کر بنی اسرائیل سے لڑنے کو نکلے۔ طالوت اور شمویل انکے مقابلہ پر آئے اور انکو شکست فاش دی اس کے بعد شمویل نے طالوت کو عمالقہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ انکو اور انکے مویشیوں کو بیدریغ تہ تیغ کر ڈالیں چنانچہ طالوت نے ایسا ہی کیا۔ مگر عمالقہ کے بادشاہ اعاع کو اسکے التجا کرنے پر چھوڑ دیا اسوجہ سے شمویل پر یہ وحی نازل ہوئی کہ "طالوت کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا اور اس سے اسکی حکومت سلب کر لی" شمویل نے اس وحی سے طالوت کو مطلع کیا اور اس سے ایسی علیحدگی اختیار کر لی کہ اسکے بعد پھر اس سے نہ ملے۔

داؤد علیہ السلام پھر شمویل پر وحی نازل ہوئی کہ داؤد کو قدس میں داخل کر کے اپنا نائب بنائیں اور ان کی علامت بتا دی۔ چنانچہ شمویل بیت لحم میں بنی یہودا کے پاس گئے ایشا اپنے لڑکے داؤد کو انکی خدمتمیں لیکر آیا۔ شمویل نے انکو مس کیا اور تقدیس دی، طالوت کی روحی قوت جو اسکو اللہ کی طرف سے مرحمت ہوئی تھی چھین لیگئی" اس کو سخت صدمہ گذرا بعد ازاں شمویل کا انتقال ہو گیا اور جالوت نے بنی فلسطین کو ابھار کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا طالوت بنی اسرائیل کا لشکر لیکر مقابلہ پر آیا جسمیں داؤد بن ایشا ربیودا کے سبابلہ سے بھی تھے یہ اس زمانہ میں کمسن تھے اپنے باپ کی بکریاں چراتے تھے آلات حرب انکو استعمال کیلئے نہیں دیئے گئے تھے لڑائی کے وقت گوپھنے میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھکر مار رہے تھے جو مطلقاً خطا نہ کرتے تھے طبری لکھتا ہے کہ شمویل نے طالوت کو داؤد کے ساتھ سے جالوت کے مارے جانے کی خبر دی تھی اور اسکے قاتل کی علامت بتلا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے پہلے داؤد کے کمسنی کیوجہ سے اعتراض کیا

مگر جب وہ علامت جناب موصوف میں دیکھی تو انکو مسلح کردیا اور وہ لڑائی میں شامل ہوئے اور اس سے پہلے انھوں نے اپنے گوپھنے میں پتھر رکھ لیا تھا جسوقت انھوں نے جالوت کو دیکھا فوراً پتھر کھینچ مارا جالوت اس پتھر سے زخمی ہوکر گرا اور مرگیا۔ بنی فلسطین کی شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کی فتحیابی کا ڈنکا بجگیا طالوت نے داؤد کو اپنے مخصوص مخلصین میں داخل کرلیا اور اپنی لڑکی سے انکا نکاح کرکے انکو اپنے سلاح خانہ کا داروغہ کردیا اور اکثر لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا رہا اسوقت داؤد کی عمر بروایت طبری تیس برس کی تھی۔ داؤد کی طرز حکومت اور طریق عمل سے بنی اسرائیل بہ محبت پیش آنے لگے اور ہر کام میں انسے رجوع کرنے لگے طالوت اور اس کے لڑکوں کو اس امر سے غیرت آئی اس نے آپکے قتل کا قصد کیا اور کئی مرتبہ اس عزیمت سے نکلا مگر ناکام رہجانے کی وجہ سے اپنے لڑکے یہوناتان کو داؤد کے قتل کرنے پر مامور کیا لیکن یہوناتان بوجہ مراسم محبت اس فعل سے رُک رہا۔ داؤد اس راز سے واقف ہوکر فلسطین کی طرف چلے گئے چند روز وہاں ٹھیرے رہے پھر بنی مواب کے شہروں کی سیر کرتے ہوئے اطراف بیت المقدس میں اپنے سبط یہودا میں آملے اور وہیں مقیم رہے اور انکے ہمراہ بنی فلسطین سے لڑتے رہے تاآنکہ طالوت کو اس حال سے آگاہی ہوگئی اس نے بنی یہودا سے انکو طلب کیا انلوگوں نے دینے سے انکار کیا طالوت نے انپر حملہ کی طیاری کی۔ بنی یہودا نے ڈر کر داؤد کو نکالدیا۔ داؤد بنی فلسطین کی طرف چلے گئے۔ اس اثنا میں اسکو بنی فلسطین سے لڑائی لڑنیکا اتفاق پڑا۔ بنی فلسطین نے اسکو شکست دی طالوت تو لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ آیا اور اس کے لڑکے لڑتے رہے تاآنکہ یہوناتان۔ اور ملکیشوع اور تشبہات مارے گئے بنی اسرائیل کا ہزیمت پاکر بھاگا بنی فلسطین نے

انکا تعاقب کیا جب اس نے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو اسنے خودکشی کرلی یہ واقعہ اس کی حکومت کے چالیسویں برس واقع ہوا کما قال الطبری)۔

اس واقعہ کے بعد داؤد پھر بنی یہودا کے پاس آئے انہوں نے انکو اپنا حاکم اور ہر کام کا ولی بنالیا یہ (یعنی داؤد) ابن ایشا بن عوفذ بن بوعز (اسکا نام افصان ہے اور اسکا ذکر حکام بنی اسرائیل میں ہوچکا ہے) بن سلمون (جو اول زمانہ فتح میں بیت لحم میں مقیم ہوا تھا) بن نحشون (یہ مصر سے خروج کے وقت بنی یہودا کا سردار تھا) بن عمینا ذاب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا کے لڑکے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں داؤد کا نسب اسیطرح پر مذکور ہے لیکن ابن حزم اس سے انکار کرتا ہے اسوجہ سے کہ نحشون کا انتقال تیہ (سینا) میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں اسکا لڑکا سلمون داخل ہوا ہے۔ اور مابین خروج بنی اسرائیل از مصر و حکومت داؤد علیہ السلام باتفاق چھ سو برس کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے اور نحشون و داؤد میں صرف چار پشتوں کا واسطہ ہے پس جبکہ چھ سو سال چار پشتوں پر تقسیم کئے جائینگے تو گویا ہر ایک کے ان میں سے ایک ایک سو تیس تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور یہ دور از قیاس ہے۔

الغرض جسوقت داؤد کو بنی یہودا کی حکومت حاصل ہوگئی آپ انکے شہر حضرون (قریۂ خلیل) میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور بقیہ اسباط نے متفق ہوکر بشوشات بن طالوت کو یروشلیم کی حکومت سپرد کی اور اس کے کاموں کا منصرم اور منتظم اس کے باپ کا وزیر افنین مقرر کیا گیا۔ اس سے اور جناب داؤد سے دو برس سے زاید دونوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار آپس میں صلح ہوگئی اور بنی اسرائیل کو داؤد کی سرداری کا یقین ہوگیا انھوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد چندے اسکو اسی کے ایک ملازم نے مار ڈالا اور سر لیکر داؤد کے پاس آیا آپ نے اس کو

اس کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کروادیا اور بشونشات کے قتل پر سخت تاسف ظاہر فرماکر اس کے خاندان کی پورے طور سے تخفیل کی اسکے اولاد اور بھائیونکو اپنی کفالت میں لیلیا۔ اور بنی اسرائیل پر مستقل حکومت کرنے لگے۔

پھر بحکم باری بنی کنعان سے لڑے اور ان پر غالب آئے بعد ازاں بنی فلسطین سے مدتوں معرکہ آرائیاں کرتے رہے انکے اکثر شہروں کو ان سے چھین لئے اور ان پر سالانہ خراج مقرر کیا اسکے بعد اہل مواب اور عمون اور اہل ادوم سے ہم نبرد ہوئے اور انکو بھی زیر وزبر کرکے ان پر جزیہ قایم کیا، انکے آباد شہرونکو ویران کرڈالا، دمشق اور حلب میں ارمنیوں پر جزیہ قایم کیا اور عمال کو جزیہ وصول کرنیکی غرض سے ہر چہار طرف روانہ کیا۔ بادشاہ انطاکیہ نے ہدیے اور تحفے بھیجکر اطاعت قبول کرلی انھیں ایام میں آپ نے شہر حمصوں پر حملہ کرکے تاخت وتاراج کیا اور وہیں قیام پذیر ہوئے مقام قبہ میں ایک مسجد بنانیکا قصد کیا جہانکہ تابوت عہد (شہادت) بنی اسرائیل رکھتے تھے اور جس کے طرف نماز پڑھتے تھے اللہ جل شانہ نے دانیال نبی کو بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ فرمایا کہ " داؤد اس مسجد کو نہ بنائے گا بلکہ اسکا لڑکا اس مسجد کے بنانے کی عزت حاصل کریگا اور اسکے ملک وحکومت کو قیام ہوگا" داؤد یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور مسجد بنانے سے رک رہے۔

ان واقعات کے بعد ان کے لڑکے ابشالوم نے نقض امن کیا اور اپنے بھائی امون کو مار کر بھاگ گیا داؤد نے اس کے قصاص میں اسکا خون مباح کردیا اور آدمیوں میں اسکا اعلان کردیا وہ چار برس کے بعد پھر واپس آیا۔ اور اسباط کو ابھار کر بمعیت انکے لڑائی کو نکلا داؤد ان دنوں سرزمین شام میں تھے مگر وہ اس واقعہ سے مطلع ہوکر اس سے لڑائی کرنیکو لوٹے اور اس سے لڑکر اسکو ہزیمت دی اثناء ہزیمت میں بیس ہزار کے قریب بنی اسرائیل مارے گئے، ابشلوم کو

داؤد کے وزیر نے ایک درخت کے پیچھے چھپا دیکھکر گرفتار کر لیا اور اُسکا سر کاٹ کر داؤد کے پاس لایا آپکو اس کے مارے جانے سے محبت پدری کیوجہ سے سخت رنج ہوا اور اس قدر خونریزی کے بعد اسباط، داؤد سے اور داؤد اسباط سے راضی ہو گئے

بعدہٗ داؤد نے بغیر اجازت باری تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو شمار کیا دس لاکھ تعداد میں نکلے جنمیں سے چار لاکھ صرف بنی یہودا تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوا[1] جس سے اُسوقت کے انبیاء علیہ السلام نے داؤد کو آگاہ کیا۔

اس کے بعد داؤد باطمینان حکومت کرنے لگے اور اُنپر برابر وحی نازل ہوتی رہی اور زبور کی سورتیں اُترتی رہیں اور داؤد اوتار اور مزامیر سے تسبیح کرتے رہے اکثر مزامیر جسکا ذکر تسبیح میں آیا ہے انھیں کی طرف منسوب کیجاتی ہیں تابوت شہادت کے روبرو مزامیر سے تسبیح کرنے کے لئے سبط لاوی سے بارہ کاہن مقرر کئے گئے جو ہر ساعت اس کے روبرو تسبیح کہتے رہتے تھے۔

پھر داؤد نے اپنی حکومت کے چالیسویں سال اپنے بیٹے سلیمان کو انبیاء علیہم بنایا اور ماہان نبی اور صادوق نے انکو اصطباغ دیا۔ داؤد[2] علیہ السلام انکو بیت المقدس بنانیکی وصیت کرکے انتقال کر گئے اور بیت لحم میں مدفون ہوئے انکے زمانہ میں نبیوں میں سے

---

[1] طبری لکھتا ہے کہ داؤد کی اس خودرائی پر خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کیلئے تین عقوبتیں تجویز فرمائی تھیں (۱) تین برس کا قحط (۲) تین مہینے دشمنوں سے زیر رہنا (۳) تین روز بلا و مرگ مفاجات میں گرفتار رہنا۔ اور داؤد کو اختیار دیا تھا کہ ان تینوں عقوبتوں میں سے جسکو چاہیں وہ اختیار کریں۔ داؤد نے پچھلی عقوبت کو پسند کیا تھا جس سے ایک دن میں بیشمار بنی اسرائیل مرگئے تب داؤد نے گھبراکر جناب باری میں عرض کی "خودرائی اور گناہ تو مجھسے سرزد ہوا ہے بنی اسرائیل کیوں عتاب کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں خدایا اگر اس عذاب کا مستحق ہوں تو میں ہوں" خدا تعالیٰ کا دریائے عنایت داؤد کی ان کلمات سے جوش میں آگیا اور مرگ مفاجات کی بلا بنی اسرائیل سے اُٹھالی گئی۔

[2] داؤد علیہ السلام کا رنگ سرخ آنکھیں گول پست قد تھا۔ اور ڈاڑھی کرتی اللہ جل شانہ نے انکو سلطنت و نبوت

حابان (دانامان) اور کاوہ اور اصاف تھے اور کاہنوں میں سے افیثار بن اخیلیخ کاہن تھا جو عالی کاہن کی اولاد سے تھا جسکو ہم حکام بنی اسرائیل میں بیان کر چکے ہیں۔

حم دونوں مرحمت فرمائی تھیں اور ایسی توانائی دی تھی کہ ان سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ بعد موسیٰؑ اور یوشع علیہ السلام کے بنی اسرائیل میں یہ دستور چلا آرہا تھا کہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی تھی تو دوسرے سبط میں حکومت۔ تا آنکہ داؤد علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو نبوت اور حکومت دونوں مرحمت فرمایا۔ یہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے پابند تھے۔ آپ ہی خلق اللہ کو تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انپر زبور نازل فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ کی ثنا صفتیں اور نصیحتیں تھیں یہ نہایت خوش گلو تھے ان کے ساتھ پہاڑ، چرند، پرند تسبیح کرتے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات میں آیا ہے ان کے ہاتھ میں ایسی قوت دی گئی تھی یا یہ کہ لوہے کو ان کے ہاتھ میں اس قدر نرم کر دیا تھا کہ وہ اس کی زرہیں بناتے تھے اور اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنی اوقات بسری کرتے تھے جیسا کہ سورہ سبا میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (یعنی ہمنے بیشک داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی اے پہاڑ والے جانور اس کے ساتھ تسبیح کرو اور نرم کیا اُس کے واسطے لوہا تاکہ پوری زرہیں بنا دے اور اندازہ رکھے ایک دوسرے کے پرونے میں اور اچھے عمل کرو بیشک میں جس چیز کو تم کرتے ہو میں اسکا دیکھنے والا ہوں)

داؤد کی ننانوے (۹۹) بیبیاں تھیں اور ہزار دربان تھے آپنے باری مقرر کر رکھی تھی ایک روز دربار کرتے تھے اور ایک روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور ایک روز خلوت خاص میں رہتے تھے ان پچھلے دو دنوں میں کوئی انکی خدمت میں جا نہ سکتا تھا ایک روز اُن کے عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر دو شخص اتر آئے داؤد علیہ السلام ان کو دیکھکر خائف ہوئے۔ انھوں نے کہا "آپ ڈرئے نہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ اس کا فیصل کیجئے" یہ کہہ کر اُن میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کے ننانوے بھیڑیاں ہیں اور میرے ایک ہی ہے اس نے کہا کہ مجھکو یہ ایک بھی

سلیمان علیہ السلام بعد انتقال داؤد۔ سلیمانؑ ابن داؤد تخت حکومت پر بیٹھے ان کی عمر اسوقت میں بائیس برس کی تھی انکی حکومت نہایت مستقل طور سے شروع ہوئی تھی یہ کل گروہ پر غالب آئے تھے شام کے کل بادشاہوں فلسطین عمون کنعان مواب۔ اردم۔ ارمن وغیرہ سے جزیہ لیا۔ اور اطراف وجوانب کے بادشاہوں نے اپنی اپنی لڑکیاں جناب موصوف کے عقد میں دیکر اپنی دامادی میں لیا منجملہ انکے جن سے آپ نے نکاح کیا تھا فرعون مصر کی لڑکی بھی تھیں۔ ابتداً آپکا وزیر یواب بن نیشر ہمشیرہ داؤد کا لڑکا تھا جو صوریا کے نام سے مشہور ہے اس نے داؤد کی وزارت کی تھی اور ابتدائی زمانہ میں سلیمان کی بھی وزارت کی لیکن بعد چندے اسکو کسی وجہ سے قتل کرکے لیشوع بن شیداح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

تعمیر بیت المقدس سلیمان نے اپنی حکومت کے چوتھے برس سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی یہ تعمیر آپکے زمانہ حکومت تک برابر جاری رہی تھی۔ آپنے آخری زمانہ

ﻫﻤ دیدے اور باتوں بات اُسنے مجھپر سختی کی" داؤد نے یہ سنکر کہدیا کہ اسنے بیشک تجھپر ظلم کیا" اس کے بعد انکو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو امتحاناً اُن کے پاس بھیجا ہے اسوجہ سے جناب موصوف نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سجدے میں گر پڑے اس واقعہ کا ذکر قران شریف کے پارہ تیسویں ۲۳ سورہ ص میں آیا ہے اور وہ وَہَلْ اَتٰاکَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ؕ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ تا آخر ہے عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں اوریا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اوریا کا قصہ محض جھوٹ، افترا، بہتان ہے۔ نبی اور وہ ایک عورت پر فریفتہ ہوکر اُس کے شوہر کو لڑائی میں بھیجدے اس غرض سے کہ وہ مارا جائے اور اُسکے بعد وہ اس سے شادی کرے یہ نہایت دنی خیال کے آدمیوں کا کام ہے انبیاء کرام کی شان سے یہ نہایت بعید اور دور از قیاس ہے اسیوجہ سے جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ من حدث بحدث داؤد علی مابرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین یعنی جو شخص داؤد کا وہ قصہ بیان کریگا جو کہ قصہ گو بیان کیا کرتے ہیں تو میں اُسکو ایکسو ساٹھ دُرّے مارونگا

شہر انطاکیہ کو منہدم کر کے شہر تدمر آباد کیا اثنائے تعمیر میں بادشاہ صور سے آپ نے کوہ لبنان سے لکڑیوں کے کاٹنے میں مدد چاہی کوہ لبناں پر لکڑی کاٹنے والوں کے لئے سالانہ بیس ہزار کُر (وزن ہے) کھانا اور اسیقدر زیت اور اسی قدر شراب جاتی تھی۔ لکڑی کاٹنے والوں کی تعداد ستّر ہزار تھی اور پتھر کے کھدان سے پتھر نکالنے والوں کی تعداد اسّی ہزار اور اُس کے درست کرنیوالے ستّر ہزار تھے اور ان سے کام لینے والے تین ہزار تین سو عمال تھے اس کے بعد سلیمانؑ نے ہیکل بنوائی اُس کی بلندی ایکسّو ذراع اور لمبائی ساٹھ ذراع اور چوڑائی بیس ذراع تھی اسکا اندرونی حصہ سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھا ہوا تھا اور مکان کے اندر لکڑی کے دو کرّوبی (ملائکہ) بنائے تھے اور اُنکو سونے سے منڈھ دیا تھا اور دروازے مکان کے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور اُنپر علاوہ پھول پتیوں کے نقش و نگار کے، کروبیوں (فرشتوں) کی صورتیں بھی بنائی گئی تھیں اور یہ سب سونے کے پتروں سے منڈھے ہوئے تھے اس ہیکل کی تعمیر سات برس میں تکمیل کو پہونچی۔ اور اسکا ایک دروازہ سونیکا بنوایا گیا بعدہٗ ایک بیت السلاح صنوبر کے کھمبوں کے چار صفوں پر بنایا ہر صف میں پندرہ پندرہ کھمبے تھے۔ اور اُس میں دو سو ترس (یعنی ڈھال) اور تین سو ورقہ (ٹکڑے) سونے کے رکھے ہر ترس میں چھ چھ سو اعلیٰ درجہ کے زمرد تھے اور ہر ورقہ میں تین تین سو یاقوت تھے۔

یہ مکان غیضۃ اللبنان کے نام سے موسوم کیا گیا اور اپنے بیٹھنے کے لئے ایک ممبر بنوایا اور بہت سی کرسیاں تیار کرائیں جو دندان فیل کی تھیں اور انپر سونا منڈھا ہوا تھا بعد اس کے اسی طرح کا ایک مکان۔ فرعون مصر کی لڑکی کے لئے بنوایا جس سے سلیمان نے نکاح کر لیا تھا اور شہر صنوبر کے معروف و مشہور صناعوں سے اس گھر کے مصارف کے لئے تانبے کے ظروف بنوائے اور مذبح (قربانگاہ)

اور مائدہ (میز) بیت المقدس میں سونے کا تیار کرایا اور پانچ ممبر ہیکل کے دائیں جانب کے لئے اور پانچ بائیں جانب کے لئے معہ آلات طلائی اور انگیٹھیاں طلاء کے بنوائیں اور وہ ظروف نقرئی و طلائی جو اس مقدس مکان کے لئے جناب موصوف تک بذریعہ وراثت پہونچے تھے اس پاک مکان میں لاکر رکھے اور آپ کے فرمانے سے روسار اسباط و کاہنین۔ تابوت عہد (شہادت) کو مقام جیہون اقریہ داؤد سے اُٹھالائے اور اُسکو اُس مکان میں کروبیوں کے تصویرونکے بازوؤں کے نیچے مسجد اقصیٰ میں رکھا۔ تابوت عہد میں وہ لوحیں پتھر کی تھیں جنکو جناب موسیٰ علیہ السلام نے الواح منکسرہ (ٹوٹی ہوئی لوحوں) کے عوض بنوایا تھا۔ روسار اسباط کہان۔ تابوت عہد کے ساتھ قبہ قربان (کفارہ کا سرپوش اور اور اُس کے ظروف بھی مسجد میں اُٹھالائے۔

سلیمان علیہ السلام ایک مشہور یوم میں مذبح کے روبرو کھڑے ہوئے اور اس خوشی میں بنظر تقرب الی اللہ بائیس ہزار گایوں کی قربانی کی۔ بعد اسکے ہر برس میں تین مرتبہ قربانیاں کرتے تھے اور تجور دیتے تھے علاوہ ان قربانیوں اور تحفے کے ہر سال چھ سو چھیاچھٹ قنطار سونے کے بیت المقدس پر چڑھاتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں، سونا، چاندی، اور قیمتی اسباب فیل، طاؤس وغیرہ لانیکی غرض سے ہمیشہ دریائے ہند میں سفر کرتی رہتی تھیں اور مصر سے گھوڑے اچھے نسل کے منگوائے تھے ہر وقت دو ہزار چھ سو گھوڑے لڑائی کے لئے تیار رہتے تھے آپ کی ایک ہزار بیبیاں تھیں جنمیں سے تین سو حرم تھیں۔

ملکہ بلقیس مورخین کے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج کو بھی گئے تھے اور وہاں چند سے ٹھیرے بھی تھے اور ہر روز پانچہزار دنبے پانچہزار گائیں بیس ہزار بکریاں قربانی کرتے تھے بعدہٗ ملک یمن کی طرف توجہ کی اور اسی دن سرزمین صنعا میں جا اترے

ہُدہُد کو طلب فرمایا۔ ہُدہُد اسوقت موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بلقیس کی خبر لیکر آیا جیسا کہ قرآن پاک میں اسکا بیان آگیا ہے۔

(مترجم) سورہ نمل میں اسطرح مذکور ہوا ہے کہ سلیمانؑ نے ہُدہُد کو طلب فرمایا جب وہ نہ ملا تو آپ نے غصہ میں فرمایا۔ لاعذبنہ عذاباً شدیداً اولاذبحنہ اولیاتینی بسلطن مبین میں بیشک اُسکو سخت عذاب دونگا۔ یا اُسکو ذبح کر ڈالوں گا۔ اگر اُسنے کوئی عذر معقول نہ بیان کیا) بعد تھوڑی دیر کے ہُدہُد آیا اور اُسنے عرض کی کہ میں نے ایسے مقام کی سیر کی ہے جسکی آپ کو بھی خبر نہیں ہے میں آپکے پاس سبا سے ایک سچی خبر لایا ہوں یہ کہکر سبا کی تعریف کرنے کے بعد عرض کی۔ انی وجدتّ امراۃ تملکہم واوتیت من کل شئی ولہا عرش عظیم (میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس سرزمین کی مالک ہے اور اُسکو ہر چیز دیگئی ہے اور اُسکا ایک بڑا تخت ہے) وجدتہا وقومہا یسجدون للشمس من دون اللہ وزین لہم الشیطٰن اعمالہم فصدہم عن السبیل فہم لایہتدون۔ (میں نے اسکو اور اُس کی قوم کو سوائے خدا کے آفتاب کا سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال کو درست کر دیا ہے پس اُنکو راہ حق سے اُس نے باز رکھا ہے وہ راہ نہیں پاتے ہیں) سلیمان کو یہ سنکر ان کی آفتاب پرستی پر غصہ آیا۔

پھر یہ خیال آیا کہ شاید ہُدہُد اپنی غیر حاضری کی وجہ سے یہ قصہ خلاف واقع بیان کرتا ہو اسوجہ سے آپنے فرمایا کہ "ہم دیکھینگے کہ تو سچ کہتا ہے یا غلط بیان کر رہا ہے۔ لے یہ خط انکے پاس لیجاؤ دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں" ہُدہُد یہ حکم پاتے ہی جناب سلیمان کا خط لیکر اڑا اور بلقیس کے پاس اُس خط کو ڈالدیا بلقیس نے اُس خط کو اُٹھا کر پڑھا اور اپنے درباروالوں سے مخاطب ہوکر بولی "یا ایہا الملؤ انی القی الی کتب کریم (اے سردارو میرے پاس ایک بزرگ خط بھیجا گیا ہے) انہ من سلیمان (وہ خط بیشک سلیمان کی طرف سے ہے) وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الاتعلوا علی واتونی مسلمین۔ (وہ بیشک شروع ہے اللہ کے نام سے جو بخشش کرنیوالا مہربان ہے مضمون اسکا یہ ہے) کہ تم مجھسے سرکشی نکرو اور میرے پاس مسلمان ہوکر چلے آؤ (بلقیس کے

درباریوں نے اس خط کو سنکر اپنی توانائی اور نبرد آزمائی کا اظہار کر کے تدبیر کا مسٔلہ اس کی رائے پر محول کیا۔ چونکہ بلقیس ایک ہوشیار اور دور انجام بیں عورت تھی اولاً بادشاہوں کا یہ دستور بیان کیا کہ جب وہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اسکو وہ خراب کر ڈالتے ہیں اور اسکے سربر آوردہ اور معزز آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں پس ایسا ہی یہ بادشاہ بھی کرے گا۔ بعد اسکے اس نے یہ رائے قائم کی کہ سلیمان کے پاس کچھ تحائف بھیجے جائیں اس سے انکی نیت اور طبیعت کا اندازہ معلوم ہو جائیگا درباریوں نے اسکی اس رائے سے اتفاق کر کے سلیمان کی خدمت میں تحائف روانہ کئے۔ سلیمان نے ان تحائف کو واپس کر دیا اور اپنی سطوت و جلالت کی ایک خوفناک دھمکی دی۔ بعد ازاں اسکو نمونہ قدرت الٰہی دکھانے کی غرض سے اپنے اہل دربار سے فرمایا "تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اسکے تخت کو اٹھا لائے اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے؟ ایک جن نے جواب دیا "انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک" (میں اسکو تمہارے پاس لائے دیتا ہوں قبل اس کے کہ تم اپنے دربار سے اٹھو) "وانی علیہ لقوی امین" (اور بیشک میں زور آور اور امانت دار ہوں) سلیمان اسکا جواب لاؤ نعم کا نہ دینے پائے تھے کہ "قال الذی عندہٗ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک" "اس شخص نے جسکے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا بولا یعنی آصف بن برخیا از فرزندان شمویل) میں اسکو تمہارے پاس چشم زدن میں لاتا ہوں) چنانچہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت آموجود ہوا سلیمان نے کسی وجہ سے اسکی ہیئت موجودہ تبدیل کرا دی جب بلقیس آئیں تو ان سے کہا گیا کذا عرشک (کیا اسیطرح کا تیرا تخت ہے) قالت کانہ ہو (بلقیس نے کہا کہ گویا یہ وہی ہے) واوتینا العلم من قبلہا وکنا مسلمین۔ (ہم کو علم اس آزمائش سے پہلے دیا اور ہم آپکی نبوت پر پہلے سے ایمان لائے تھے) بعدہ سلیمان نے بلقیس کو توحید کی تعلیم اور بت پرستی سے روکا اور پھر وہ محل یا دربار خاص میں داخل کی گئیں بلقیس نے فرش آبگینہ کو پانی تصور کر کے اپنے ازار کے پائچے اٹھائے سلیمان نے کہا کہ محل شیشے سے منڈھا ہوا بنایا گیا ہے بلقیس کو اپنی اس ناسمجھی پر ندامت ہوئی۔ کلام مجید کے آیات سے بلقیس سے جناب سلیمان کا نکاح کرنا

ثابت نہیں ہوتا اور مورخین اور مفسرین کے اقوال اس واقعہ نکاح میں مختلف ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ یہ تین واقعے (ایک) گھوڑوں کی قربانی کرنیکا۔ دوسرے مورچہ کا قصہ تیسرے انگشتری کے گم ہونے اور دیو کا آپکے جگہ پر متمکن ہونے کا ماجرا بیان کئے جاتے ہیں بہ خیال طوالت ہم اسکو قلم انداز کرتے ہیں۔ کلام مجید میں یہ واقعات مذکور وموجود ہیں۔ انتہی کلام المترجم

بلقیس نے آپ کی خدمت میں بہت سے تحفے بھیجے تھے آپ نے انکو قبول نہ فرمایا بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کرلی اور آپکے دین پاک میں داخل ہوگئی اور اپنی حکومت وسلطنت کو جناب موصوف کے سپرد کردیا اور آپکو ملک یمن میں لیگئی سلیمان نے اسکو نکاح کرنے کی ہدایت کی اسنے بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا سلیمان نے فرمایا کہ دین میں داخل ہوکر انکار اس سے نہ کرنا چاہئے تب بلقیس نے سدو بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی آپنے اسکا نکاح اس سے کردیا اور اسکو ملک یمن پر اپنے طرف سے گورنر مقرر کرکے بلقیس کو بدستور وہاں کا حاکم اعلیٰ بنا رکھا اور آپ شام کی طرف لوٹ آئے۔

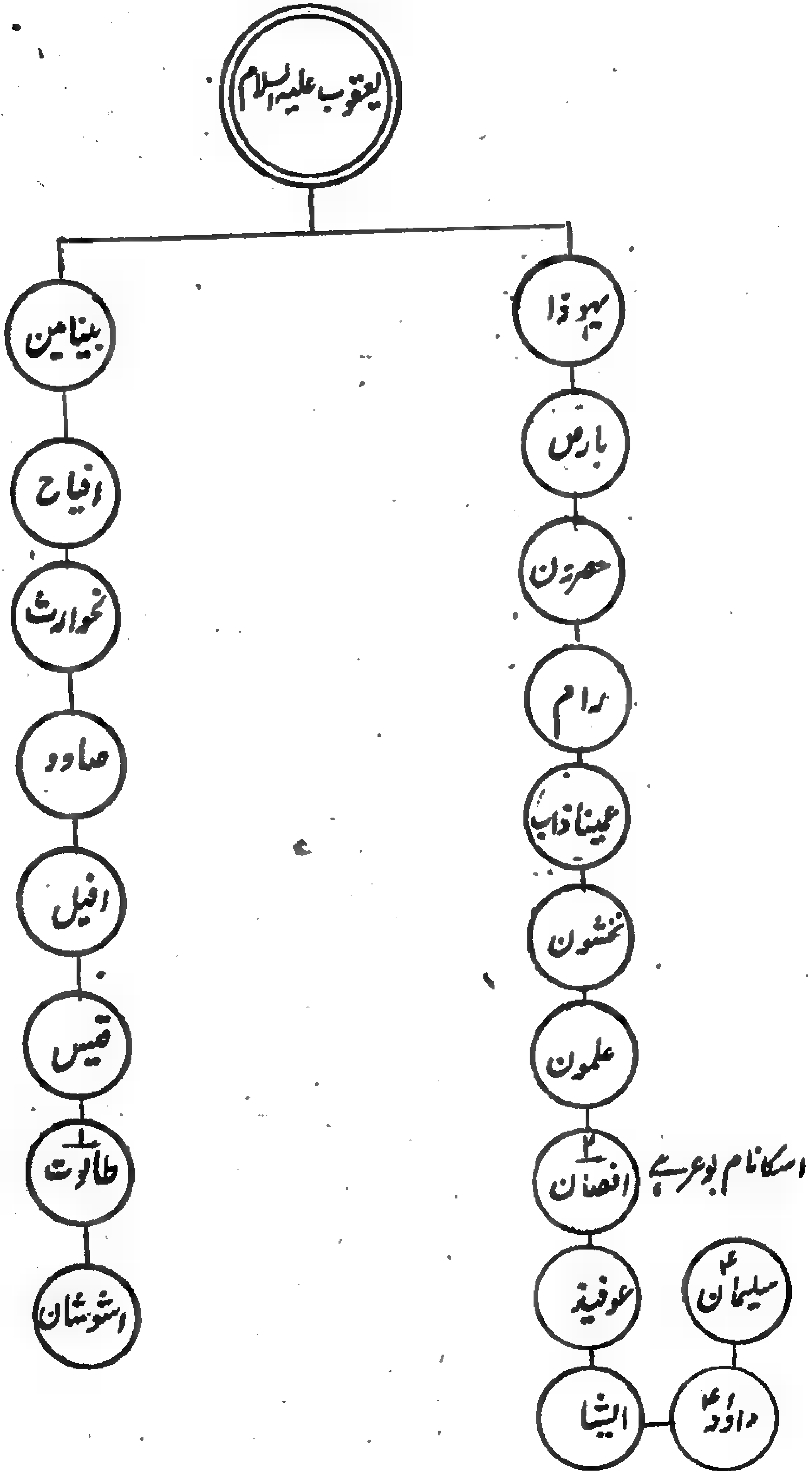
بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلقیس سے نکاح کرلیا تھا اور اسکے دیکھنے کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے واللہ اعلم

علماء بنی اسرائیل حجاز اور یمن میں سلیمان کے جانب سے انکار کرتے ہیں اور ملک یمن پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ظاہر کرتے ہیں کہ آپنے یمن پر ملکہ سبا سے خط وکتابت کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تھا وہ خود آپکی خدمت میں یروشلیم میں آئی تھی اور ایکسو بیس قنطار سونے اور مروارید وجواہرات اور مشک وغیرہ وغیرہ ہدیتہ ارسال کیا تھا آپنے اسکو نہایت مستحسن خلعت مرحمت فرمایا تھا اور اس سے بحسن سلوک ملے تھے اور وہ پھر وہاں سے واپس آئی تھی ہکذا فی کتاب الانساب من کتبھم والیاہی کتاب الانساب میں ہے جو انکی کتابوں سے ہے۔

سلیمان کے اخیر زمانہ حکومت میں ہدرور بادشاہ ارمن نے دمشق میں اور ہدادبادشاہ اروم نے بغاوت کی تھی اور آپنے جمیع اعمال بیت المقدس پر سبط افرائیم سے یربعام بن بناط کو حاکم مقرر کر دیا تھا وہ نہایت جابر اور ظالم نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بتوسط برخیا نبی کے اُس کی تولیت و حکومت پر عتاب ظاہر فرمایا سلیمان نے اس سے مطلع ہو کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ مگر وہ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہونچکر فرعون مصر کی لڑکی سے نکاح کر لیا جس سے اسکا لڑکا ناباط نامی پیدا ہوا اور یہ مصر ہی میں ٹھیرا رہا۔

سلیمان کا انکی حکومت کے چالیسویں برس یا بروایت دیگر باون برس کے بعد انتقال ہو گیا۔ اپنے باپ داؤد کے قریب دفن کئے گئے۔ انکے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت سلیمان بن داؤد کا شجرۃ النسب



۱۔ اسکا نام شاول ہے جو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے انکے لڑکے رجعم کو انکا جانشین کیا۔ رجعم نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی عمارات بیت لحم وغزہ وصور وایلہ میں اضافہ کیا بنی اسرائیل پر تشدد کرنے لگا۔ بنی اسرائیل نے اس سے ضرائب (ٹیکس) کی تخفیف چاہی مگر وہ ان کو رعایت کے دینے کے عوض اور محاصل بڑھانے کا خواستگار ہوا۔ بنی اسرائیل اس کی ان زیادتیوں سے برداشتہ خاطر اور عہد شکنی پر مائل ہوئے اسی زمانہ میں یربعم بن بناط مصر سے آگیا کل بنی اسرائیل نے سوا سبط یہوذا اور بنیامین کے اسکی حکومت تسلیم کر لی اور اُس کے ہمراہ لڑائی کو نکلے۔ فریقین نے صف آرائی کی لیکن اسوقت کے کسی نبی کے کہنے سے فریقین معرکہ آرائی سے باز رہے اور باہم صلح کر لیا۔

رجعم کی حکومت کے پانچویں سال شیشاق بادشاہ مصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ رجعم لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا شیشاق نے اسکو لوٹا اور انپر جزیہ مقرر کیا۔ بعد چندے پھر بنی اسرائیل اُس کے مقابلہ کو آئے اور اُسکو بیت المقدس سے نکال باہر کیا اس کے بعد بنی داؤد بنی یہوذا اور بنیامیں پر بیت المقدس۔ عسقلان غزہ۔ دمشق۔ حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ اور اُس کے سرحدی مقامات سرزمین حجاز میں حکومت کرنے لگے اور اسباط عشرہ نے اطراف نابلس فلسطین پر قبضہ حاصل کر لیا اور شام کے شرق شمال متصل فرات وجزیرہ شہر شومرون شمرہ یا سامرہ) میں جا ٹھہرے اور اسکو اپنا دار السلطنت بنا لیا۔ اسی افتراق واختلاف پر بنی اسرائیل تا زمان انقراض حکومت قایم رہے اور اُس پریشانی میں مبتلا ہو گئے جس کو اللہ تعالے نے انکے لئے لکھدیا تھا جیسا کہ ہم اُسکو آیندہ بیان کرینگے۔

ان واقعات کے بعد رجعم اپنی حکومت وسلطنت کے سترھویں برس مر گیا اُسکے بعد سبط یہوذا اور بنیامین پر بیت المقدس میں اسکا لڑکا ابیاز حکومت کرنے لگا یہ اپنے

باپ سے سیرتاً بہت مشابہ تھا نہایت درجہ کا عابد اور صائم تھا۔ اس کا پورا زمانہ حکومت یربعم ابن بناط اور بنی اسرائیل سے لڑائی لڑنے میں صرف ہوا ایک دن بھی فراغت سے نہیں بیٹھنے پایا تا آنکہ اپنی حکومت کے تیسرے سال کو پورا کر کے مرگیا اسکے بعد اس کا لڑکا اُسا ابن افیاذ تخت سلطنت پر بیٹھا اسکا زمانہ حکومت کسیقدر دراز ہوا یہ نہایت نیک طبیعت اور اپنے دادا داؤد کے عادات و اخلاق پر تھا اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں متعدد انبیاء مبعوث ہوئے اسکی حکومت کے دوسرے سال یربعم ابن نباط کا انتقال ہوگیا اور بجائے اسکے اسکا لڑکا ناداب تخت نشین ہوا اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد یعشا ابن احیا اُسکو مار کر آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا جیساکہ ہم اسکے اخبار میں بیان کرینگے بعد ازاں اس سے اور اسا ابن افیاذ سے لڑائی چھڑ گئی۔ اسا موقع پاکر شاہ دمشق کو اپنے ہمراہ لیکر یعشا پر چڑھ آیا جن دنوں یہ ثیرب کے آباد کرنے میں مصروف تھا یعشا اس ناگہانی حملہ کا مقابلہ نہ کرسکا اور نہایت بے سروسامانی سے آلات بنا چھوڑ کر بھاگ گیا اسا ابن افیاذ بادشاہ قدس (بیت المقدس) ان اسباب کو اُٹھا لایا اور اس سے قلعے نبوائے بعدہٗ بنی داؤد پر ذاوج بادشاہ کوش نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کیا اسا نے نہایت جوانمردی و مردانگی سے اسکا مقابلہ کیا اور نہایت سخت ہزیمت دیکر اسکو بھگا دیا اسا اور اسباط میں سامرہ پر برابر لڑائیاں ہواکیں اسی کے زمانہ میں سامرہ لوٹا گیا تھا۔ کما تذکرہ۔

اسا نے اکتالیس سال حکومت کرکے انتقال کیا بعدہٗ اسکا لڑکا یہوشاط حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ اپنے باپ سے سیرتاً بہت ملتا تھا اسکا زمانہ اہل سامرہ اور اُسکے حکمرانوں کے ساتھ صلح میں منقضی ہوا۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ عمالقہ (یا بروایت دیگر ادوم) نے اسپر حملہ کی کوشش کی تھی اور کچھ فوجیں مجتمع کرکے اسکی طرف بڑھا تھا۔ اُس نے خبر پاکر اُسکا مقابلہ کیا اور نہایت ناکامی سے پسپا کر کے انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا تھا۔

اس کے زمانہ حکومت میں انبیاء علیہ السلام سے الیاس[1] بن تسویاق اور الیسع[2] بن شوبافاط علیہما الصلوٰۃ تھے۔

ابن عمید کہتا ہے کہ ایلیا اور منحیا اور عبودیا کی کشتیاں ہند سے قیمتی قیمتی اسباب لایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ہوائے مخالف سے کشتیاں ٹوٹ اور ڈوب گئیں۔ اسنے پچیس برس تک حکومت کی اس کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا ہورام تخت نشین ہوا ادوم نے بدعہدی کی اور اپنی جنس میں سے ایک کو اپنا حاکم مقرر کر لیا ہورام نے سنکر انپر حملہ کیا اور انکو پریشان اور قتل وقید کر کے لوٹ آیا پھر وہ لوگ بدستور اپنی بغاوت پر قایم رہے اسی کے زمانہ میں بادشاہ موصل اور اسباط سے جو سامرہ میں تھے لڑائی شروع ہوئی ایک زمانہ تک وہ لڑائیاں جاری رہیں

ابن عمید کہتا ہے کہ بنی مواب اپنی یہوذا کو دو سو بکریاں سالانہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ ایکمرتبہ انہوں نے یہ جزیہ نہ پہونچایا۔ ملوک قدس اور سامرہ متفق ہو کر انکی لڑائی کو نکلے اور سات روز تک انکو محاصرہ میں رکھا انھیں دنوں میں جب پانی مفقود ہونیکی وجہ سے الیسع نبی نے دعا کی اور وادی جاری ہو گئی تو اہل مواب پانی کے طمع میں نکلے بنی اسرائیل نے موقع مناسب پاکر انپر حملہ کر دیا اور انکو نہایت سختی سے قتل اور تیار کیا۔ یہورام ہی کے زمانہ حکومت میں ایلیا نبی اٹھا لئے گئے اور انکے اسرار الیسع نبی کی طرف منتقل ہوئے اسکے زمانہ میں انبیاء سے عبودیا نبی بھی تھے پھر اسنے اپنی حکومت کے آٹھویں برس میں انتقال اور اپنے

الیاس علیہ السلام [1] جناب الیاس بن شویاق علیہ السلام یوشع بن نون کی اولاد سے تھے اللہ جل شانہ نے انکو اہل بعلبک کی طرف مبعوث کیا تھا وہ لوگ بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے جیساکہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ تدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین (کیا تم لوگ بعل کو بلاتے یعنی پرستش کرتے ہو اور چھوڑ دیتے ہو احسن الخالقین) میں ارشاد فرمایا ہے جناب موصوف شریعت موسوی کے پابند تھے اور اسیکو تازہ اور لوگوں کو اسکی تعلیم فرماتے تھے۔

[2] الیسع بن شوبافاط حضرت الیاس کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے آپکو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔

دادا داؤد کے قریب دفن کیا گیا۔

اس کے بعد اس کے لڑکے اخزیا ہو نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اسکی ماں غتلیا[1] بنت عمری، احاب بن عمری کی بہن تھی اخزیا ہو نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے ماموں احاب کا چال چلن اختیار کیا اور ایک یا دو برس حکومت کی بادشاہ جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے ماموں احاب کے لڑکے یورام والی سامرہ نے بھی اسکا ساتھ دیا چنانچہ یہ دونوں والی جزیرہ اور موصل سے لڑبھڑ کر واپس آئے یہوشافاض بن الیشاع نے جو منسی بن یوسف کی نسل سے تھا اور یورام بن احاب کے قتل کے فکر میں تھا۔ موقع پاکر ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر ڈالا

ابن عمید کہتا ہے کہ یورام بن احاب والی سامرہ معہ اخزیا ہو کے ارم اور بنواسرائیل دیگر کلعاد سے لڑنیکو گیا تھا اور اسی لڑائی میں یہ دونوں مارے گئے تھے اسکے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام میں سے الیسع اور عاموس اور فنحاس نبی تھے۔

اخزیا ہو کے بعد اسکی ماں غتلیا بنت عمری حکومت کی کرسی پر بیٹھی۔ اسکی حکومت قدس میں خوب ترقی پذیر اور پر زور ہوئی اسنے کل بنی داؤد کو مار ڈالا لیکن مشیت ایزدی سے یوآش (اخزیا ہو کا رضاعی (بیٹا) اس کے پنجۂ ظلم سے بچ رہا اس کو اس کی پھوپھی یہوشبع بنت یہورام نے بیت المقدس کے کسی گوشہ میں چھپا رکھا تھا اور اس راز سے اپنے شوہر یہویادع کو آگاہ کر دیا تھا جو ان دنوں کاہن اعظم تھا۔ جب یوآش کا ساتواں سال پورا ہو گیا اور بنی یہودا غتلیا کے ناپسندیدہ کاموں سے بیزار ہو کر یہویادع کاہن کے پاس مجتمع ہوئے اور اسکی حکومت سے بیزاری ظاہر کی یہویادع کاہن نے یوآش بن اخزیا کو ظاہر کیا۔ ان لوگوں نے اسکی بیعت کی اور اسکے ساتھ ہو کر اسکی نانی غتلیا اور ان لوگوں سے جو اسکے ہمراہ تھے لڑے اور انکو تباہ و پریشان کر دیا

[1] کتاب اسرائیلیات میں اسکا نام اضالیہ لکھا ہے بعضے اسکو کہتے ہیں کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی لونڈیوں میں سے ہے۔

یواش یہ تدبیر وانتظام یہو دیادع کاہن حکومت کرنے لگا بعد چندے یواش بت پرستی پر مایل ہوا۔ زکریا بنی نے منع کیا اس نے اُنکو شہید کر ڈالا۔ اس کے زمانہ حکومت میں الیسع اور عوفریا اور زکریا نبی تھے۔ یہودیادع کاہن کا یواش کی حکومت کے تیسویں برس انتقال ہوا۔ بعد اس کے کہ یواش نے بیت المقدس میں کسی قدر تجدید کی تھی اور اسکی حکومت کے اٹھیسویں برس میں الیسع نے وفات پائی اسکے زمانہ میں شریایل جو کسدانیوں کا بادشاہ بابل میں تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نینوی اور موصل نے اور ابن عمید کہتا ہے کہ بادشاہ شام نے بیت المقدس پر حملہ کیا اسنے کل وہ اسباب ومال جو شاہی خزانہ اور بیت المقدس میں تھا دیدیا اور اسکی اطاعت قبول کرلی تا آنکہ اسکے اراکین دولت اور وزراء نے اسکو مار ڈالا اور بجائے اُس کے اُس کے لڑکے اُمصیا ہو کر تخت نشین کیا تھوڑے دنوں بعد بنی اسرائیل نے اس سے سرکشی شروع کی وہ اپنی ماں کی اعانت سے ان پر غالب آیا اور باغیوں کو تہ تیغ کر کے رم کے طرف بڑھا اور انپر بھی اسکو فتحیابی حاصل ہوئی اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بادشاہ اسباط

زکریا علیہ السلام سے حضرت زکریا بن آذن سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھے۔ ایشاع بنت عمران بن ماثان سے آپنے نکاح کیا اور بڑھاپے میں جب اولاد ہونیسے ناامید ہوگئے تھے حضرت یحیٰی نبی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ کلام مجید میں آگیا ہے ایشاع بنت عمران مریم والدہ عیسٰی علیہ السلام کی بہن تھیں۔ ہیرودس بادشاہ نے اپنی محبوبہ کی ترغیب سے یحیٰی نبی کو ذبح کر ڈالا زکریہ علیہ السلام یہ سنکر اس کے خوف سے بھاگے اور بیت المقدس کے قریب پہونچکر ایک باغ میں داخل ہوئے ایک درخت نے بحکم الہی آپکو پکارا جب آپ اُسکے قریب گئے تو وہ شق ہوگیا آپ اُس میں چھپ گئے قضاکار آپکے چادر کا ایک کونا باہر نکلا رہا بادشاہ ہیرودس کے آدمی آپکے تعاقب میں آئے ہوئے تھے اور آپکو ڈھونڈھ رہے تھے۔ شیطان نے انکو اس درخت تک پہونچا دیا جسمیں جناب زکریہ چھپے تھے اور چادر کا کونا دکھا کر اپنے قول کو یقین کے درجہ پر پہنچایا ان ناعاقبت اندیشوں نے آرہ سے اُس درخت کو چیر ڈالا اور زکریا شہید ہوگئے۔

نے (جو سامرہ میں تھا) اس پر فوج کشی کی اس نے اسکا مقابلہ کیا لیکن اُسکو ہزیمت ہوئی اور یہ گرفتار کر لیا گیا بادشاہ اسباط نے اس کے گرفتاری کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور اُسکے شہر کے چار سو درع دیوار کو منہدم کر ڈالا اور شاہی محل کے خزانہ اور ہیکل کے مکان کے اسباب اور مال اور ظروف و جواہرات کو لوٹ کر سامرہ کو واپس آیا اور یہاں پہونچکر اسے امصیاہو بادشاہ بیت المقدس کو رہا کر دیا۔

امصیاہو بیت المقدس میں پہونچکر شہر پناہ کے منہدم دیواروں کو درست کر کے حکومت کرنے لگا بعد چندے بنی داؤد اسکی طرز حکومت سے بیزار ہوگئے اور اسکے حکومت کے ستائیسویں سال اسکو مار کر اس کے لڑکے عزّیاہو کو حکومت کے لئے منتخب کیا اسکے زمانہ میں یونان اور ناحوم نبی تھے۔ اور عاموس کو بھی اسکے عہد حکومت میں نبوت دیگئی تھی عزّیاہو نے ترپن سال تک حکومت کی۔ اس اثنا میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اسکی حکومت کے پانچویں سال ابتدار شمسی دورہ کے مطابق سنہ ایجاد کیا گیا اور چھٹویں برس موصل سے ارمینوں کی حکومت جاتی رہی اور ملوک بابل کے ماتحت ہوگئے اور بائیسویں برس بادشاہ بابل فول نامی نے شہر سامرہ پر حملہ کیا اور اس کے تیئیسویں سال جلوس میں یونانیوں پر سب سے پہلے ان کے بادشاہ نے شہر القیاس میں حکومت کا رتبہ حاصل کیا اور اسی کے سلطنت کے اکیاون برس بعد بختنصر اول بابل کا بادشاہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں روم کا اول بادشاہ فروس نامی بھی تھا اس کے زمانہ میں یوشع۔ غوریا۔ اموص۔ اشعیا۔ یونس بن متی انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے اسکے لشکر کی تعداد تین لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ احکام

یونس علیہ السلام

یونس بن متی۔ بنی اسرائیل کے انبیار مرسلین سے شمار کئے جاتے ہیں جیسا کہ "وان یونس لمن المرسلین" (اور بیشک یونس ہے مرسلین سے) ثابت ہوتا ہے لیکن انکے لئے کوئی مخصوص کتاب نازل نہیں کیگئی تھی شریعت موسوی کے پابند تھے اور اہل نینوئی سرزمین موصل کی طرف مبعوث

توریت کی مخالفت کی وجہ سے اسکے زمانہ کے کاہن نے بددعا دی چنانچہ اعزیا ہو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۶) ہوئے تھے۔ مدتوں یہ وعظ و پند کرتے رہے مگر اُن میں سے جب کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے انپر عذاب نازل کرنے کی دعا کی خدا تعالیٰ نے عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا جب اس عذاب کے نزول کا وقت آیا تو جناب موصوف شب کے وقت شہر سے باہر چلے آئے۔ صبح ہوتے ہی بمقدار شہر ایک ابر نمودار ہوا اور اُس سے چنگاریاں نکلنے لگیں اہل شہر نے یونس کو اس غرض سے تلاش کرنا شروع کیا کہ اگر وہ ملے تو اہل شہر انپر ایمان لائے۔ توبہ کرتے۔ لیکن وہ کہاں ملنے والے تھے وہ اس شہر کے سرحدات بوجہ غصہ باہر جا چکے تھے۔ بادشاہ نے اہل شہر سے کہا کہ اگر یونس نبی تمہارے درمیان سے چلے گئے ہیں تو کچھ خدا تعالیٰ تم سے نہیں گیا ہے چلو شہر کو چھوڑ دو اور میدان میں چل کر توبہ کرو چنانچہ اہل شہر بادشاہ کے کہنے سے شہر چھوڑ کر میدان میں گئے اور تین روز تک گریہ و زاری کرتے رہے چوتھے روز ان کی دعا قبول ہوگئی اور یہ عذاب ان سے اُٹھا لیا گیا اہل شہر اپنے شہر میں واپس آئے۔

یونس اہل شہر سے بیزار ہو کر رفتہ رفتہ دریا کے کنارے پر پہونچے اور ایک کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب کشتی نصف دریا میں پہونچی اور کشتی کو ہوائے مخالف سے نقصان پہونچتا نظر آیا تب آپکو اپنی خطا کا ادراک ہوا۔ قصہ مختصر آپنے اپنے کو دریا میں ڈال دیا کشتی تو روانہ ہوگئی اور آپکو مچھلی نے نگل لیا چالیس روز اُس کے پیٹ میں رہے اکتالیسویں روز بحکم الٰہی اُس کے پیٹ سے نکلے آپ میں اسقدر توانائی باقی نہ رہی کہ حس و حرکت کرے یا چلے پھرے چالیسویں روز دریا کے کنارے پڑے رہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا رہا جب ان میں چلنے پھرنے کی توانائی آگئی تو پھر وہ اُسی شہر کی طرف بھیجے گئے جہاں سے آپ غصہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ اسکا ذکر قران شریف میں آگیا ہے۔ نظیر کے لئے یہی امت ہے کہ اُسپر عذاب آیا اور وہ اُسوقت ایمان لائے اور توبہ کرنے سے بچ گئے ورنہ جس گروہ پر جب کبھی کوئی عذاب آیا تو اُسوقت انکے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے وہ عذاب اُٹھایا نہیں گیا۔

عارضہ برص میں مبتلا ہو کر ایک برس تک خانہ نشین رہا اور اُسکا لڑکا یواب سلطنت کے کاروبار دیکھتا رہا ہروشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ اسکے زمانہ میں کسدانیوں کا اخیر بادشاہ بابل شردیال اپنے سپہ سالار ارباط ابن الماوس کے ہاتھ مارا گیا اور ارباط حکومت بابل پر متمکن ہوا بعد اسکے اسنے بہت لڑائیاں کیں اور قوط اور عرب قضاعہ سے لڑا اور وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا بعدہ عزیا ہو اپنے حکومت کے ترپن برس کے بعد مر گیا اور بجائے اُسکے اُسکا لڑکا یواب تخت نشین ہوا۔ یہ نیک اور متقی تھا اسکے زمانہ حکومت میں ہوشیع۔ اشعیا۔ یوئیل۔ عوفد انبیاء کرام علیہم السلام تھے اسکے زمانہ میں بادشاہ جزیرہ نے اتبدا یہود پر غلبہ حاصل کیا جو سریانیین کے نام سے معروف تھے اور یواب اپنی حکومت کے سولھویں سال مر گیا تب اُسکا لڑکا احاز حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے آبا واجداد کے طریقوں سے مختلف ہو گیا اور بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے ارمن بامداد بادشاہ موصل ان سے لڑا اور دمشق کا محاصرہ کرکے اسپر قبضہ کر لیا اور جہانتک اس سے بن پڑا وہ اُسکو لوٹ کر واپس ہوا پھر احاز ان کے مقابلہ پر نکلا ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے اور احاز پسپا ہو کر بھاگا ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ حکومت میں ماریں کی حکومت کیرش بادشاہ فارس کے ہاتھوں خاتمہ ہوا اور انکی حکومت وسلطنت اسکی طرف منتقل ہو آئی۔ ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ احاز کے زمانہ حکومت میں فرنجہ باستثناء یونان۔ روم پر غالب آئے تھے اور شہر روما کو لوٹ لیا ہروشیوش یہ بیان کرتا ہے کہ اسکے زمانہ سلطنت میں لاطینیوں کا ارض انطاکیہ روملس پر پھر مرکہ پر حاکم ہوا اور شہر رومہ آباد کیا۔

اسکے بعد سولہ برس حکومت کرکے احاز مر گیا اور اسکا لڑکا حزقیا ہو تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بت پرستی یکقلم بند کر دی اور اپنے جد اعلیٰ داؤد کے قدم بقدم چلنے لگا

ملوک بنی یہودا میں اسکا ہم مثل کوئی بادشاہ نہیں ہوا ملوک موصل و بابل وکورش
سے مخالفت کی اور بنی فلسطین کو فاش شکست دیکر انکے قصبات کو اُجاڑ ڈالا۔
اسکے اور اسکے باپ کے عہد حکومت میں شلیشار بادشاہ جزیرہ و موصل نے سامرہ
میں اسباط پر حملہ کرکے انپر جزیہ قایم کیا پھر اسکے زمانہ میں شلیشار انکے طرف آیا
اور اُنکے ملک کو چھین لیا پھر اسکی حکومت کے چوتھے برس رضین بادشاہ دمشق نے
اسپر حملہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے لوٹ آیا۔ اور چودھویں سال میں سنجاریف بادشاہ
موصل بعد فتح سامرہ اسپر حملہ آور ہوا اور اسنے بنی یہودا کے اکثر شہروں کو فتح کرلیا
اور اُسکو بیت المقدس میں گھیر لیا۔ حزقیا ہو نے تین سو قنطار چاندی اور تیس قنطار
سونے کے اور ہیکل اور شاہی محل کا کل مال سنجاریف کو دیکر واپس کردیا پھر بعد چندے
وہ عہد ٹوٹ گیا اور سنجاریف نے دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کرکے اسکا محاصرہ کیا
اور اس نے اس رقم معینہ کے لینے سے انکار کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ کون شخص ہے
کہ جسکا خدا اسکو میرے ہاتھوں سے نجات دے جب تک میں اُسکو نجات نہ دوں
بنی اسرائیل اس کے ان کلمات کو سنکر ڈرے اور شعیا نبی سے دعا کے خواستگار ہوئے
شعیا نبی نے دعا کی سنجاریف کے لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا ایک ہی رات میں ایک لاکھ
بیس ہزار سپاہی مرگئے سنجاریف مجبور ہوکر نینوی اور موصل کی طرف لوٹا اثنا راہ میں
خود اُس کے لڑکوں نے اسکو مار ڈالا اور بیت المقدس کی طرف بھاگ آئے تب اسکا
لڑکا سرحون تخت حکومت پر بیٹھا۔ طبری کہتا ہے کہ بادشاہ بنی اسرائیل نے سنجاریف کو
قید کرلیا تھا لیکن اشعیا نبی نے بالہام خدا اُسکو چھوڑ دیا۔

پھر حزقیا ہو انتیس سال حکومت کرکے مرگیا اور اسکا لڑکا منشا تخت حکومت
پر بیٹھا یہ نہایت ہی بدکار اور کج خلق تھا اسکے حرکات و سکنات بدرجہ غایت نامطبوع
تھے۔ دینی کام میں یہ نہایت بد اطواری کرتا تھا شعیا نبی نے اسکو اسکے افعال ناپسندیدہ

سے روکنا چاہا اُسکو ہدایت و رہنمائی ناگوار گزری اُس نے جناب موصوف کو آرہ سے چروا ڈالا اور اُنھیں کے ساتھ صلحاء کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اُسکے حکومت کے انتیسویں سال سنجاریف صغیر نے مملکت موصل پر قبضہ حاصل کیا اور ۲۵ سنہ جلوس میں بادشاہ یواش نے بورنطیہ آباد کیا جسکو قسطنطین نے تجدید کر کے اپنے نام سے موسوم کیا اور ۵۱ سنہ جلوس میں سنجاریف بادشاہ موصل نے قدس شریف پر فوجکشی کی تین برس کے محاصرہ کے بعد ۵۴ سنہ جلوس میں اُسکو فتح کیا۔

منشا کے بعد اُسکا لڑکا اموُن حکومت کی کرسی پر بیٹھایا گیا۔ اسکی حکومت بعینہ اس کے باپ کی سی تھی اس نے دو برس تک حکومت کی تیسرے برس کے شروع میں اس کے غلاموں نے اسکو مار ڈالا بعدازاں بنی یہودا نے متفق ہو کر ان غلاموں کو مار کر بجائے اسکے اس کے لڑکے یوشیا کو بادشاہ بنایا اس نے نہایت سلامت روی کی چال اختیار کی بتوں کو توڑ ڈالا۔ دینی کام میں مضبوطی سے کام لینے لگا۔ بتوں کے مجاوروں کو قتل کر ڈالا اور اُن مکانات اور قربان گاہوں کو مسمار کرا دیا جنکو یربعام ابن نباط نے بنوایا تھا۔ اسکے زمانہ حکومت میں صفونا ورس کلدی اور ناحوم نبی تھے اسی کے عہد میں بنی ہارون میں ارمیا ابن الحیا کو نبوت دیگئی اُنھوں نے بنی اسرائیل کو جب بابل کی طرف ستر برس کی جلاوطنی کی خبر دی تو یوشیا نے قبہ قربان اور تابوت عہد کو لیکر ایک گڑھے میں دفن کر دیا جسکا پتہ کسی کو معلوم نہوا اسی کے عہد حکومت میں مجوس نے بابل کو لے لیا۔ اسکی حکومت کے اکتیسویں برس میں فرعون اعرج نے مصر پر قبضہ حاصل کر لیا اور یوشیا کی لڑائی کو فرات کی طرف نکلا یوشیا بھی اس کے مقابلہ پر آیا۔ اور لڑائی کے میدانمیں بتیس برس حکومت کر کے ایک تیر کے صدمہ سے مر گیا جبکہ وہ شکست پا کر بھاگا جا رہا تھا۔ بعدہٗ اسکا لڑکا یواش (جسکو یہویاحاز بھی کہتے ہیں) حکومت کرنے لگا

اس نے توریت کے احکام کو بالکل معطل اور بیکار کر دیا بدکرداری شروع کر دی فرعون اعرج نے اسپر فوجکشی کی اور اسکو گرفتار کر کے مصر کے طرف واپس آیا مصر میں پہونچکر یواش کا انتقال ہوگیا۔ فرعون الاعرج نے ممالک بنی اسرائیل پر سو قنطار چاندی اور بیس قنطار سونے کا خراج مقرر کیا۔ یواش زمانہ حکومت صرف تین مہینے رہا۔

یواش کے بعد بنی اسرائیل نے الیانیم بن یوشیا کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ بھی نہایت بدطینت اور کافر تھا اور فرعون اعرج کے لئے بنی یہودا سے علی قدر حیثیت خراج وصول کرتا تھا۔ اسکی حکومت کے ساتویں برس بختنصر بادشاہ بابل نے اسپر حملہ کیا اور جزیرہ کو اس سے چھین لیا اور بیت المقدس کی طرف بڑھ آیا اور بنی اسرائیل پر اداء جزیہ قایم کیا الیاقیم نے اسکو تسلیم کر لیا اور تین برس تک اسکا مطیع رہا اللہ تعالےٰ نے اسپر ارم عمون ۔ مواب ۔ کسدانین کو مسلط کر دیا بعد چندے اس نے کچھ لشکر جمع کر کے بختنصر سے سرتابی کی وہ اسکو گرفتار کر کے بابل کی طرف لیچلا اثنار راہ میں اپنی حکومت کے گیارھویں برس مر گیا بختنصر نے بجائے اس کے یخنیو بن الیاقیم کو اپنی طرف سے تخت حکومت پر بٹھایا اس نے تین مہینے بادشاہی کی پھر کسی وجہ سے بختنصر نے اسپر فوجکشی کی اور اسکا محاصرہ کر کے اس کے مال اور ارکان مملکت اور روسار شہر اور کل بنی اسرائیل کو جو دس ہزار کے قریب ہونگے قید کر کے بابل کی طرف روانہ کر دیا اور کل وہ چیزیں جو ہیکل اور خزانہ شاہی میں تھیں اور ان ظروف کو جنکو حضرت سلیمان نے مسجد اقصیٰ کے لئے بنوائے تھے لوٹ لئے اور قدس میں سوائے فقرا اور ناتوانوں کے اور کسی کو نہ چھوڑا۔ یخنیو بن الیاقیم بادشاہ بنی اسرائیل بتیس برس تک اسکے قید میں رہا۔

ابن عمید کہتا ہے کہ بختنصر نے قدس شریف پر الیاقیم کی حکومت کے تیسرے سال

حملہ کرکے اُنمیں سے ایک گروہ کو قید کرلیا اور ہیکل کا کل اسباب لوٹ لیا تھا اور ایک ہی سنہ میں دانیال اور خانیا اور عزانیا راور یرصائیل تھے اور الیاقیم کی حکومت کے پانچویں سال بخت نصر اور فرعون اعرج بادشاہ مصر میں لڑائی ہوئی اور آٹھویں برس میں بخت نصر نے قدس شریف پر دوبارہ فوجکشی کی اور اہل قدس پر خراج قایم کرکے ایاقیم کو اپنی طرف سے حکومت وسلطنت پر رہنے دیا تھا چنانچہ الیاقیم اس واقعہ کے تیسرے سال مرگیا اور بجاے اسکے اسکا لڑکا نحیخیو تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارمیا۔ اوریا بن شتیا۔ موری والد حزقیا انبیاء کرام علیہم السلام تھے اور دانیال کو بھی اسیکے عہد میں نبوت ملی تھی پھر نحیخو کو بخت نصر بابل لے گیا جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

طبری کہتا ہے اور ہروشیوش اس سے اتفاق کرتا ہے کہ بخت نصر نے بجاے نحیخیو ابن الیاقیم کے اُسکے چچا متینا معروف بہ صدقیا ہو کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بدچلن اور قبیح السیرت تھا اس نے اپنی حکومت کے نویں سال بخت نصر سے سرکشی کی بخت نصر لشکر لیکر چڑھ آیا اور بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا اور حصار کی غرض سے اسکے چاروں طرف دمدمے باندھ دیئے تین برس کے محاصرہ کے بعد بنی اسرائیل بیت المقدس سے نکلکر صحرا کی طرف بھاگے۔ کسدانیوں کے لشکر نے اُنکا تعاقب کیا۔ مقام اریحا میں انھوں نے اُنکو جا گھیرا اور اُنکے بادشاہ صدقیاہو کو گرفتار کرلاے اور اسکی آنکھوں میں تپل کی سلائی پھیر دی اور اُسکے روبرو اُس کے لڑکے کو ذبح کرڈالا بعدازاں اُسکو بابل میں لاکر چھوڑ دیا تا آنکہ بابل میں اسکا انتقال ہوگیا۔ اور بعض بنی اسرائیل اس واقعہ سے جان بچاکر حجاز میں چلے گئے اور عرب کے ساتھ وہیں مقیم ہوگئے اسکے زمانہ میں ارمیا اور حبقون اور باروح نبی تھے۔

اس کامیابی کے بعد بخت نصر نے اپنے سپہ سالار نبوزرادون کو شہر قدس میں

داخل ہونیکا حکم دیا جسکو (یہود) یروشلیم کہتے تھے اس نے اس شہر کو اجاڑ ڈالا اور ہیکل کو ویران کر دیا اور اُن عمود (کھمبوں) کو توڑ ڈالے جنکو سلیمان علیہ السلام نے بنوا کر مسجد میں نصب کرائے تھے جو ہر ایک طول میں اٹھارہ ذراع تھے اور اُنکا شیشں محل اور کل آثار دین اور شاہی مکانات توڑ ڈالے اور اسباب و مال جو کچھ پایا اُٹھا لیگیا اور کاہن ساریہ اور جہر منشار کو قیدیوں میں داخل کر کے ہیکل کو بابل کا ماتحت بنا لیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ صدقیا بابل کے قید خانہ میں ایک زمانہ تک رہا تاآنکہ یزداق سپہ سالار بہمن شاہ فارس بابل پر غالب آیا اور اُسنے صدقیا ہو کو قید سے آزاد کر کے کچھ جاگیر بھی دی۔

مورخ حماۃ لکھتا ہے اور مسعودی اُس کے قول سے موافقت ظاہر کرتا ہے کہ بخت نصر کی کامیابی اور بیت المقدس کی خرابی کے بعد بعض ملوک بنی اسرائیل مصر میں جا کر فرعون اعرج کے پاس پناہ گزیں ہوئے بخت نصر نے اس سے بنی اسرائیل کے ملوک کو طلب کیا اور اُسنے انکے دینے سے انکار کیا بخت نصر انپر حملہ کر بیٹھا اور فرعون اعرج کو قتل کر ڈالا اور مصر پر حاصل کر کے مغرب کے اکثر شہر و نکو فتح کر لیا ارمیا نبی سبط لادے سے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے انکو بعض خلقیا کا لڑکا کہتا ہے اور وہ صدقیا ہو کے عہد حکومت میں تھے انکو بخت نصر نے انکے قید خانہ میں پایا تھا اور اُسنے انکو آزاد کر کے اور قیدیوں کے ہمراہ بابل بھیجدیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ارمیا نبی اسرائیل کے قید میں انتقال کر گئے تھے۔ بخت نصر نے انکو نہیں پایا اور ایسا ہی بخت نصر دانیال بن حزقیل نبی کو بنی اسرائیل کے ساتھ بابل پکڑ لیگیا تھا۔ واللہ اعلم

ابن عمید کہتا ہے کہ قدس شریف میں ان واقعات کے بعد جدلیا بن احاقان بقیہ ضعفاء یہود پر حکومت کرنے لگا اسکی حکومت کے ساتویں مہینے اسمعیل بن متینان اسمعیل شاہی خاندان سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسنے جدلیا کو مع اُن یہودیوں اور

کسدانیوں کے مار ڈالا جو اسکے ساتھ تھے پھر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا اور اسکے ہمراہ ارمیا نبی بھی چلے گئے اور حبقوق حجاز کی جانب بھاگ گئے اور وہیں انکا انتقال ہوا۔ ارمیا نبی کو مصر، بابل، صور، صیدا، عمون کی نبوت دی گئی اڑتیس برس کے بعد انکو اہل حجاز نے سنگسار کیا۔

منجملہ ان پیشین گوئیوں کے جو جناب موصوف نے کی تھی یہ بھی تھی کہ بخت نصر مصر کی طرف آئیگا اور ہیکل کو ویران و خراب کریگا اور اسکے رہنے والوں کو قتل کر ڈالیگا پس جب بخت نصر مصر میں آیا آپکی لاش کو اسکندریہ میں لیجاکر دفن کیا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ارمیا نبی حسب وصیت قدس شریف میں دفن کئے گئے اور حزقیا ہو کو یہود نے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

طبری کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد جلاوطنان بنی اسرائیل اطراف عراق میں پھیل گئے تا آنکہ ملوک فارس نے پھر بیت المقدس کی طرف لوٹایا تب انھوں نے اسکو دوبارہ آباد کیا مسجد بنائی اور اسمیں انکی دو سلطنتیں قایم ہوئیں یہانتک کہ طیطش ملوک قیاصرہ کے ہاتھوں اسکی خرابی کا دوبارہ دور اور جلوہ کبریٰ کا زمانہ آیا۔ جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے۔

اس مقام پر بنظر تناسب کلام بخت نصر کا نسب اور جو کچھ اسمیں اختلاف واقع ہوا ہے ہم اسکو بیان کیا چاہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر سنجاریف بادشاہ موصل کے نسل سے ہے جو بنی اسرائیل سے سامرہ اور قدس شریف میں لڑتا تھا۔ ہشام بن محمد کلبی بروایت طبری کہتا ہے کہ بخت نصر بنوزرادون بن سنجاریف کا لڑکا ہے پھر سنجاریف کو نمرود بن کوش بن حام کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے جسکا ذکر توریت میں اولاد کوش کے ذیل میں آگیا ہے اور سنجاریف و نمرود کے درمیان سولہ پشتوں کو شمار کرتا ہے پہلا انکا واریوش بن فانع اور عصا ابن نمرود ہے یہ اسما بظن غالب غیر محفوظ

ہیں اور بوجہ عدم درایت اُصول انکے تصحیف کا قوی شبہ ہے اور اُنکے صحیح ہونے کا نہایت کم یقین ہو سکتا ہے کہا جاتا ہے کہ بخت نصر آشوذ بن شام کی نسل سے ہے اگرچہ اس نسب کا ثبوت ہمکو نہیں ملا اور شاید یہ اول سے صحیح تر ہو کیونکہ سنجاریف کا نسب جرامقہ میں بعد ازاں موصل میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ اہل فارس اشوذ کی اولاد سے ہے طبری نے ابن کلبی سے روایت کی ہے کہ اسکا اصلی نام بختر سہ تھا جسکو بخت نصر کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہراسپ اور لیتاسپ اور بہمن شاہان فارس کے زمانہ میں اہواز اور روم کے مابین دجلہ کے غربی جانب کا حاکم تھا اس نے ان شہروں کو جو بلاد بابل اور شام سے متصل تھے فتح کیا بعد ہ قدس شریف کی طرف گیا اور اسکو بھی فتح کیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ بہمن شاہ فارس نے قدس شریف کی طرف اپنا ایک سفیر بطلب اطاعت روانہ کیا تھا اہل قدس نے جب اسکو مار ڈالا تو بہمن نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا جسمیں داریوش، ملوک یاری بن نابت سے اور کیرش بن کیکوس، ملوک بنی غلیم بن سام سے تھے اور اخشوارش بن کیرش بن جاماہن کو اپنے عزیزوں میں سے روانہ کیا اور انہیں کے ہمراہ بخت نصر بن نبوزراذون بن سنجاریف والی موصل بھی تھا ان لوگوں نے بیت المقدس پر پہونچکر اسکو فتح کر لیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بخت نصر والی موصل اس لشکر کے مقدمتہ الجیش کا افسر تھا اور اسی کے ہاتھوں قدس شریف فتح ہوا۔

بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر کسدانیوں میں سے ہے اور وہ ناحور بن آزر (تارح) پدر ابراہیم کی اولاد سے ہے انکی حکومت بابل میں تھی اور یہ بخت نصر انہیں کی نسل سے ہے اس نے پینتالیس برس حکومت کی اور بیت المقدس کو اپنی حکومت کے اٹھارہویں سال فتح کیا اس کے بعد اویل مردماخ نے تئیس برس حکومت کی بعد ازاں اس کا لڑکا فیلسنصر بن اویل تین برس حکومت کرتا رہا پھر اسپر کورش

غالب آیا اور اسکی حکومت چھین لی یہ وہی کورش ہے جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹایا اور بنی اسرائیل نے اس کی حمایت سے بیت المقدس کو آباد کیا اور از سر نو وہاں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔

کورش کی بابت جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تھا علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے۔ بعد اس کے کہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ کورش فارس سے ہے پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بستاسپ ہے اور خوزستان وغیرہ کا کیقوس (کیکاؤس) اور نجیون بن سیاوس اور لہراسپ وغیرہ شاہان فارس کی طرف سے ایک عظیم الشان عالی حوصلہ گورنر تھا لیکن بادشاہ نہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کورش۔ اخشوارش بن جاماسپ بن لہراسپ کا لڑکا ہے اور اور اسکا باپ اخشوارش وہ ہے جسکو بہمن نے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا تھا اور جب وہ اس فتح سے واپس ہوا تو اس کو اطراف ہند اور سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ پھر کر حصین ابر کی طرف آیا تو اس کو بابل کی حکومت دیدی اس نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ابوحاویل الرحا کی لڑکی امردخائی کی رضاعی بہن سے اپنا عقد کر لیا نصارا کا یہ خیال ہے کہ اسکے بطن سے بابل اور کسی مقام میں اسکا لڑکا کیرش پیدا ہوا۔ مردخائی نے اسکو دین یہودیت کی تعلیم دی اور انبیاء وقت شلتینا اور عاذریا اور میشائیل اور عزیر علیہم السلام کی اس نے صحبت پائی - دانیال اسکے دولت وحکومت کے کارپرداز و منصرم ہوئے اس کے کل امور کو بھی سرانجام دیتے تھے اور اس کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ شاہی خزاین میں ظروف اور اسباب ہوں انکو انکے مقامات پر واپس لیجائے اور قدس شریف کی تعمیر میں مستعدی ظاہر کرے چنانچہ اس نے بیت المقدس کی از سر نو تعمیر شروع کی اور بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجدیا اور جب ان انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف جانیکی خواہش ظاہر کی

تو اس نے کسی مصلحت سے منع کر دیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کیرش۔ کیکو بن غلیم بن سام کا لڑکا ہے جسکو بہمن نے اپنے سپہ سالار بخت نصر کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لئے روانہ کیا تھا اور بخت نصر کو بہمن نے بابل کا حاکم بنایا تھا اس کو بخت نصر ثانی کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد اس کے لڑکے نے تیس سال تک حکومت کی بعدہ اس کا لڑکا بلتنصر نے ایک برس بادشاہت کی۔ پھر بہمن کو اس کے ظلم و تعدی کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو معزول کر دیا اور بابل کی حکومت داریوش الماد تو بن ماذاے کو دی پھر بعد چندے اس کو معزول کیا اور کیرش بن کیکو کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا اور بنی اسرائیل کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کے روساء کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے اور انکو ان کے ملک کی طرف لوٹا دینے اور انپر اس کو حاکم بنانے کی ہدایت کی جسکو وہ پسند کریں چنانچہ بنی اسرائیل نے دانیال نبی کو سرداری کے لئے منتخب کیا بعض علماء بنی اسرائیل کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ بلتنصر نسل بخت نصر سے بابل اور کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور دارا بادشاہ ماذی (جسکو داریوش بھی کہتے ہیں) اور کورش یعنی کیرش) شاہ فارس اس کے مطیع تھے لیکن انہوں نے اس سے سرکشی کی وہ ان پر اپنے لشکر کو لیکر چڑھ آیا پہلے تو اسکو ہزیمت ہوئی پھر جب اس نے اپنے لشکر کے نامی سرداروں کو لڑائی کے میدان میں روانہ کیا تو اس نے اس کو ہزیمت دی بعد ازاں اسکا خادم اسکو سوتے میں مار کر داریوش اور کورش کے پاس چلا گیا پھر ان دونوں نے بابل پر چڑھائی کی اور کسدانیوں کو مغلوب کیا دارا اور اسکی قوم نے ماذی کو اپنی سکونت کے لئے مخصوص کیا اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ دیلم ہیں جو بابل اور اس کے اطراف میں آئے تھے اور کورش اور اس کی قوم نے فارس اور کل اس کے بلاد کو اپنے لئے مختص کر لیا اور کورش نے اس سے

پہلے بیت المقدس کے بنانے اور ظروف مسجد کے واپس کرنے اور جلاء وطنان بنی اسرائیل کو بیت المقدس کیطرف لوٹا دینے کی نذر کی تھی۔ پس دارا کے مرجانے پر کورش، فارس اور ماذی کا بادشاہ ہوا اور نہایت عمدگی سے اپنی نذر کا ایفا کیا۔ ہذا محصل الخلاف فی بختنصر و کیرش۔ واللہ اعلم۔

دولت اسباط عشرہ ہم اس سے پہلے سلیمانؑ کو دولت وحکومت کے تذکرات میں یہ لکھ آئے ہیں کہ یربعام بن بناط اولاد افرائیم سے منجانب سلیمانؑ جمیع اعمال یروشلیم (بیت المقدس) کا حاکم تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اعمال بنی یوسفؑ کا نابلس میں گورنر تھا چونکہ یہ ظالم اور سرکش تھا اس کی حکومت وسرداری سے اللہ جل شانہ نے سلیمانؑ پر عتاب ظاہر فرمایا اسی وجہ سے یربعام بھاگ کر مصر چلا گیا اور جب سلیمانؑ کا انتقال ہوگیا اور آپکا لڑکا رُجعم تخت حکومت پر بیٹھا۔ بنی اسرائیل اسکے خصائل ناپسندیدہ اور ٹیکس کی زیادتی سے برہم ہوکر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہوئے اور سوائے بنی یہودا اور بنیامین بقیہ اسباط عشرہ ایک مقام پر مجتمع ہوے (یہ وہ زمانہ تھا کہ یربعام بنی اسرائیل کے باہمی اختلاف سنکر مصر سے چلا آیا تھا اور موقع کا منتظر تھا) اور انہوں نے یربعام کی بیعت کی اور اسکو اپنا حاکم بنایا اور اسکے ساتھ ہوکر رُجعم اور اس سے جو اسکے ہمراہ تھے بنی یہودا بنیامین سے لڑے اور یروشلیم میں انکو گھیر رکھا پھر فلسطین بنی یوسف کی حکومت کا رخ کیا اور شہر نابلس میں اسباط عشرہ پر قابض ہوگئے اور انکو قدس شریف اور قربان گاہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

(یربعام) نااہل، فاسق، کج خلق تھا اور اس سے اور رجعم بن سلیمانؑ اور اس کے لڑکے ابیا اور اسا بن ابیا سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں ابیا ان کل لڑائیوں میں اسپر اکثر غالب ہوتا رہا۔ بعدہ اسا کی حکومت کے دوسرے سال اور اپنی حکومت کے تیسویں (۲۲) برس یربعام مرگیا بجائے اس کے اسباط عشرہ نے اس کے لڑکے یوناذاب کو

تخت حکومت پر بیٹھایا۔ یہ بھی ظلم اور بت پرستی اور جمیع خصایل میں اپنے باپ کی طرح تھا۔ اللہ تعالٰے نے اسپر یعشا بن احیا کو مسلط کر دیا وہ اسکو اور اس کے کل خاندان والونکو اس کی حکومت کے دوسرے سال مار کر خود اسباط عشرہ پر حکومت کرنے لگا اور اسا بن ابیا اہل قدس سے اپنے تمام زمانہ حکومت میں لڑتا رہا اسا اکثر باستمداد شاہ دمشق یعشا سے لڑتا تھا ایک مرتبہ شاہ دمشق کو لیکر اسپر چڑھ آیا۔ یعشا ان دونوں یثرب کو آباد کر رہا تھا اور اس کے تعمیر میں مصروف تھا یعشا اسکا مقابلہ نہ کر سکا اور کل اسباب وسامان عمارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اسا نے اسکو لوٹ لیا اور اس سے قلعہ بنوایا پھر اعشا (یعشا) بن احیا چوبیس برس حکومت کر کے مرگیا اور شہر برصا میں دفن کیا گیا۔ اس سے پیشتر انکے نبی نے اسکو ہلاکت سے ڈرایا تھا۔ اس کے بعد اسکا لڑکا ایلیا اور بروایت دیگر ایلہو اسا کی حکومت کے چھبیسویں برس تخت حکومت پر بیٹھا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا بعد ازاں فلسطین کے بعض شہروں کے تسخیر کی غرض سے بنی اسرائیل کا لشکر روانہ کیا۔ زمری صاحب المرکب یا ابن الیا قا نے جو انھیں اسباط میں سے تھا۔ ایلیا پر دفعتہً حملہ کر کے اسکو اور اسکے کل خاندان کو قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا چند دنوں تک یہی حالت رہی تا آنکہ بنی اسرائیل کو جو فلسطین کے محاصرہ پر گئے تھے اس واقعہ سے آگاہی ہوئی وہ اس کے حکومت وسرداری سے راضی نہوئے اور انہوں نے صی بن کسات کو اسی کے سبط سے حکومت کے لئے منتخب کیا اور زمری کی طرف لوٹ آئے جس نے انکے بادشاہ ایلیا کو مار ڈالا تھا اور اسکو ہر چہار طرف سے گھیر کر شاہی دربار میں گرفتار کر لائے اور اس کے جلانے کے لئے آگ مشتعل کی اور اس واقعہ کے ساتویں دن اسکو جلا دیا۔ پھر عمری بن ناذاب ملقب بہ صاحب الحربہ۔ سبط افرائیم سے حکومت کا دعویدار ہوا اور صی بن کسات کو موقعہ پا کر قتل کر کے خود حکومت کی کرسی پر کمال استقلال سے بیٹھ گیا یہ وقایع اسا کی حکومت کے اکتیسویں سال واقع ہوئے۔ پھر بنی اسرائیل میں اختلاف

پید اہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بنیا میں بن قتال کو سبطیسا خر سے اپنا حاکم بنایا اور عمری سے لڑائی لڑے یہ انپر غالب آیا۔ یہ شہر برصا میں رہتا تھا اس نے اپنی حکومت کے چھٹے برس سامریا[1] کو لوٹا اور بارھویں برس حکومت کے مر گیا نابلس میں مدفون ہوا۔ اسکے بعد اسباط عشرہ کا حاکم اسکا لڑکا احاب مقرر کیا گیا۔ یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح کفر، عصیان اور بت پرستی کا مذہب رکھتا تھا اس نے شاہ صیدا کی لڑکی سے اپنا عقد کیا اور سامرہ میں ایک ہیکل بنوائی اور اس میں ایک بت رکھ کر اسکو سجدہ کرتا تھا اس نے انبیاء علیہم السلام کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ قریہ اریحا کو آباد کیا ایلیا نبی علیہ السلام کے بد دعا سے تین برس کا قحط پڑا۔ ایلیا نبی ان سے جدا ہو کر کسی گاؤں میں چلے آئے اور وہیں مقیم رہے پھر وہاں سے لوٹے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا پھر انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جو احاب کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے ہکذا قال ابن عمید (ابن عمید نے ایسا ہی کہا ہے) طبری کا یہ خیال ہے کہ جس نبی نے انکے حق میں بد دعا کی تھی وہ الیاس بن سین (یا یاسین) اشخاص بن عیزار کی نسل سے تھے اور وہ اہل بعلبک اور احاب اور اسکی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے انہوں نے انکو جھٹلایا۔ اسوجہ سے تین برس تک بلائے قحط میں گرفتار رہے پہلے انہوں نے اپنے بتوں سے رجوع کیا جب ان سے کار برآری نہ ہوئی تو جناب موصوف کی طرف رخ کیا اور ان سے دعا کے خواستگار ہوئے الیاس نبی نے دعا کی پانی برسا لیکن بدستور اپنے کفر اور عصیان پر قایم رہے احاب ان پر زیادہ سختی کرتا رہا الیاس نبی نے

---

[1] سامریہ جبل سمران میں ہے اس کو ایک شخص سامر نامی نے بعوض ایک قنطار چاندی کے خرید کیا تھا اور اس میں اپنا محل بنوایا اور اسکا نام سبسطیہ رکھا۔ بعدہٗ یہ شہر خرید کرنے والے کی طرف منسوب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا نام سومرون تھا جسکو معرب کر کے اب سامرہ کہتے ہیں یہ شہر انکے بادشاہوں کا تا زمان انقراض حکومت دار السلطنت رہا

اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی دعا کی اور لوگوں کو ہلاکی و تباہی سے آگاہ کیا۔

بعد الیاس نبی کے الیسع بن اخطوب کو سبط افرائیم سے نبوت دیگئی۔ ابن عساکر کہتا ہے کہ آپکا نام اسباط بن عدی بن شوتلیم بن افرائیم ہے۔ ابن عبید کہتا ہے کہ احاب کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایلیا نبی پر الیاس بن لیفسا کو تقدیس دینے کی وحی نازل فرمائی تھی اور نیز اردم کو دمشق میں اور یاہو بادشاہ بنی اسرائیل کو قدس شریف میں تقدیس دینے پر مور کیا تھا۔ اس کے بعد سنداب بادشاہ سوریہ۔ احاب بن عمری اور اسباط عشرہ پر چڑھ آیا۔ اس نے سامرہ سے نکل کر اسکا مقابلہ کیا اور دو مرتبہ سخت ہزیمت دیکر پسپا کر دیا سنداب لڑائی کے میدان سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا جب وہ بھی اسکو محاصرین کے ہاتھوں سے پناہ نہ دے سکا تو وہ ایک روز تنہا احاب کے پاس چلا آیا احاب نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور اسکو اسکے ملک کی طرف لوٹا دیا نبی موصوف نے اس کے اس فعل سے اپنی ناراضی ظاہر کی اور اسکو اس عذاب سے ڈرایا جو اسکی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والا تھا بعد اسکے احاب بادشاہ اسباط یہوشافط بادشاہ بنی یہودا کے ہمراہ بادشاہ سوریہ سے لڑنے کو نکلا اور اثنار لڑائی میں ایک پتھر کے صدمہ سے مرگیا۔ سامرہ میں لاکر دفن کیا گیا۔ اس نے بائیس برس اور بروایت ابن عبید اٹھارہ برس حکومت کی اس کے بعد اسکا لڑکا اخریا (یا اسبا) تخت حکومت پر بٹھایا گیا۔ یہ نہایت بد اطوار اور سرکش تھا اس نے عاموص نبی کو شہید کیا اور بعل نامی بت کی پرستش شروع کی دو برس حکومت کر کے مرگیا بعدہ اسکا بھائی یورام بادشاہ ہوا اس نے اسباط عشرہ پر بارہ برس تک بادشاہت کی۔ اس نے پہلے بنی مواب پر جزیہ نہ دینے کی وجہ سے حملہ کیا سات روز تک بنی مواب محاصرہ میں رہے۔ جب پانی ختم ہوگیا تو الیسع کی دعا سے وادی جاری ہوگئی بنی مواب پانی کے خیال سے باہر نکل آئے بنی اسرائیل نے انمیں سے بیشمار آدمیوں کو مار ڈالا بعد اسکے ہدادبادشاہ اردم نے سامرہ کے محاصرہ کو

لشکر جمع کیا اور اسکا تین برس محاصرہ کئے رہا تا آنکہ الیسع نبی کی دعا سے خائب وخاسر لوٹا
سنہ ۱۴ جلوس میں جبکہ ملوک جزیرہ اور اروم کی لڑائی سے اخریا بن یہورام بادشاہ
بیت المقدس کے ہمراہ لوٹا آرہا تھا۔ یہوشافط بن یسا۔ سبط منشی بن یوسف نے موقع
پاکر اسکو اور اخریا بادشاہ قدس کو مار ڈالا اور آپ خود اسباط پر حکومت کرنے لگا
ابن عمید کہتا ہے کہ یورام بن احاب بادشاہ اسباط معہ احزیا بادشاہ بیت المقدس کے روم سے
لڑنے کو گیا تھا اور وہیں اثنائے لڑائی میں مارے گئے یہوشافط تخت حکومت پر بیٹھتے ہی
احاب کے قتل میں مصروف ہوگیا اور تقریباً کل بنی احاب کو مار ڈالا جیسا کہ اس کو الیسع نے
حکم دیا تھا۔ یہ پینتیس سال حکومت کرکے مرگیا بعدہٗ اسکا لڑکا یواحس اسباط عشرہ کا بادشاہ ہوا
اور سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا بعدہٗ اسکا لڑکا یواش تخت نشین ہوا اس نے
بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسکو امصیا بادشاہ قدس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کے
چارسو ذراع سور کو منہدم کردیا اور اہل قدس کو گرفتار کرلیا۔ اور عزریا کاہن کے اولاد کو
پکڑ لیا۔ اور جو کچھ مسجد میں تھا اسکو لوٹ کر سامرہ کو واپس آیا۔ بعد چندے الیسعؑ علیل ہوگئے
یواش انکی عبادت کو گیا انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ اروم کو یہ ہلاک کریگا اور انپر
تین بار فتحیابی حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ تیرہ برس تک حکومت کرکے مرگیا
اس کے بعد اسکا لڑکا یربعام بادشاہت کرنے لگا یہ نہایت درجہ بدخصلت اور بداطوار
تھا اس نے امصیا بادشاہ یہوذا پر حملہ کیا اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس کے باپ یواش
نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اسکے بادشاہ امصیا کو ہزیمت دی تھی اور
اسکو گرفتار کرلایا تھا۔ اور جو کچھ خزاین شاہی میں تھا اسکو لوٹ لیا تھا اور عزریا کاہن کو
سامرہ میں قید کرلایا تھا پھر اپنی حکومت کے اکتالیسویں برس اور عزیاہو بن امصیا کے
ستائیسویں سال اسکو آزاد کردیا تھا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ سامرہ میں بنی اسرائیل گیارہ برس
رہے۔ بعدہ یربعام کے لڑکے زکریا کو عزیاہو کے حکومت کے اڑتیسویں سال تخت حکومت پر

بیٹھایا اس نے صرف چھ مہینے حکومت کی اسپر سبط زبلون سے مناخیم بن کاونامی ایک شخص اہل برصا سے حملہ کر بیٹھا اور اسکو قتل کرکے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔ اسنے بارہ برس تک حکومت کی اور بروایت ابن عبید اسکی حکومت کا زمانہ دس برسوں میں محدود کیا جاتا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ عزیا ہو بادشاہ قدس کے حکومت کے انتالیسویں ۲۹ برس اس نے شہر برصا کو بزور تیغ فتح کیا اور انھیں ایام میں اسپر قول بادشاہ موصل چڑھ آیا اور اس سے ایکہزار قنطار چاندی جزیہ مقرر کرکے واپس آیا یہ نہایت ردی السیرت مردم آزار تھا اس کے مرنے کے بعد بلقمیان بن مناخیم عزیا ہو بادشاہ قدس کے حکومت کے چالیسویں سال تخت و دولت و حکومت پر متمکن ہوا اور بارہ برس تک بادشاہانہ زندگی بسر کی۔ بعدہ اسکے عمال میں سے یافح بن رصلیا اسپر غالب آیا یہ بھی اپنے اگلے بادشاہوں کی طرح گمراہی اور بیدینی پر تھا۔ یہہ اسباط پر سامرہ میں دس سال حکومت کرتا رہا اسی کے زمانہ حکومت میں عوباہو بن امصیا بادشاہ قدس مر گیا اور یافح بن رصلیا۔ اپنی بدچلنی اور بت پرستی پر قایم رہا تا آنکہ ہوشیع بن ایلیا (سبط کاد) نے یواب بادشاہ قدس کی حکومت کے تیسرے سال اس کو قتل کر ڈالا اور اسباط نے اسکو بجائے اسکے بادشاہت و حکومت کے تخت پر بیٹھایا۔ اسکی حکومت سات برس تک رہی اس کے زمانہ میں اسپر بادشاہ اثور اور موصل چڑھ آئے تھے اور اسباط نے خراج دینا قبول کیا تھا بعد چندے ہوشیع نے بادشاہ مصر سے اعانت طلب کی اور اسکی اطاعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی جب اس امر کی اطلاع بادشاہ موصل کو ہوئی تو اس نے اسپر حملہ کیا اور تین برس تک محاصرہ کے بعد چوتھے سال سامرہ کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کے نویں برس ہوشیع کو قید کر لیا اور اسباط کے ہمراہ اسکو موصل کی طرف لے آیا پھر اصبہان (اصفہان) کے قصبات کی طرف لا کر ان کو آباد کیا اسی وقت سے بنی اسرائیل کی حکومت سامرہ سے منقطع کر دی گئی اور بادشاہ یہوذا و بنیامین قدس شریف میں حکومت کرتے رہے یہہ واقعہ

احزیا بن احاز کے سنہ جلوس میں واقع ہوا قدس شریف میں برابر انکے ملوک یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے تا آنکہ انکی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور بادشاہ موصل نے کورہ عانہ - حماۃ - صفر آرام سے لوگوں کو مجتمع کر کے سامرہ میں آباد کیا ابن حمید کہتا ہے کہ موزخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سامرہ پر اللہ تعالیٰ نے درندوں کو مسلط کیا تھا وہ انکو تنگ کرتے تھے اہل سامرہ نے بادشاہ موصل کے پاس چند آدمیوں کو سامرہ کی قسمت کواکب دریافت کرنے کو روانہ کیا پس اُن سے بیان کیا گیا کہ اہل سامرہ سے دین یہودیت قبول کرنے سے درندے نہ ستا سکیں گے - چنانچہ یہودیوں کے بڑے بڑے کاہن سامرہ کی طرف روانہ کئے گئے اس غرض سے کہ انکو دین یہودیت کی تعلیم و تلقین کریں سامرہ کی یہی اصلیت ہے یہ انکے اہل ملت کے نزدیک نہ تو انکے نسب سے ہیں اور نہ انکے دین میں ہیں - واللہ مالک الامور لارب غیرہ ولا معبود سواہ -

شجرہ ملوک اسباط عشرہ

یعقوب

دان
رصلیا
باقح

ساحر
اصثیا
اخیا
بعشہ
ایلیا
حتال
بنایاب

کاد
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یوسف

افرائیم
ناداب
عمری
اخاب
حزرا
یورام
نباط
یربعام
یناداب

منشا
الیشا
یہوشافاط
یاہیو
یوراس
یواش
یربعام
زکریا

زیولون
کاد
مناخیم
بفجیا

تفتالی
یاشا
شالوم

تعمیر بیت المقدس بعد ویرانی اول

دولتین بنی حسمنائی و بنی ہیرودس

یہود کے وہ اخبار جو بعد جلا وطنی بختنصر بیت المقدس اور اسکے اطراف میں واقع ہوئے اور ان کے ان دونوں دولتوں کے تذکرات جو اس مدت میں قایم تھیں کسی مورخ نے تحریر نہیں کیا اور نہ میں نے باوجود کثرت و اتساع فن تاریخ۔ تاریخ کی کسی کتاب میں یہ حالات دیکھے ہیں ہیں جن دنوں مصر میں تھا اتفاقاً بنی اسرائیل کے ایک فاضل کی تالیف ملگئی جسمیں بیت المقدس کے اخبار اور بنی اسرائیل کی ان دونوں دولتوں کا بیان لکھا ہوا تھا جو ابین ویرانی بختنصر اول اور ویرانی طیطش ثانی زمانہ جلوہ کبریٰ میں قایم ہوئی تھیں مولف نے اپنے زعم میں اس زمانہ کے حالات بالاتمام لکھے ہیں اسکا نام یوسف بن کریون ہے یہود کے نامی سپہ سالاروں اور رئیسوں سے تھا صولت[1] کی حکومت اس کے قبضہ میں اس زمانہ میں تھی جسوقت روم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور اسبیانوس پدر طیطش نے اسکا محاصرہ اور بیت المقدس و صولت کو بزور تیغ فتح کیا تھا یوسف بھاگ کر پہاڑ کے کسی گھاٹی میں چھپ رہا۔ قضا کار اسبیانوس ایک روز تن تنہا اس طرف سے نکلا اسنے اسکو گرفتار کرلیا اور پھر اسکو اس نے احساناً چھوڑ دیا۔ اسی ذریعہ سے اسکے لڑکے طیطش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس سے جلاء وطن کیا تو اس نے یوسف کو عبادت کی غرض سے بیت المقدس ہی میں رہنے دیا۔

یہ تو مولف کا ترجمہ تھا اب باقی رہی کتاب۔ میں اس سے بیت المقدس اور یہود کے اس مدت کے حالات اور انکی ان دونوں دولتوں کے تذکرات جو یہود کے

[1] بیت المقدس کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ کمافی النوادرۃ۔ اور شاید اسکو اب صفد کہتے ہیں

بنی حسمنائی اور بنی ہیرودس کی تھیں اور اس زمانہ کے احداث (بدعات) کو جیسا میں نے اس تالیف میں پایا ہے اس مقام پر خلاصہ کر کے لکھتا ہوں کیونکہ میں نے سوائے اس تالیف کے ان حالات کو کسی اور کتاب میں نہیں پایا اور قوم اپنے سلف کے حالات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ جانتی ہے جبکہ ان واقعات کی مخالفت وہ نہ کرتا ہو جو اس سے پہلے گذرا ہوا۔ جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتصدقوا اهل الکتاب۔ اور پھر ارشاد کیا لا تکذبوھم باوجودیکہ یہ ان اخبار یہود اور قصص انبیار کرام کے طرف اشارہ ہے جن کے بارے میں من عند اللہ آیات نازل ہوئی ہیں اس دلیل سے کہ اس کے بعد فرمایا ہے وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم اور ان واقعات کے خبروں میں جو کسی کی طرف مستند ہوں اسمیں ایک شخص کی روایت کافی ہوگی جبکہ اسکی صحت کا گمان غالب ہو لہذا ہم اس نظر سے مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اخبار کو بنی اسرائیل کے ان خبروں سے ملحق کردیں جو پیشتر لکھی جا چکی ہیں تاکہ ان کے ابتدا ار زمانہ سے اخیر زمانہ تک کے حالات کی تکمیل ہوجائے اور میں نے اسکی صدق اور کذب کا زیادہ التزام نہیں کیا۔ واللہ المستعان

طبری اور آئمہ تاریخ کہتے ہیں کہ یرمیا (یا رامیا) بن خلقیا۔ بنی لاوی سے منجملہ انبیا اسرائیل کے صدقیاہو بیت المقدس کے اخیر بادشاہ بنی یہودا کے زمانہ حکومت میں تھے جب ان لوگوں میں کفر و الحاد کا شیوع ہوا تو جناب موصوف نے انکو بختنصر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے ڈرایا۔ بنی اسرائیل نے ارمیا نبی کو قید کردیا تاآنکہ بختنصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور قبضہ حاصل کر کے ان کو اور قیدیان بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل کی طرف روانہ کردیا منجملہ ارمیا نبی کے ان اقوال کے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہتے تھے یہ قول بھی تھا کہ بنی اسرائیل پھر بیت المقدس کی طرف ستر برس کے بعد واپس کر دئے جائیں گے اور اس زمانہ میں وہاں بختنصر اور اسکا لڑکا اور پوتا حکومت کرے گا اور وہ انکو ہلاک کر ڈالیگا

اور کسد انیوں کی حکومت جاتی رہیگی - ارمیا نبی نے بنی اسرائیل کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھایا تھا کہ تم لوگ بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس بعد پھر اسی کی طرف واپس کردئے جاؤ گے اور لیشعیا بن امصیا نے جو انکے انبیاء کرام سے تھے یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کورش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف واپس کئے جائیں گے ۔ چنانچہ کورش نے جب بابل پر قبضہ حاصل کیا اور کسدانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو اس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف واپس جانے کی اور مسجد بنانے کی اجازت دی اور لوگوں میں یہ منادی کرادی کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے ایک مکان بنانے کی ہدایت کی ہے پس جس کا جی چاہے وہ اللہ کا گھر بنانے کے لئے جائے چنانچہ بنی اسرائیل بیالیس ہزار کی تعداد سے روانہ ہوئے اور انہیں زیریافیل بن سالتیل بن یوخینا اخیر بادشاہ قدس تھا جسکو بخت نصر نے قید کیا تھا اور عزیر نبی اشیوع بن فخاص بن عازر بن ہارون کی اولاد سے بھی ان کے ہمراہ تھے عزیر اور اشیوع میں چھ پشتوں کا فرق بتایا جاتا ہے میں نے انکے ناموں کے نقل پر اعتبار نہیں کیا اس وجہ سے کہ انکے تصحیف ہونے کا ظن غالب تھا ۔ بہرکیف کورش نے مسجد اقصیٰ کے ظروف بھی لوٹا دیے جو بوجہ کثرت تعبیر و بیان میں نہیں آسکتے - ابن عمید کہتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے پانچہزار چار سو ظروف طلائی اور نقرئی تھے ۔

بنی اسرائیل نے بیت المقدس میں پہونچکر باعانت کورش بیت المقدس کی تعمیر شروع کی ان کے قدیمی دشمن سامرہ کے رہنے والے ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور مدت ستر برس والے ہنوز پوری نہوئی تھی کیونکہ بیت المقدس کی ویرانی بخت نصر کے حکومت کے اٹھارھویں برس ہوئی ہے اور اس کی حکومت پینتالیس برس رہی اور اسکے لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس[۲۵] برس رہا - اس حساب سے ستر برس میں اٹھارہ[۱۸] برس کم ہوئے جو قبل ویرانی بیت المقدس، بخت نصر کے حکومت کے گذرے تھے

اہل سامرہ، بنی اسرائیل کو تعمیر قدس سے برابر روکتے رہے تاآنکہ اٹھارہ برس کی بقیہ مدت منقضی ہوگئی اور دارا شاہ فارس کی حکومت کا زمانہ آگیا اہل سامرہ اسکے مزاحمت کرنے کی غرض سے دارا کے پاس گئے دارا کے اراکین دولت نے عرض کی کہ کورش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت دی تھی دارانے بنی اسرائیل سے مزاحمت نہ کی اور بنی اسرائیل نے دارا اول کی حکومت کے دوسرے برس اسکی تعمیر پوری کرلی ان دنوں انکے کاہن عزیر تھے انھوں نے بیت المقدس کیطرف لوٹنے کے دوسرے برس توریت کی تجدید کی پھر زیر بانیل مرگیا بجائے اس کے بھشلیاس کو بٹھایا اور عزیر کے انتقال کے بعد شمعون الصفا (بنی ہارون) کو انکا نائب مقرر کیا

یوسف بن کریون کہتا ہے کہ بختنصر جب اہل بابل کی طرف مراجعت کرکے گیا تو اس نے ستائیس برس اور حکومت کی بعدہٗ اسکا لڑکا بلتنصر تیس برس تک حکومت کرتا رہا تا آنکہ داریوش بادشاہ ماذی (جس کو میں دیلم سمجھتا ہوں) اور کیرش بادشاہ فارس نے اس سے بدعہدی کی باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر بختنصر کے لشکر نے ان کو ہزیمت دی جیسا کہ بیان کیا گیا اس نے اس کامیابی کی خوشی میں ایک جشن شاہی منعقد کیا اور اپنے سرداران لشکر کو جمع کرکے بیت المقدس کے ان ظروف میں ان کو شراب پلائی جسکو اسکا باپ ہیکل سے اٹھا لایا تھا اللہ تعالیٰ اس فعل سے ناراض ہوا اس نے اسیوقت بچشم خود یہ دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ نے دیوار سے نکلکر بخط کسدانی دیوار پر چند کلمات لکھے وہ کلمات عبرانیہ "احصی" "وزن" "نفذ" تھے بلتنصر اور حاضرین یہ دیکھکر سخت پریشان ہوئے اور دانیال نبی سے بکمال منت وسماجت اسکی تعبیر دریافت کی۔ وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ دانیال۔ خرقیل اصغر کے اعقاب اور دانیال اکبر کے اخلاف سے ہیں۔ انھوں نے ان کلمات کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ یہ کلمات تیرے زوال ملک سے تجھکو ڈرا رہے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری حکومت کا زمانہ محدود کردیا اور اس نے

تیرے اعمال کو تول لیا اور اسکا حکم تیرے اور تیری قوم سے نزع ملک کا نافذ ہو گیا حکم الٰہی سے اسی رات کو بلتنصر مار اگیا اور جیسا کہ ہم نے پیشتر تحریر کیا ہے کورس اور اسکی قوم۔ ملک پر مستقل حکمران ہو گئی جلاء وطنان بنی اسرائیل بیت المقدس کو واپس کردیئے گئے اور انکو کسدانیوں پر فتحیابی کے شکریہ میں اسکی عمارت کی غرض سے مال و متاع دیا گیا۔ بنی اسرائیل بطیب خاطر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ عُزیر کاہن اور نحمیا اور مردخائی اور جمیع روسار جلاء وطنان بنی اسرائیل بھی تھے بنی اسرائیل یروشلیم میں پہونچکر بیت المقدس اور مذبح کو حسب حدود سابق بنانے لگے اور تقرب کی نظر سے قربانیاں کیں۔ اس کے بعد کورس ان کو گیہوں، زیت انگائے۔ بکری۔ شراب اور جمیع مایحتاج الیہ بیت المقدس کی مجاورت کے لئے سالانہ دینار یا علاوہ اس کے اور بھی ان کے ساتھ سلوک اور احسانات کرتا تھا اس کے بعد اور ملوک فارس اسکی پیروی کرتے رہے مگر زمانہ حکومت اخشویرش میں ان سب باتوں میں کمی واقع ہو گئی اسکا وزیر ہامان نامی عمالقہ سے تھا وہ در پردہ بنی اسرائیل کا معاند اور مخاصم تھا رفتہ رفتہ اُسکی پوشیدہ کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ اخشویرش ان کے قتل پر تُل گیا لیکن مردخائی کی سفارش نے بنی اسرائیل کو قتل سے بچا لیا اُسنے مردخائی کے کہنے سے بنی اسرائیل کو جس حالت پر تھے اسی حالت پر رہنے دیا تا آنکہ دارا کے مرنے سے حکومت فارس کا خاتمہ ہو گیا اور ملک فارس پر بنی یونان متصرف ہو گئے اور انہیں سے اسکندر بن فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنی فتحیاب لشکر سے زمین کو روندا یا شامی ساحل کو فتح کر کے بیت المقدس کی طرف گیا کیونکہ وہ بھی دارا کے ممالک محروسہ سے تھا بنی اسرائیل کے کاہنین اس کے آنے کی خبر سُنکر خائف ہوئے۔ ایک مرتبہ سکندر نے عالم تمثال میں یہ دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اس سے کہہ رہا ہے کہ میں تیری مدد کو آیا ہوں اور اس کو اس نے اہل قدس کے اذیت سے منع کیا اور اس کو انکے اشارات کی

بجا آوری کی ہدایت کی" جب سکندر بیت المقدس میں پہونچا اور کاہن اعظم نے اس سے ملاقات کی اس نے کاہن کی تعظیم و تکریم کی اور اس کے ہمراہ ہیکل میں داخل ہوا کاہن نے سکندر کے لیے دعاء برکت کی۔ سکندر اس کی طرف مائل ہوگیا۔ اور اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقدس مقام پر اسکی سونے کی تصویر رکھہ دیجائے تاکہ اسکا ذکر خیر ہوتا رہے کاہن نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ممنوع ہے لیکن تو اپنی ہمت اور فیاضی قربانگاہ اور نمازیوں کے لئے مبذول رکھہ وہ تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے اور تیری یادگار قایم کرنے کی غرض سے اس سال جسقدر بچے بنی اسرائیل کے پیدا ہونگے وہ سب ترے نام سے موسوم ہونگے۔ سکندر اس بات پر راضی ہو گیا بنی اسرائیل کو بے انتہا مال دیا اور کاہن کو نہایت معقول جائزہ دیکر دارا کی لڑائی کے بارے میں استخارہ کرنے کو کہا کاہن نے کہا جاؤ تمہارا اللہ مددگار ہوگا۔ پھر سکندر نے دانیال سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے تعبیر کی کہ تو دارا پر فتح پائیگا اس کے بعد سکندر بیت المقدس سے واپس آیا اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھتا ہوا نابلس کی طرف گذرا اور سنبلاط سامری سے ملا۔ اہل فارس نے اس کو نکال دیا تھا سنبلاط نے سکندر کی دعوت کی اور تحفے ہدایا دیئے اور طویل برید میں ہیکل بنانے کی اجازت چاہی سکندر نے اسکو ہیکل بنانے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ سنبلاط نے ہیکل تیار کر کے اپنے داماد منشا کو اسکا کاہن مقرر کیا۔ یہودیوں کا یہ گمان ہے کہ توریت میں قول باری عز اسمہ "اجعل البرکة علی جبل کویدم" سے یہی ہیکل مراد ہے یہودی اپنے عیدوں میں اس جا یہ ہیکل کی طرف جانے اور اس پر نذریں چڑھانے لگے رفتہ رفتہ وہ عظیم الشان ہو گیا اور اہل بیت المقدس اس سے دب گئے تا آنکہ ہرمایوس بن شمعون اول بادشاہ بنی حسمنائی نے اسکو ویران کیا۔ کما یاتی ذکرہ اس کے بعد سکندر اپنی حکومت کے بتیس ۳۲ سال پورے کر کے مر گیا اور اسکا ملک

اس کے ارا کین سلطنت میں تقسیم ہوگیا۔ سلیاقوس سکندر کے بعد اسکے آراکین دولت سے ایک بارعب وجاہ شخص ہوا وہ بھی فقراء اہل قدس کے لئے مال واسباب بھیجتا رہا بعد چندے اسکو یہہ خیال دلایا گیا کہ ہیکل میں اسباب نادرہ اور بکثرت جواہرات کے ذخائر ہیں اس نے اسکی طمع میں اپنے ایک سپہ سالار کو جسکا نام اردوس تھا بیت المقدس کے مال واسباب وذخایر کے ضبط کرنے کے لیئے روانہ کیا۔ کاہن حنینان نے اردوس کو اس فعل سے باز رکھنا چاہا اور یہہ ظاہر کیا کہ اسمیں فارس اور یونان کے بقیہ صدقات ہیں اور وہ چیزیں ہیں جو حال میں سلیاقوس نے مرحمت فرمائی ہیں۔ اردوس۔ کاہن حنینان کے کہنے پر متوجہ نہوا ہیکل کے لوٹنے پر تیار ہوگیا۔ اہل قدس کی بد دعا سے اردوس اثناء راہ میں جبکہ ہیکل کے لوٹنے کو آرہا تھا درد سر میں مبتلا ہوگیا اس کے ہمراہی پریشان ہوکر کاہن حنینان کے پاس آئے معذرت کی دعاء نیک کے خواستگار ہوئے چنانچہ کاہن حنینان کی دعا سے اردوس اسیوقت اچھا ہوگیا اور اپنی دلیری پر نادم ہوکر لوٹ آیا اس واقعہ سے سلیاقوس بیت المقدس کی عزت زیادہ کرنے لگا اور مقررہ مال و اسباب دوچند بھیجنے لگا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ پھر توریت کا یونانیوں کے لئے ترجمہ کیا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ تلماؤ نے یونانیوں میں سے سکندر کے بعد مصر پر حکومت حاصل کی یہ مقدونیہ کا رہنے والا، علم دوست، حکومت وکتب الٰہیہ کا ازحد شایق تھا اس سے یہود کی کتب اسفار کا ذکر کیا گیا اسکو ان کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا، فارس شریف کے کاہنوں کو اس بابت لکھا اور ان کو تحایف بھیجے، ستر علماء یہود اس کام کیلئے منتخب کئے گئے منجملہ ان کے کاہن عازر بھی تھے جب یہہ لوگ اس کے پاس پہونچے تو اس نے ان کی بہت بڑی عزت کی اور کمال احترام سے ٹھہرایا، ہر ایک کیلئے

ایک کاتب مقرر کیا، جو کچھ وہ ترجمہ کر کے بتاتے تھے یہ کاتب لکھتے جاتے تھے تاآنکہ اسفار کا ترجمہ زبان عبرانی سے یونانی زبان میں ہو گیا علماء یہود نے اسکی تصحیح کی اور اس کی روایت کرنے کی اجازت دی تلماے نے اس صلہ میں تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو چھوڑ دیا جو مصر میں قید تھے اور ایک میز سونے کا بنوا کر اسپر سرزمین مصر اور نیل کا نقشہ بنوایا اور اُسکو جواہرات سے مرصع کر کے قدس شریف میں بطور نذر بھیجدیا جو ہیکل میں امانتاً رکھ دیا گیا۔ پھر تلمائی والی مصر مر گیا اور انطیوخوس والی مقدونیہ الطاکیہ پر متصرف ہوا بعدہ مصر کی حکومت لیلی اور ملوک طوایف نے ارض عراق میں اسکی اطاعت قبول کی اس وجہ سے اسکی حکومت کی بنا مضبوط ہو گئی اور اسکا رعب و داب بڑھ گیا اس نے خلق کو بت پرستی کا حکم دیا اور ایک بت اپنی صورت کا بنوایا یہودیوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا فتنہ پردازوں نے کچھ سنکر اسکو یہودیوں کے خلاف اُبھار دیا چنانچہ انطیوخوس یہودیوں پر حملہ آور ہوا اور اُنکو قتل اور گرفتار کرنے لگا یہودی پہاڑوں اور بیابانوں کی جانب بھاگ گئے انطیوخوس انکی خونریزی کے بعد لوٹا اور بیت المقدس میں اپنا ایک نائب فلیلقوس نامی مقرر کیا اور اسکو یہ حکم دیا کہ وہ یہودیوں کو بتوں کے سجدہ کرنے اور خنزیر (سور) کھانے اور ترک اعمال سبت (سنیچر کے اعمال چھوڑنے) اور ختنہ ترک کرنے پر مجبور کرے اور جو شخص اس حکم کی مخالفت کرے اسکو سزائے موت دیجائے اس نے ایسا ہی کیا بلکہ اس سے زیادہ سختی اختیار کی اور اشرار جو اس فتنہ کے باعث ہوئے تھے وہ یہودیوں کے قتل و غارت پر بیحد جری ہوئے۔ عازر کاہن کو قتل کر ڈالا جس نے توریت کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا جبکہ اس نے بت کے سجدہ اور ان کے قربان کے کھانے سے انکار کیا۔

منجملہ ان لوگوں کے جو پہاڑوں اور صحراؤں کیطرف بھاگ گئے تھے استیتان یوحنان شمعون کاہن اعظم تھا جو حسمنائی بن حونیا۔ بنی نوزاب بنسل ہارون علیہ السلام سے

لڑائی کو نہ آئیگا چھوڑ دیا اس کے بعد ہی یوناتال مرگیا اور یہودیوں پر اسکا تیسرا بھائی شمعون حکومت کرنے لگا۔

شمعون کے حسن انتظام اور خوبی سلوک سے اطراف وجوانب کے یہود مجتمع ہو گئے جس سے اس کے موجودہ فوجی قوت اس درجہ بڑھ گئی کہ اس نے اپنے کل دشمنوں پر حملہ کر دیا جس شخص نے اس پر خروج کیا اسکو پسپا کیا دمتریاس سپہ سالار روم بھی انطاکیہ میں اس سے برسر جنگ آیا اس نے دستریاس کو شکست دی اور فوج روم کے ایک تعداد کثیر کو مار ڈالا اس کے بعد روم نے پھر جو حملہ لڑائی کا نہ کیا تا آنکہ شمعون کی تلمائی شوہر دخت شمعون نے دفعتہً حملہ کر دیا اور اسکو قتل کر کے اسکے لڑکے، عورتوں کو گرفتار کر لیا لیکن شمعون کا بڑا لڑکا ہرقانوس بن شمعون غزہ کی طرف بھاگ گیا۔ اسکا اصلی نام یوحان تھا یہ نہایت شجاع تھا اس نے اس سے پہلے کسی لڑائی میں ایک شجاع ہرقانوس نامی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کے باپ نے مقتول کے نام سے اسکو موسوم کیا اطراف وجوانب کے یہودیوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اسکے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تلمائی بھاگ کر قلعہ داخون میں چھپا ہرقانوس نے اسکا محاصرہ کر لیا۔ ایک روز تلمائی شہر پناہ کے فصیل پر پھر رہا تھا اتفاق سے ہرقانوس کی بہن اور ماں کو تنہا پاکر گرفتار کر لے گیا اور ان کے قتل کی ہرقانوس کو دھمکی دی۔ ہرقانوس اسوجہ سے اور نیز عید مظال کے آجانے سے لڑائی موقوف کر کے بیت المقدس سے واپس آیا۔ تلمائی۔ ہرقانوس کی بہن اور ماں کو قتل کر کے قلعہ داخون سے بھاگ گیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا یہودیوں نے تا انقضاء عید جنگ کی مہلت چاہی دمتریاس نے اس شرط سے مہلت دی کہ قربان میں سے اسکو بھی کچھ حصہ دیا جائے

بعدہ اس کے دل میں کیا جانے کیا خیال آیا جس سے دمتریاس نے بیت المقدس کے لئے تصویریں بھیجیں اور یہہ موقع یہودیوں کو صلح کے درخواست کے پیش کرنیکا اچھا ہاتھ آگیا دمتریاس نے یہودیوں کی درخواست صلح کو قبولیت کا خلعت عطا کیا ہرقانوس اس سے ملنے کو گیا۔ تین حصے سونے کے دمتریاس کو ہدیہ دئیے۔ دمتریاس بیت المقدس سے واپس آکر اپنے دارالحکومت کے درستی و انتظام میں مصروف ہوگیا اسی اثنا رہیں فارس اور روم میں نزاع ہوگئی۔ دمتریاس کل کاموں کو چھوڑ کر لشکر روم لیکر موقع جنگ پر پہونچگیا اور ہرقانوس عید کی وجہ سے جنگ پر نہ جاسکا تا آنکہ ہرقانوس کو دمتریاس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی ہرقانوس نے موقع مناسب پاکر اپنے دشمنان اہل شام پر حملہ کردیا نابلس اور قلعات اردم کو جو کوہ ثمراۃ میں تھے فتح کرکے انپر جزیہ قایم کیا اور انکے ختنے کرادئیے انکو احکام توریت کی پابندی پر مجبور کیا اور اس ہیکل کو جس کو سنبلاط سامری نے باجازت اسکندر بنایا تھا ویران کردیا اور اپنے سرحدی ملوک کو بزور و جبر اپنا مطیع کرلیا۔ بعدازاں روساء و اعیان یہود کو رومہ کے منتظموں اور ارا کین دولت کی جانب تجدید عہد نامہ کی غرض سے روانہ کیا اور کل ان چیزوں کو واپس مانگا جنکو انطیوخوس اور یونان بیت المقدس اٹھالے گئے تھے رومہ کے سرداروں نے ہرقانوس کے اس فرمان کی تعمیل کی اور کمال خوشی سے عہد کی تجدید کی اور اسکو ملک الیہود (بادشاہ یہود) کے مبارک لقب سے مخاطب کیا۔

اس سے پہلے اس کے آبا و اجداد کاہن کے لقب سے پکارے جاتے تھے اسنے اپنے آپ کو بادشاہ کے لقب سے ملقب کیا اور عہدہ کہونت کو شاہی اختیارات میں شامل کرلیا یہ ملوک بنی حسمنائی کا پہلا بادشاہ ہے۔

القصہ ہرقانوس۔ قلعات اردم پر قبضہ حاصل کرکے شہر سامرہ (سبسطیہ) کیطرف گیا اور اسکو بزور تیغ فتح کرکے اس کے شہر پناہ کو ویران اور اسکے رہنے والونکو قتل کیا۔

کل امور کو درست کرتا تھا جو غیر قومیں اپنر چڑھ آتی تھیں اسی کے رائے سے انکو دفع کرتے تھے اسپر انکو بہت بڑا اطمینان تھا۔ اسوقت تک تو انکی یہی حالت تھی اس سے پہلے وہ یونانیوں پر غالب آچکے تھے انکے ملک پر متصرف ہو گئے تھے اور دریا کو عبور کرکے افریقہ تک اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ جیساکہ آیندہ ہم ان کے اخبار میں بیان کرینگے۔ غرضکہ یہہ متفق ہوکر الطیوخوس افطر اور اسکے چچازاد بھائی لیشاوش یادگار شاہان یونان پر حملہ کرنے کی غرض سے انطاکیہ کیطرف بڑھے اور یہوذا بادشاہ بیت المقدس کو انطیوخوس اور یونانیوں کی اطاعت سے علیحدہ ہونے کو لکھا یہوذا نے ان کے لکھنے پر عمل کیا جب اس کی اطلاع انطیوخوس افطر کو ہوئی تو یہوذا بن تیتیا کی عہد شکنی اور جدید سازش سے سخت برہم ہوکر فوجکشی کردی یہوذ ابن تیتیا نے نہایت ہوشیاری سے اسکا مقابلہ کیا ہزیمت پانے کے بعد الطیوخوس افطر نے صلح کا پیام بھیجا شرائط صلح یہہ قرار پائی کہ یہوذ ابن تیتیا اپنے عہد قدیم پر قایم رہے اور انطیوخوس جو کچھ سالانہ بیت المقدس کو بطور نذر دیتا تھا دیتا رہے اور فتنہ پردازونکو جو لڑائی کے باعث ہوتے ہیں انکو قتل کرڈالے چنانچہ شلاوش کو قتل کرڈالا اور عہد و اقرار از سر نو قایم ہوا۔

اس کے بعد اہل رومہ نے اپنے سپہ سالار دمتریاس بن سلیاقوس کو ایک جرار فوج کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ کیا۔ انطیوخوس افطر نے انکا مقابلہ کیا مگر اسکی جی توڑ کوششوں نے کچھ اسکو فائدہ نہ پہونچایا یہہ اور اسکا چچازاد بھائی لیشاوش لڑائی کے میدانمیں مارا گیا۔ روم کامیابی کے ہوا کے جھونکوں کیطرح انطاکیہ میں داخل ہو گئے۔

قیموس کاہن۔ اشرار یہود سے جو انطیوخوس کے پاس رہتا تھا اسنے دمتریاس سپہ سالار روم کو کامیابی کے بعد بیت المقدس کے مال و اسباب کی ترغیب دلائی اور اسپر قبضہ حاصل کرنے کی تحریک کی اس نے نیقانور کو اس کام کے انجام دہی کی

غرض سے روانہ کیا۔ یہوذا ابن متیتیا بادشاہ بیت المقدس بارادت تمام اس سے ملنے کو آیا اور ہدایا و تحایف اندازہ سے زیادہ پیش کئے نیقالور یہوذا کی ان پسندیدہ کارروائیوں سے بیحد خوش ہوا دونوں نے مراسم اتحاد قایم رکھنے کی قسمیں کھائیں قیموس کاہن نے نیقالور کے پہونچنے سے پہلے ومتریاس کو نیقالور اور یہوذا کی باہمی سازش کی اطلاع دیدی اور بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے کی زیادہ ترغیب دی۔ ومتریاس نے اپنے سپہ سالار کو ناامتانہ خط لکھا اور اپنے حکم کی بجاآوری کی سخت تاکید کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ یہوذا کو گرفتار کرلائے یہوذا کو اس کے جاسوس نے اس واقعہ سے مطلع کردیا وہ بیت المقدس کو چھوڑکر شہر سامرہ (صصطیہ) چلا گیا۔ نیقالور نے اسکا تعاقب کیا پس یہوذا نے پلٹ کر حملہ کردیا نیقالور کو شکست ہوئی یہوذا نے لشکر روم کے زیادہ حصہ کو قتل کرڈالا اور نیقالور کو گرفتار کرکے بیت المقدس میں ہیکل پر سولی دیدی۔ یہودیوں نے اس دن کو بھی روز عید مقرر کیا۔ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے ایک دوسرے ہوشیار اور کارآزمودہ افسر یعنردس نامی کو تیس ہزار فوج کے ساتھ یہودیوں سے لڑنے کو بھیجا۔ یہود کا لشکر لڑائی کے میدان سے اپنے بادشاہ یہوذا کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مختلف گھاٹیوں میں جا چھپا یہوذا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ لڑتا ہوا بھاگا یعنردس نے تعاقب کیا اثناء دار و گیر میں یہوذا مارا گیا اور اپنے باپ متیتیا کے قریب دفن کیا گیا۔ اسکا بھائی یوناثال بقیہ یہودیوں کو لیکر مضافات اردن کی طرف چلا گیا۔ یعنردس نے اسکا مقام برسیع میں پہونچکر محاصرہ کیا ایک مدت تک بغیر کسی جدال و قتال کے یوناثال کو محاصرہ میں رکھا یوناثال ایک آخری کوشش یا اپنی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کو یہودیوں کو لیکر برسیع سے نکلا لڑائی ہوئی بالآخر یعنردس کو شکست فاش دیکر گرفتار کرلیا اور اس شرط پر کہ یعنردس آیندہ یہودیوں سے

معروف ہے یہ مرد صالح اور شجاع و دلیر تھا اپنی قوم کی بربادی و تباہی سے محزون و مغموم ایک بیابان سنسان میں مقیم رہا جب انطیوخوس بیت المقدس سے کوچ کر گیا تو اس نے یہود کو اپنے جائے قیام سے مطلع کیا اور انکو یونانیوں پر حملہ کرنیکی ترغیب دی یہود نے اس کے حکم کی تعمیل اور مستعد و مسلح ہو لئے فلیلقوس سپہ سالار انطیوخوس یہ خبر پاکر اپنے لشکر کو لئے ہوئے متیتیا کی گرفتاری کو چلا یہود اور فلیلقوس سے مقابلہ ہوا فریقین نے جی توڑ کر داد مردانگی دی مگر اس سے پہلے یہود کی کامیابی اور فلیلقوس کی شکست کاتب تقدیر نے لکھ دی تھی لڑائی کا میدان یہود کے ہاتھ رہا اور فلیلقوس کا لشکر بھاگ نکلا اس اثنار میں متیتیا کا انتقال ہو گیا بجائے اسکے یہوذا ابن متیتیا حکمراں ہوا، اس نے بھی فلیلقوس کو دوبارہ شکست دی انطیوخوس ان دنوں اہل فارس کی لڑائی میں مصروف تھا اس نے اس شکست کا حال سنکر اپنے لڑکے افطر کو اپنا قایم مقام کیا اور اس کی کمک پر اپنی ہی قوم کے ایک سپہ سالار لیشاوس نامی کو مامور کیا اور انکو یہودیوں پر فوجکشی کرنیکا حکم دیا پس ان لوگوں نے تین جرنلوں نیقانور۔ تلمیاس۔ سردوس کو یہودیوں کے سرکوبی کو روانہ کیا اور الٹے یہودیوں کی پائمالی اور قتل و غارت کا اقرار لیلیا۔ اطراف دمشق و حلب کے کل ارمنی اور دشمنان یہود فلسطین وغیرہ سے اس لشکر کے ہمراہ ہو گئے۔ یہوذا ابن متیتیا سردار یہود نے پہلے اللہ تعالےٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعا مانگی اور بیت المقدس کا طواف کیا اور تبرکاً اسکا مسح کیا بعد ازاں مقابلہ پر آیا پہلے نیقانور کے لشکر سے نبرد آزما ہوا اور پہلے حملہ میں اسکو ہزیمت دی۔ اسکے لشکریوں کو قتل کیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا پھر سپہ سالاران لشکر تلمیاس اور سردوس سے لڑا اور انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا اور انطیوخوس کے اول سپہ سالار فلیلقوس کو گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا۔ نیقانور لڑائی کے میدان سے بھاگ کر مقدونیہ پہونچا اور لیشاوس و افطر کو اس سے آگاہ کیا

اس کے بعد شاہ فارس سے انطیوخوس کی شکست پانے کی خبر آئی اس کے بعد ہی وہ خود بھی مقدونیہ آپہونچا اور یہودیوں کی کامیابی سے برہم ہو کر ایک جرار لشکر مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں عارضۂ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہیں دفن کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد افطر تخت نشین ہوا اور اسکا نام اس کے باپ انطیوخوس کے نام سے موسوم ہوا۔

یہوذا ابن متینیا ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر قدس شریف کی طرف واپس ہوا اور انطیوخوس کے بنوائے ہوئے مذبح اور اصنام کو توڑ واڈالے مسجد کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ایک دوسرا جدید مذبح۔ قربان کے لئے بنوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی نشانی دکھلانے کی غرض سے اسکو بغیر آگ کے مشتعل کر دے چنانچہ وہ لکڑیاں بغیر آگ کے جلنے لگیں۔ یہ آگ برابر تا زمان ویرانی ثانی مشتعل رہی۔ اس دن کو یہودیوں نے عید کا دن قرار دیا اور اسکو عید العساکر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد ازاں افطر نے دوبارہ اپنے باپ کی تمنا پورا کرنے کو لیشاوش کو یہودیوں سے جنگ کرنیکو روانہ کیا یہوذا ابن تیتیا نے اس کو شکست دیکر پسپا کر دیا لیشاوش بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا یہوذا ابن تیتیا نے پہونچکر محاصرہ کر لیا بالآخر لیشاوش نے دبکر اس امر پر مصالحت کر لی کہ آئندہ لیشاوش یہوذا ابن تیتیا سے لڑنے کو نہ آئیگا۔ اس معاہدہ میں حسب خواہش یہوذا افطر بھی شامل کیا گیا لیشاوش محاصرہ سے نجات پاکر اپنے ملک کو واپس آیا اور یہود ابن تیتیا اپنے قوم کی اصلاح میں مصروف ہوا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ کیتم (روم) کی حکومت کا یہی ابتدائی زمانہ تھا یہ رومہ میں رہتے تھے ان کے کل امور تین سو تیئس رئیسوں کے شورے پر منحصر تھے انہیں سے ایک رئیس صدر نشین ہوتا تھا اسکو وہ شیخ کے لقب سے موسوم کرتے تھے وہ انکے

ابن کریون کہتا ہے کہ یہودیوں میں ان دنوں تین فرقے تھے ایک فرقہ فقہا اور اہل قیاس کا تھا جنکو وہ فروشیم (ربانیین) کہتے تھے دوسرا فرقہ ظاہریہ تھا جو ان کے ظاہری الفاظ کتاب پر عمل کرتے تھے اور انکو وہ صدوقیہ (قراء) سے تعبیر کرتے تھے اور تیسرا فرقہ عباد کا تھا جو دنیاوی تعلقات قطع کرکے عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور یہ عسید کہلاتے تھے۔ ہرقانوس کے آباؤ اجداد فرقہ ربانیین میں سے تھے لیکن اس نے بذاتہ اپنا مذہب ترک کرکے قراء کا مذہب اختیار کرلیا تھا وجہ تبدیلی یہ ہے کہ اس نے ایک دن یہود کو ایک جلسہ خاص میں جمع کیا اور یہود سے مخاطب ہوکر بولا" میں تم سے نصیحت کا خواستگار ہوں" ربانیین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید وہ حکومت وسلطنت سے دست کشی کرنا چاہتا ہے اسوجہ سے ان میں سے بعض بول اٹھے کہ" تمھارے لئے یہی نصیحت ہے۔ کہ تم اپنے کو درجہ کہونت سے علیحدہ کرکے صرف حکومت کے رتبہ پر اقتصار کرو کیونکہ کہونت کی شرط تم میں پائی نہیں جاتی۔ تمھاری ماں زمانہ انطیوخوس سے قیدیوں دلونڈیوں میں سے تھی" ہرقانوس نے برہم ہوکر کہا تم لوگ اپنے حاکم اور والی حکومت کیا چاہتے ہو میں آج سے اس مذہب کو چھوڑتا ہوں" ہرقانوس نے یہ کہکر مذہب قراء اختیار کرلیا اور فرقہ ربانیین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کرڈالا۔ اسی وقت سے یہود کے ان دونوں فرقوں میں نزاع پیدا ہوگئی اور ایک زمانہ دراز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ہرقانوس اپنی حکومت وسلطنت کے اکتیس برس پورے کرکے مرگیا بعدہٗ اسکا لڑکا ارسبتلوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ علاوہ اس کے ہرقانوس کے دو لڑکے اور تھے ایک کا نام انطغنوس تھا جسکو ہرقانوس پیار کرتا تھا۔ اور دوسرے کو اسکندر کہتے تھے۔ ہرقانوس نے ناراض ہوکر اسکو جبل الجلیل کی طرف جلاوطن کردیا تھا۔ پس جب ارسبتلوس نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو

اپنے باپ کے مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اسکندرا اور اسکی ماں کو گرفتار کر لیا۔ انطقنوس نے معافی چاہی ارستبلوس نے اسکو اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے لڑائیوں میں اسی کے جانے پر اکتفا کیا اور تاج کہونت اوتار کر تاج شاہی پہن لیا بعد اس کے انطقنوس نے ان لوگوں پر فوجکشی کی جو سرحدی مقامات پر رہتے تھے اور ارستبلوس کی فرمانبرداری سے نکل گئے تھے چنانچہ ان سب کو بزور تیغ اطاعت وفرمانبرداری کے دائرہ میں کھینچ لیا۔ اسی اثناء میں چند فتنہ پردازوں نے اس کے بھائی ارستبلوس سے اسکی شکایت کی اور اس کے کانوں کو انطقنوس کی شکایتوں سے بھر دیا۔ جب انطقنوس لڑائی سے واپس آیا تو اتفاق وقت سے وہ زمانہ عید مظال کا تھا اور اسکا بھائی بوجہ علالت گھر سے باہر نہ آیا تھا، انطقنوس شاہی محل میں اعراض کرکے بنظر ثواب ہیکل میں چلا گیا۔ فتنہ پردازوں نے ارستبلوس سے یہ جڑ دیا کہ انطقنوس ہیکل میں کہونت کا درجہ حاصل کرنے کو گیا ہے اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے اور اس کا یہ ثبوت ہے کہ وہ تمہارے پاس مسلح آئیگا،، ارستبلوس نے یہ سنتے ہی اپنے جاں نثاروں اور ملازمین قصر سے یہ تاکید کر دی کہ اگر انطقنوس مسلح آئے تو فوراً بلا اجازت واطلاع اسکی گردن بار سر سے سبکدوش کر دینا چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور فتنہ پردازوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی بعد چندے ارستبلوس کو فتنہ پردازوں کی سازش اور فریب سے آگاہی ہوئی وہ خود کردہ پر پشیمان ہوا اور فرط غم سے اس درجہ اپنا سینہ پیٹ لیا کہ اسکو قذف الدم کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ میں ایک برس کے بعد مر گیا۔ یہودیوں نے اس کے بھائی اسکندر کو قید سے نکالا، اسکی بیعت کی اور حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ بعد ازاں اس سے عکا اور صیدا والوں نے بدعہدی کی۔ اہل عزہ۔ قبرص کی طرف بڑھے اسکندر نے عکا پر پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا اس عرصہ میں ملکہ کلوبطرہ (یادگار ملوک یونان) اور اس کے لڑکے بطلیموس میں مخالفت

کے پاس بلا مال و تحایف کے گیا اس نے اس سے بدعہدی کی مجبور ہو کر انطفر نے یہ چال اختیار کی اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ "میں ہرقانوس کاہن اعظم کا بظاہر مطیع رہونگا تاکہ ارستبلوس کی طاقت کم ہو جائے" قمقیوس نے انطفر کی رائے پسند کی اور یہ کہا کہ "میں بظاہر ارستبلوس کی موافقت کرونگا لیکن درحقیقت میں موقع اور وقت کا منتظر رہونگا اور بعد کامیابی کے ہرقانوس کو بیت المقدس کی حکومت دونگا" اس مشورے کے اگلے دن ہرقانوس اور ارستبلوس سپہ سالار قمقیوس کے پاس آئے اور ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگا انطفر عام خلایق کو مجتمع کر کے قمقیوس کے پاس لایا وہ لوگ ارستبلوس کی شکایت کرنے لگے قمقیوس نے ان لوگوں کی شکایتیں انصاف کے کانوں سے سنیں اور ایک منصفانہ حکم صادر کیا۔ ارستبلوس کو اس کا حکم شاق گزرا اور اسکے لشکر گاہ سے اٹھ کر چلا آیا اور بیت المقدس میں پہونچکر قلعہ بندی کر لی قمقیوس نے اسکا تعاقب کیا پہلے وہ اریحا میں اترا بعدہ قدس شریف کی طرف بڑھا۔ ارستبلوس نے قمقیوس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ قمقیوس اسکے بھائی ہرقانوس کی مدد نہ کرے اور ارستبلوس ہیکل کے کل جواہر اور اسباب قمقیوس کو دیدے" قمقیوس نے اس شرط کو مان لیا اور اس شرط کی تعمیل و تکمیل کی غرض سے اپنے ایک جنگی افسر کو اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ کیا کاہنوں نے ارستبلوس کو اس فعل سے روکا۔ عامہ خلایق اس سے برہم ہو گئے۔ اور قمقیوس کے جنگی افسر اور بعض اسکے ہمراہیوں کو مار ڈالا اور باقیماندوں کو بیت المقدس سے باہر نکال دیا۔ قمقیوس کو یہودیوں کی اس حرکت سے ناراضی پیدا ہو گئی اسیوقت سے اس نے دھاوا کا حکم دیدیا لیکن شہر پناہ کے دروازے بند ہونیکی وجہ سے اندر نہ داخل ہو سکا باہر سے لڑتا رہا اور شہر کے اندر ارستبلوس اور ہرقانوس کے گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک یہودی نے شہر کا دروازہ کھولدیا قمقیوس بیخوف و خطر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل پر قبضہ کر کے ہیکل کا محاصرہ

کر لیا بعد چندے آلات حصار کے ذریعہ سے ہیکل کے بعض برجوں کو منہدم کر کے بزور تیغ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

جس وقت قمقیوس ہیکل میں داخل ہوا۔ باوجود لڑائی جاری رہنے کے کاہنوں کو عبادت کرتے ہوئے پایا اس سے اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی ہیکل کے روبرو چپکا کھڑا رہ گیا۔ اس کے مال و اسباب و ذخایر کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور ہیرقانوس کو حاکم اور سالانہ خراج مقرر کر کے رومہ کی جانب واپس ہوا اور وقت روانگی بنظر مزید احتیاط ہیرقانوس اور انظفتر کی نگرانی کے لئے اپنے سپہ سالار سکانوس کو بیت المقدس میں چھوڑ آیا جس نے اس سے پیشتر دمشق اور بلاد ارمن کو فتح کیا تھا ارستبلوس اور اس کے دو لڑکے پابزنجیر رومہ کو قمقیوس کے ہمراہ روانہ ہو گئے باقی رہا تیسرا لڑکا اسکندر نامی وہ روپوش ہو گیا۔

قمقیوس جس وقت سرزمین شام کو طے کرتا ہوا اپنے وطن کو جا رہا تھا اس وقت ہیرقانوس اور انظفتر نے عرب پر روم کے مطیع کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا اسکندر نے میدان خالی دیکھ کر بیت المقدس کا رخ کیا اہل قدس نے اسکا کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور اس کو اپنا حاکم بنا لیا۔

اسکندر نے حکومت کے کرسی پر بیٹھتے ہی ہیکل کے ان برجوں کو درست کرایا جنکو قمقیوس نے منہدم کر دیا تھا۔ اسکی حکومت کچھ ایسی دلپسند ہوئی کہ ایک خلق اسکی مطیع ہو گئی اس اثنا میں ہیرقانوس اور انظفتر واپس ہوئے اور اسکندر نے الکا قدس شریف سے نکلکر چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں سے استقبال کیا ہیرقانوس اور انظفتر کو اس واقعہ میں ناکامی ہوئی اسکندر نے انکے لشکر پر بہت سختی سے حملہ کر کے پسپا کر دیا ہیرقانوس اور انظفتر نے کینانوس سپہ سالار روم سے مدد چاہی جو بعد قمقیوس کے بلاد ارمن کا ناظم ہو کر آیا تھا وہ ان دونوں کے امداد کو بلاد ارمن سے قدس شریف کی طرف آیا اسکندر نے

کرانے کی سعی کرنے لگے انجام کار اس امر پر صلح ہوئی کہ حکومت وسلطنت کا ارستبلوس مالک رہے اور ہرقانوس بدستور کہونت پر قایم رہے۔ اس رائے کے قرار پاتے ہی فتنہ و فساد فرو ہو گیا اور ارستبلوس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

انظفتر ابو ہیرودس

بعد چندے ہرقانوس اور ارستبلوس میں انظفتر ابو ہیرودس کی وجہ سے نزاع پیدا ہو گئی۔ انظفتر ابو ہیرودس ان رؤسا بنی اسرائیل سے تھا جو عزیر کے بابل سے مجتمع ہو کر آئے تھے۔ اس میں رعب و داب و دلیری کا قدرتی مادہ تھا اس کے پاس مال و اسباب اور بکثرت مولیشیاں تھیں اسکندر نے اسکو بلاد آردم (جبال شرات) کا حاکم کر دیا تھا۔ برسوں بلاد آردم کا حاکم رہا وہیں اس نے اپنا نکاح کیا جس سے چار لڑکے فیسلو۔ ہیرودس۔ فرودا۔ یوسف اور ایک لڑکی سلومت نامی پیدا ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ انظفتر بنی اسرائیل سے نہ تھا بلکہ وہ اہل روم سے تھا اور بنی حسنائی کے خاندان میں پرورش پائی تھی۔ جب اسکندر مر گیا اور اسکی بی بی اسکندرہ حکومت کرنے لگی تو انظفتر جبال شرات کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ انظفتر جبال شرات سے بیت المقدس میں چلا آیا اور وہیں ٹھہرا یا رہا تا آنکہ عنان ارستبلوس کے ہاتھ میں آئی۔ ہرقانوس اور انظفتر میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے بعد چندے ارستبلوس اپنے بھائی ہرقانوس سے کشیدہ خاطر ہو گیا اس وجہ سے کہ اسکو انظفتر کی چالاکیوں اور فریب سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کے قتل کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور درپردہ ارستبلوس کے کاموں میں رخنہ اندازی کی فکر کرنے لگا اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ ارستبلوس ہرقانوس اور اسکے ہمراہیوں سے کینہ رکھتا ہے اسکو حکومت نہ دینا چاہیے۔ ہرقانوس اس سے بدرجہا حکومت و سرداری کے لایق ہے پھر انظفتر نے ہرقانوس کو یہ فقرہ دیا کہ ارستبلوس تیرے قتل کی فکر میں ہے۔ جب ہرقانوس کے دماغ میں یہ خیال متمکن ہونے لگا تو انظفتر نے

اس کے مصاحبوں سے سازش کرکے ارستبلوس کی طرف سے پورے طور سے بدظن کر دیا پھر بادشاہ عرب ہرتمہ کے پاس جانے کی راہ دے دی ہرتمہ اور ہرقانوس میں مراسم اتحاد پہلے سے تھے بایں خیال ہرقانوس اس کے پاس جانے پر آمادہ ہوگیا غرض دونوں عہد و پیمان کرکے ہرتمہ کے پاس جا پہونچے اور ہرتمہ کو ارستبلوس سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ ارستبلوس اور ہرتمہ سے لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں ارستبلوس کے لشکریوں کا زیادہ حصہ ہرقانوس سے ملگیا ارستبلوس میدان جنگ سے بھاگ کر قدس شریف میں جا چھپا۔ ہرقانوس اور ہرتمہ نے اسکا محاصرہ کرکے لڑائی برابر جاری رکھی تا آنکہ عید الفطر کا زمانہ آگیا محصورین و لڑائی کی وجہ سے اپنے مذہبی رسوم کو ادا نہ کرسکتے تھے اسوجہ سے انھوں نے ہرقانوس کے مصاحبوں کے ذریعہ سے قیمتی تحایف پیش کرنا چاہا جب اس نے اسکو منظور کرلیا تو انھوں نے اس سے بدعہدی کی اور بعض ان لوگوں کو جو ارستبلوس اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا کر رہے تھے مار ڈالا اس وجہ سے انہیں وبا پھیل گئی جس سے ایک عالم مرگیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ ارمن۔ بلاد دمشق و حمص و حلب میں تھا یہ سب روم کے مطیع تھے انھیں دنوں ان سب نے سرکشی کی۔ روم نے اپنے سپہ سالار قمقیوس کو انکی بغاوت رفع کرنے کی غرض سے روانہ کیا قمقیوس نے اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر سکالوس کو مقرر کرکے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ارمن نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی پھر سکالوس اس کے بعد قمقیوس دمشق میں داخل ہوا۔ ارستبلوس نے قدس سے اور ہرقانوس نے مقام حصار سے اسپر لشکر کشی کی اور لڑائی چھڑنے کے پیشتر قمقیوس کے پاس مال اور تحایف روانہ کئے اس نے لینے سے انکار کیا اور ہرتمہ کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا اور خود بیت المقدس سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہ ہرقانوس و انتلفتر بھی چلے گئے اور ارستبلوس اور اسکے تحایف بیت المقدس کو واپس آئے بعد اسکے انتلفتر پھر قمقیوس کے

ہوگئی ظیر دجزیرہ تبرص کی طرف چلا گیا اور اُسپر قبضہ حاصل کرلیا اہل عکا نے کہلا بھیجا کہ اگر سکندر کے محاصرہ سے ہمکو نجات حاصل ہوگئی تو ہم تمسے سمجھ لیں گے۔ چنانچہ ظیر دلوٹ کر اسکندر کے ممالک کی بڑھا اور جبل الجلیل پر اوتر کر ایک گروہ کثیر کو قتل کیا پھر وہاں سے کوچ کرکے اردن پر خیمہ زن ہوا۔ ان واقعات کے اثناء میں اسکندر نے صیدا پر حملہ کردیا اور بزور تیغ فتح کرکے قدس شریف کی طرف واپس آیا سرحدی امراء نے اس کی اطاعت قبول کرلی، اس سے بغاوت کرنے والوں کا مزاج درست ہوگیا۔ بعد ازاں یہود میں پھر ازسر نو فتنہ اس طرح برپا ہوگیا کہ عید مظال میں کل یہودی مسجد میں مجتمع ہوکر کھاپی رہے تھے اور اسکندر بھی ان میں موجود تھا کچھ لوگ اس سے کسی قدر فاصلہ پر تیر اندازی کررہے تھے اتفاق سے ربانیوں میں سے ایک کا تیر اسکندر کے قریب آگرا۔ ربانیین اور قراء میں بحث ہوتے ہوتے مجادلہ ہونے لگا اور یہ نزاع اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ چھ برس تک فتنہ وفساد فرو نہ ہوا ان فتنہ وفساد میں تقریباً پچاس ہزار ربانیین مارے گئے۔ اور اسکندر قراء کا معین ومددگار رہا ربانیین نے دمتریاس معروف بہ انطیوخوس کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) روانہ کیا اور اسکو مال واسباب دینے کا وعدہ کیا۔ دمتریاس ان کے کہنے میں آگیا اور ایک لشکر جرار لیکر نابلس کی طرف بڑھا۔ اسکندر نے اسکا مقابلہ کیا اور دمتریاس کو شکست دیکر اس کے بیشمار لشکریوں کو مار ڈالا۔ پھر مراجعت کرکے ربانیوں کیطرف آیا اور انپر بھی فتح حاصل کی۔ تقریباً تین سو ربانیین کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں دمتریاس تعاقب میں روانہ ہوا اور انکے اکثر بلاد مقبوضہ کو فتح کرلیا۔ دمتریاس یہ سنکر ایک آخری کوشش اور قسمت آزمائی کی غرض سے لڑائی کے میدان میں آیا لیکن اسکی تازہ کوششوں نے اسکو کچھ بھی فائدہ نہ پہونچایا بالآخر شکست کھاکر بھاگا اسکندر نے اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ محاربہ ربانیین اور دمتریاس کے

تیس برس بعد بیت المقدس کیطرف لوٹا۔

ان کامیابیوں سے اسکا رعب و داب بڑھ گیا اور اسکو ایک خاص قوت حاصل ہو گئی اس کے بعد وہ علیل ہو گیا اور تین برس تک حالت علالت میں رہا۔ اثنار علالت میں اسکو بعض قلعات کے محاصرہ کی ضرورت پیش آئی اسوجہ سے کہ اُن قلعات کے حکام نے اس سے سرتابی شروع کر دی تھی لیکن اتفاق زمانہ سے اسکندر کو اس کی موت نے ان قلعات کے فتح کرنے کی مہلت نہ دی۔ دوران محاصرہ میں وہ مر گیا اور مرتے وقت اپنی بی بی کو یہ وصیت کر گیا کہ تا زمانہ فتح، موت کا حال چھپایا جائے اور لاش بیت المقدس میں لیجا کر دفن کی جائے۔

اسکندر کے مرنے کے بعد ربانیوں نے عام طور سے اس کے لڑکے کی طرف میلان خاطر ظاہر کیا اور جنھوں نے ابتدا اختلاف کیا ان کو ایک خلسہ خاص میں جمع کر کے انکو بھی اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اسکندر کے دو لڑکے تھے بڑے کا نام ہرقانوس تھا اور چھوٹے کو ارستبلوس کہتے تھے۔ یہ دونوں اسکندر کے مرنے کے وقت چھوٹے چھوٹے تھے۔ جب یہ بڑے ہوئے تو ہرقانوس کہونت کے لئے منتخب کیا گیا اور ارستبلوس کو لشکر کی سپہ سالاری دیگئی لڑائی کا انتظام سپرد کیا گیا۔ ربانیوں نے اسکا ساتھ دیا اس نے عظیم الشان بادشاہوں سے خراج لیا انکو اپنا مطیع کیا اس اثنا میں ربانیوں اور قراء میں پھر کسی قدر مناقشہ پیدا ہو گیا اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے ارستبلوس کی ماں بیت المقدس سے روانہ ہوئی لیکن اسکی موت نے اس کی تمناؤں کا خون کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عیسٰی صلوات اللہ علیہ کا ظہور اسی کے زمانہ میں ہوا الغرض جب اس کے لڑکے ارستبلوس کو جو سپہ سالار لشکر تھا اسکے مرنے کی اطلاع ہوئی تو وہ قراء کو مجتمع کر کے اپنے بھائی ہرقانوس اور ربانیوں سے لڑنے کو چلا اور انکا بیت المقدس میں محاصرہ کر لیا۔ سرداران یہود اور بڑے بڑے کاہن باہم صلح

کمال مردانگی سے اسکا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ سے پہلے اس کے حصہ میں شکست لکھی جا چکی تھی اسکی تازہ کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا وہ میدان جنگ سے ہزیمت اٹھا کر قلعہ اسکندرونہ میں پناہ گزیں ہوا ہرقانوس نے قدس شریف میں پہونچکر قبضہ حاصل کرلیا کیناتوس سپہ سالار روم نے اسکندر کا تعاقب کیا اور قلعہ اسکندرونہ پر پہونچکر محاصرہ کرلیا اسکندر نے مجبور ہوکر اس کی درخواست کی جسکو کیناتوس نے فوراً قبول کرلیا۔

انھیں لڑائیوں کے اثنار میں ارستبلوس معہ اپنے لڑکے انطفنوس کے قیدخانہ رومہ سے نکل بھاگا اور ایک گروہ کثیر کو مجتمع کر کے کیناتوس کے مقابلہ پر آیا لیکن اسکی قسمت نے مدد کی پہلی ہی لڑائی میں گرفتار ہوگیا کیناتوس نے اسکو دوبارہ رومہ کے قیدخانہ میں بھیجدیا چنانچہ وہ اسی قیدخانہ میں اس زمانہ تک رہا جب تک کہ رومہ پر قیصر کو غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ پھر بعد چندے جن دنوں روم کو قیصر کے مقابلہ کی ضرورت درپیش تھی اور قمقبوس رومہ کے باہر قیصر کی لڑائی کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا ارستبلوس دوبارہ قیدخانہ سے نکل کھڑا ہوا اس مرتبہ اسکے ہمراہ چند سرداران لشکر بھی قیدخانہ سے نکل آئے تھے اس نے دوبارہ۔ بارہ ہزار کی جمعیت سے ارمن اور یہود پر قمقبوس کی اطاعت سے روکنے کی غرض سے حملہ کیا قمقبوس نے انطفتر کو اس کے مقابلہ اور گرفتاری کی بابت خطوط لکھے اس نے یہود کے چند آدمیوں کو ارستبلوس کی طرف روانہ کیا جنھوں نے بلاد ارمن میں بعد چند دنوں کے موقع پاکر ارستبلوس کو زہر دیدیا۔ اس کے بعد کیناتوس کی تحریک و تحریر سے تیسخ (والی رومہ) نے ارستبلوس کے بقیہ لڑکوں کو آزاد کردیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ انھیں ایام میں اہل مصر نے اپنے بادشاہ تلمائی سے باغی ہوکر اسکو تخت سے اُتار دیا تھا اور روم کا خراج بند کردیا تھا جس سے روم نے مصر پر فوجکشی کی اور انطفتر نے بزور تیغ انپر فتحیابی حاصل کر کے تلمائی کو دوبارہ حکومت کی کرسی پر بیٹھایا۔ اس کے سلطنت کے کاروبار کو درست کردیا پھر کیناتوس نے بیت المقدس

کی طرف مراجعت کی اور ہرقانوس کو قدس کی حکومت اور انظفتر کو اسکی وزارت کا عہدہ دیکر رومہ کو واپس آیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد فارس اور روم میں مناقشہ پیدا ہو گیا روم نے فارس کی لڑائی کی غرض سے سپہ سالار عرب نوس نامی کو روانہ کیا وہ جس وقت قدس شریف ہو کر گذرا اور ہیکل میں داخل ہوا کاہنوں سے ہیکل کا مال و اسباب طلب کیا عازر کاہن اعظم نے کہا "کینانوس اور قمبوس نے ہیکل کے ساتھ کبھی ایسا کام نہیں کیا عربنوس نے پہلے یہودیوں سے ہیکل کا مال نہ لینے کا اقرار کیا مگر جس وقت قابو پا گیا فوراً ہیکل کے کل تحالیف" اسباب اور بادشاہوں کی نذریں اور جمیع آلات و ظروف جو ابتدا ر زمانہ عمارت سے اسوقت تک وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے لے لیے بعدازاں عربنوس جنگ فارس پر چلا گیا فارس نے اسکو ہزیمت دیکر کل وہ چیزیں جو اس نے ہیکل سے لیں تھیں چھین لیں اور بلاد ارمن۔ دمشق حمص۔ حلب اور ان کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر جس وقت روم کو ہوئی کسنا نامی سپہ سالار کو بسرگروہی ایک عظیم الشان لشکر کے روانہ کیا کسنا ارمن کے بلاد مغلوبہ سے گذر کر قدس شریف کی طرف گیا۔ وہاں یہودیوں اور ہرقانوس اور انظفتر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی کسنا نے ہرقانوس اور انظفتر کی مدد کی جب ہرقانوس کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو کسنا لشکر فارس سے لڑنے کو بڑھا اور انکو پہلے ہی جنگ میں ہزیمت دیکر روم کا مطیع بنا دیا اور ان بائیس ملوک کو جو روم سے باغی ہو گئے تھے پھر روم کا مطیع اور باجگزار کر دیا مگر جب کسنا ان کے ملک سے واپس ہوا تو انھوں نے دوبارہ بدعہدی کی۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد قیاصرہ کا زمانہ شروع ہوا اور یولیاس روم کا حاکم ہوا چونکہ اس کی ماں حالت حمل میں مر گئی تھی اور یہ اسکا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا اسوجہ سے اس کو لوگوں نے قیصر کا لقب دیا اور قیصر انکی زبان میں قاطع کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے

اور یولیاس اسکو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ما■ یولیہ میں پیدا ہوا تھا جو انکا پانچواں مہینہ تھا۔ اور یولیہ کے معنی پانچویں کے بھی ہیں۔ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ روم کی حکومت جمہوری تھی جسمیں تین سو بیس ممبر اور ایک شیخ (صدر نشین) کے ذریعہ سے حکومت قائم تھی جب قیصر بڑا ہوا اور شیخ (صدر نشین) نے اسکی شجاعت و مردانگی کو اوروں سے بڑھا زیادہ دیکھا تو وہ اسکو بھی بدستور قدیم لشکریوں کا سپہ سالار کرکے ممالک غیر پر بھیجنے لگا۔ ایک مرتبہ اسکو بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اس نے بلاد مغرب کو نہایت سہولیت اور مردانگی سے فتح کیا اور جب وہاں سے واپس ہوا تو اس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا۔ روم کے ممبروں نے قیصر کو اس خطاب کے لینے سے منع کرکے یہ وجہ بیان کی کہ" شروع زمانہ حکومت سے روم کی حکومت جمہوری ہے اسکے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے پہلے قمقیوس نے بلاد شرق کو فتح اور یہودیوں کو مطیع کیا تھا لیکن اس نے اسکی خواہش نہیں کی" قیصر یہ سنکر خاموش ہوگیا ایک روز موقع پاکر ممبران روم پر حملہ کر دیا اور انکو قتل کرکے تن تنہا روم کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے مشہور کرکے قمقیوس پر بھی حملہ کر دیا یہ ان دنوں مصر میں تھا۔ قیصر نے اسپر فتح پائی اور اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور وقت مراجعت مصر سے اسکے اطراف وجوانب میں قمقیوس کے جنگی افسروں کو پھیلا ہوا دیکھکر انپر بھی حملہ کر دیا اور بلاد ارمن کی طرف ہوکر گذرا ارمن میں ان دنوں متردات بادشاہ حکومت کر رہا تھا اس نے قیصر کی اطاعت قبول کرلی اور اسکے حکم سے ارمینوں کو لیکر ہرقانوس سے لڑنے کو چلا۔ ہرقانوس بادشاہ یہود نے اسکا عسقلان میں مقابلہ کیا ارمینوں کو شکست ہوئی الظفر اور یہودیوں کے لشکر نے فتحیابی کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا جب اسکی خبر قیصر کو ہوئی تو اس نے الظفر کو بلا بھیجا۔ الظفر، متردات کے ہمراہ قیصر کے دربار میں حاضر ہوا قیصر نے اسکے عذرات سنکر عہدہ ہائے جلیلہ دینے کا وعدہ کیا اس سے پہلے

انطقنوس بن ارستبلوس نے قیصر سے ملکہ ہرقانوس کی شکایتیں کی تھیں اور نیز یہ ظاہر کیا تھا کہ ہرقانوس نے اسکے باپ کو اسوقت قتل کیا ہے کہ جب اہل رومہ نے تمیقبوس کو اسکے لڑائی پر روانہ کیا تھا۔ مگر انطقنوس کی شکایت سے کوئی برہمی نہ پیدا ہوئی ایک روز ہرقانوس اور انطفتر نے ملکہ انطقنوس کو زہر دیدیا بعد چندے قیصر نے انطفتر کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کرکے فارس کی لڑائی پر بھیجدیا۔ اس لڑائی میں انطفتر مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوتا رہا مگر ہر مصائب سے بچتا ہوا جب بلاد فارس سے واپس ہوا تو قیصر نے ہرقانوس اور انطفتر کو بیت المقدس کی حکومت پر بحال کرکے واپس کردیا۔ ہرقانوس ضعیفی کی وجہ سے لڑائیوں کے کام کا نہ رہا تھا اس وجہ سے انطفتر ہر امور سلطنت میں پیش پیش ہوگیا اور اپنے ایک لڑکے فیلو کو بیت المقدس کا ناظم اور دوسرے لڑکے ہیرودس کو جبل الخلیل کا عامل مقرر کردیا اور اسی طرح جب کوئی لڑکا انطفتر کے خاندان کا بڑا بیٹا ہوتا تھا تو اسکو شام کے کسی صوبہ کی حکومت دیدیتا تھا رفتہ رفتہ ہرقانوس کے تمام بلاد مقبوضہ میں انطفتر کے لڑکے پھیل گئے۔ انھیں دنوں ایک سرحدی پہاڑی میں حزقیا نامی ایک شخص یہودیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے سکونت پذیر تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پاکر ارمن پر حملہ کرکے ان کے مال و متاع لوٹ لیجاتا تھا جب اسکا ظلم وجور حد سے متجاوز ہوگیا تو ناظم بلاد ارمن سفیوس (قیصر کے چچا زاد بھائی) نے ہیرودس والی جبل خلیل سے حزقیا کی شکایت کی ہیرودس نے ایک سریہ[1] حزقیا کی گوشمالی کو بھیجدیا۔ اتفاق سے اس شبخون میں حزقیا گرفتار ہوکر قتل کرڈالا گیا ہیرودس نے سفیوس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے ہیرودس کا شکریہ ادا کیا اور تحایف بھیجے۔ مگر بیت المقدس کے یہودیوں کو ہیرودس کا یہ فعل نہایت شاق گزرا اور وہ لوگ مجتمع ہوکر ہرقانوس کے پاس آئے اور ہیرودس کے ظلم کی شکایت کی اور اسکو قصاص کے لئے

---

[1] سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو شب کو مخالف کے لشکر پر شبخون مارتا ہے۔

مجلس حکام میں طلب کیا۔ چنانچہ اس قضیہ کے فیصل کرنے کو ایک مجلس منعقد کی گئی جسمیں یہودیوں کے ستر شیخ مقدمہ کی سماعت کو جمع کئے گئے ہیرودس مسلح تیور چڑھائے ہوئے آیا۔ ہرقانوس ہیرودس کے تیور چڑھے ہوئے دیکھ کر گھبرا اٹھا اور قبل سماعت مقدمہ و انفصال قضیہ مجلس برخاست کردی۔ یہودی اس سے کبیدہ خاطر ہوگئے اور ہیرودس بلاد ارمن کی طرف چلا گیا سفیوس نے اسکو اپنا مدار المہام بنالیا۔

ان واقعات کے بعد ہرقانوس نے قیصر سے تجدید عہد کی درخواست کی قیصر نے اسکی درخواست کو قبولیت کا خلعت مرحمت کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ اہل ساحل مابین صیدا و غزہ اپنا اپنا خراج بیت المقدس روانہ کیا کریں اور یہودیوں کو کل وہ بلاد واپس دیدیے جائیں جو اس سے پیشتر ان کے قبضہ میں فرات اور الحرف لاذقیہ تک تھے اور جنکو بنی حسمنائی نے بزور تیغ دبالیا تھا وہ بھی انکو واپس کردئے جائیں۔ کیونکہ قمقیوس نے اس بابت انپر سخت نابرداشتی ظلم کیا تھا۔ یہ عہدنامہ تانبے کے پتروں پر زبان روم اور یونان میں لکھا گیا اور صور وصیدا کے شہر پناہ کے دروازوں پر لٹکا دیا اور ہرقانوس کی حکومت از سر نو قایم کردی گئی۔

ابن کریون کہتا ہے کہ بعد چندے قیصر بادشاہ روم اور انظفتر وزیر ہرقانوس قتل کرڈالے گئے۔ قیصر کے قتل کا یہ واقعہ پیش آیا کہ کیساوس نامی ایک شخص نے سپہ سالاران قمقیوس سے بحالت غفلت اسپر حملہ کرکے ایک ہی وار سے اسکو قتل کرڈالا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیکے لشکر کو مجتمع کرکے دریا سے عبور کیا بلاد اشیت کو فتح کرتا ہوا قدس شریف کی طرف گیا اہل قدس سے ستر حصے سونے کے طلب کئے چنانچہ انظفتر اور اس کے لڑکوں نے یہود سے لیکر پیش کش کیا پھر کیساوس بیت المقدس سے مراجعت کرکے مقدونیہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا انظفتر کے قتل کا یہ ماجرا گزرا کہ یہود کی خواہش کے مطابق کیساوس مراجعت کے وقت اپنا ایک سپہ سالار ملیکا نامی بیت المقدس

میں چھوڑ گیا تھا۔ بعد چندے اس میں اور انطفر سے نا صافی ہوگئی ملیکا نے موقع پاکر چند یہودیوں کی سازش سے انطفر کو زہر دیدیا ہیرودس یہ واقعہ سنکر ہرقانوس کے قتل کرنے کو بیت المقدس میں آیا لیکن فیلو نے اس قصد سے باز رکھا اس اثنا میں کیساوس مقدونیہ سے صور کی طرف آیا ہرقانوس اور ہیرودس اس سے ملنے کو گئے اس کے سپہ سالار ملیکا کی شکایت کی اور انطفر کے قتل کے واقعات بیان کئے۔ کیساوس نے ملیکا کے قتل کا حکم دیدیا۔ ملیکا قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کیناتوس برادرزادہ قیصر اور اس کا سپہ سالار انطیوس لشکر لیکر کیساوس سے لڑنے کو نکلے مقدونیہ کے قریب صف آرائی ہوئی کیساوس ناکامی کے ساتھ گرفتار کرکے قتل کر ڈالا گیا اور کیناتوس اپنے چچا کی جگہہ پر متمکن ہو کر اپنے کو اپنے چچا اوغسطس قیصر کے نام سے موسوم کیا اس فتحیابی کے بعد ہرقانوس بادشاہ یہود نے کیناتوس کی خدمت میں کچھ تحائف روانہ کئے جس میں ایک تاج طلائی مرصع تھا اور تجدید عہد کی درخواست کی اور ان قیدیوں کے آزادی کا خواستگار ہوا جو زمانہ کیساوس نے قید کر رکھے اور نیز ان رعایتوں کا طالب ہوا جو اس سے پہلے کیسانوس کے چچا قیصر نے یہود کو دے رکھی تھیں۔ اوغسطس قیصر نے ہرقانوس کی درخواستیں منظور کرلیں بعدہ انطیانوس کو ہمراہ لئے ہوئے بلاد ارمن، دمشق اور حلب کی طرف گیا۔ کلبطرہ ملکہ مصر نے (یہ ایک ساحرہ عورت تھی) قیصر سے ملاقات کی اور اس کی خواستگار ہوئی قیصر نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا اسی مقام پر چند لوگوں نے ہیرودس اور اس کے بھائی فسیلو کی شکایتیں کیں ہرقانوس نے اس کی تردید کی، انطیانوس نے شکایت کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے اکثر گرفتار ہو کر قتل کر ڈالے گئے۔ ہیرودس اور اس کا بھائی فسیلو اپنے دارالحکومۃ میں واپس آیا اور بجائے اپنے باپ کے ہرقانوس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ بعد اسکے انطیانوس نے

بلاد فرس پر حملہ کرکے ان کے سرسبز میدانوں کو اپنے فتحمند گھوڑوں سے روند ڈالا، ان کے ملوک کو زیر وزبر کیا اور رومہ تک بزور تیغ فتح کرلیا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ انھیں واقعات کے اثناء میں انطقنوس معہ ایک جماعت یہودیوں کے فارس میں گیا اور یہہ درخواست پیش کی کہ اگر اس کے چچا ہرقانوس کی حکومت چھین کر مجکو دیجائے اور ہیرودس معہ اپنے بھائی فیلو کے قتل کرڈالا جائے تو اسکے معاوضہ میں کئی ہزار سونے کے اور آٹھ سو لڑکیاں رؤسا یہود کی خدمت کیلئے پیش کش کیجائینگی بادشاہ فارس، انطقنوس کی اس درخواست پر ایک جرار لشکر لیکر روانہ ہوا اور بلاد ارمن کو فتح کرلیا جو سپہ سالاران روم ملے انکو قتل کرڈالا اس کے بعد اپنے ایک سپہ سالار کو اہل قدس کی لشکر کے ساتھ بہمراہی انطقنوس بیت المقدس میں نماز ادا کرنے اور ہیکل میں نذر ونیاز پہونچانے کے حیلہ سے روانہ کیا وسط شہر میں پہونچکر ان لوگوں نے شہر کو لوٹنا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کردیا۔ ہیرودس اس ناگہانی حملہ سے گھبراکر قصر ہرقانوس میں حفاظت کی غرض سے گھس گیا اور فیلو قلعہ کو ان کے حملہ سے بچاتا رہا اگرچہ لڑائی کی ابتدائی صورت انطقنوس کے حق میں نتیجہ خیز دکھائی دیتی تھی لیکن یہودیوں کے مستعد ہوجانے سے انطقنوس اور سپہ سالار فارس کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مگر اس موقع پر انطقنوس کا ایک فقرہ چلگیا اور وہ یہہ تھا کہ وہ لڑائی سے دست کش ہوکر شاہی محل کے قریب گیا اور ہرقانوس و ہیرودس کو دم پٹی دینا شروع کیا ہرقانوس اور فیلو تو اسکے فقرے میں آگئے اور اس کے ہمراہ شاہ فارس کی خدمت میں حاضر ہونیکو چلے لیکن ہیرودس نے اسکی ایک بھی نہ سنی برابر لڑتا رہا۔ سپہ سالار فارس اور انطقنوس نے مصلحتاً لڑائی موقوف کردی اور فیلو اور قانوس کو لیکر شاہ فارس کی طرف روانہ ہوئے جسوقت بلاد ارمن میں شاہ فارس کے پاس پہونچے ہرقانوس اور فیلو فوراً قید کرلئے گئے فیلو تو اسی شب کو مرگیا

اور ہرقانوس پابزنجیر فارس کی طرف روانہ کیا گیا انطقنوس کو ہرقانوس کی اس بیچارگی پر بھی رحم نہ آیا اثنار راہ میں اس کے کان کٹوا ڈالے تاکہ حکومت کے قابل نہ رہ جائے پھر شاہ فارس نے اپنے دارالحکومت میں پہونچکر ہرقانوس کو آزاد کر دیا اور برائے نام سلوک ہونے لگا تا آنکہ ہیرودس نے اسکو بلا لیا۔ کما یاتی بعد
اس کے بعد شاہ فارس نے اپنا ایک سپہ سالار انطقنوس کے ہمراہ بیت المقدس پر قبضہ کرنیکو روانہ کیا ہیرودس اس حال سے مطلع ہو کر اپنے عیال و اطفال کو قلعہ میں اپنے بھائی یوسف کے پاس چھوڑ کر قدس شریف سے جبل شرات کی طرف چلا گیا اور وہاں سے پھرتا ہوا قیصر کے پاس جانیکی غرض سے مصر میں پہونچا کلبطرہ مالکہ مصر نے اس کی بڑی توقیر کی اور اسکو کشتی پر سوار کیا کے رومہ کی طرف روانہ کیا ہیرودس رومہ میں پہونچکر انطیانوس کے ہمراہ اوغشطش قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ شاہ فارس کے حملے اور بیت المقدس کے ناگہانی واقعات سے اسکو مطلع کیا اوغشطش نے اپنے دامان مرحمت سے اس کے آنسو پونچھے، تاج شاہی پہنایا اور رومہ میں بڑے تجمل و احتشام سے چاروں طرف پھرایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے" اوغشطش قیصر نے اسکو بادشاہ بنایا ہے" اس کے بعد اوغشطش قیصر نے ایک دربار خاص منعقد کیا اور شیوخ رومہ کے روبرو تانبے کے پتروں پر شاہی فرمان ہیرودس کی بادشاہت کا لکھوایا۔ ہیرودس کی بادشاہت کا یہی پہلا دن تھا اس کے بعد انطیانوس لشکر لیکر شاہ فارس کیطرف بڑھا انطاکیہ کے قریب پہونچکر ہیرودس اس سے علیحدہ ہو کر براہ دریا قدس شریف کی طرف انطقنوس سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ انطقنوس اس کی آمد کی خبر سنکر بیت المقدس سے نکلکر جبال شرات کی طرف ہیرودس کے عیال و اطفال کے گرفتار کرنیکو بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس اثناء میں ہیرودس نے پہونچکر انطقنوس سے لڑائی

چھیڑ دی یوسف موقع پاکر قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول کر نکل آیا اور انطقنوس پر دوسرے طرف سے حملہ کر دیا انطقنوس اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا مجبور ہو کر لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر قدس شریف کی طرف بھاگا۔ اثناء راہ میں لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ ہیرودس نے بیت المقدس کا پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ انطقنوس نے سپہ سالار لشکر روم سے سازش کرنیکی کوشش کی لیکن ناکام رہا بعد چندے انطیانوس سپہ سالار قیصر کی فارس پر فتحیابی کی خبر آئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کامیابی کے بعد مراجعت کر کے واپس آرہا ہے اور فرات سے عبور کر آیا ہے ہیرودس یہ سنکر اپنے بھائی یوسف کو سیسا سپہ سالار روم کے ساتھ بیت المقدس کے حصار پر چھوڑ کر انطیانوس کے استقبال کو روانہ ہوا۔ جسوقت ہیرودس دمشق میں پہونچا یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسکا بھائی یوسف حصار بیت المقدس میں انطقنوس کے سپہ سالار کے ہاتھ مارا گیا اور سیسا سپہ سالار انطیانوس معہ لشکر روم پسپا ہو کر دمشق کو آرہا ہے ہیرودس اس متوحش خبر کو سنکر لوٹ کھڑا ہوا اور انطقنوس کو پہلی ہی لڑائی میں شکست دیکر میدان جنگ سے بھگا دیا اور اسکا تعاقب کرتا گیا۔

ان سب واقعات میں سیسا بھی ہیرودس کے ہمراہ تھا یہ لوگ ایک مدت تک بیت المقدس کا محاصرہ کئے رہے بالآخر ایک روز چند لشکری شہر پناہ کے دیوار پر کمند ڈال کر چڑھ گئے نگاہبانوں کو قتل کر کے دروازہ کھولدیا ہیرودس اور سیسا نے شہر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ سیسا نے یہودیوں کے قتل پر ہاتھ بڑھانا چاہا مگر ہیرودس نے اس فعل سے یہ کہکر باز رکھا کہ "اگر تم میری قوم کو قتل کر ڈالوگے تو مجھکو کس پر حاکم بناؤ گے" غرض سیسا یہودیوں کے قتل سے باز رہا اور کل مال غنیمت یہودیوں کو واپس کر دیا ہیرودس نے بیت المقدس میں بنظر تقرب ایک تاج سونے کا رکھ دیا اور بہت سا مال نذر میں دیا۔ کامیابی کے بعد سپہ سالار

سیسا۔ انطقنوس کو قید کرکے انطیا نوس کی طرف روانہ ہوا۔ انطیانوس اندلون شام سے مصر میں آگیا تھا چنانچہ سیسا، انطیانوس سے مصر میں ملا اس کے بعد ہی ہیرودس بھی آگیا۔ اور باجازت انطیانوس۔ انطقنوس کو قتل کرکے مملکت یہود پر مستقل حکمراں ہوگیا انطقنوس کے مارے جانے سے بنی حسنائی کی حکومت منقطع ہوگئی۔ والبقاء للہ وحدہٗ۔

ہیرودس درحقیقت ہیرودس کی اقبال مندی کا ستارہ اسی وقت سے اوج پذیر ہو چلا تھا جس وقت سے ہرقانوس پر شاہ فارس نے حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور اسکو اہل فارس گرفتار کرے گئے تھے اور اس کے کان کاٹ ڈالے تھے اس غرض سے کہ وہ کہونت سے محروم کردیا جائے چنانچہ یہود نے اسی وجہ سے اسکو معزول کردیا۔ لیکن جس وقت ہیرودس، بیت المقدس کا حکمراں ہوا ہرقانوس کو فارس سے بلا کر نہایت تعظیم وتکریم سے عزت کی کرسی پر بیٹھایا۔ ہرقانوس کی لڑکی اسکندرہ اسکندر کے عقد میں اور اسکی نواسی مریم نامی ہیرودس کے نکاح میں تھی اور چند دنوں ان دونوں کو ہیرودس کی طرف سے بدظنی پیدا ہوگئی جب رفتہ رفتہ یہ خیال استحکم ہوگیا کہ ہیرودس ہرقانوس کے قتل کی فکر میں ہے تو اسکندرہ ومریم نے ہرقانوس کو اس سے آگاہ کرکے بادشاہ عرب کے پاس چلے جانے اور اسکے سایہ امن میں جاکر پناہ گزیں ہونے کا مشورہ دیا۔ ہرقانوس نے اس رائے سے اتفاق کرنے کے بعد ایک شخص کو خط لکھ کر شاہ عرب کی طرف روانہ کیا۔ اس شخص نے اس عداوت سے کہ ہرقانوس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا ہرقانوس کے خط کو ہیرودس کے روبرو لیجاکر رکھ دیا۔ ہیرودس نے خط پڑھ کر واپس کردیا اور یہ کہا کہ "تم اس خط کو شاہ عرب کے پاس لیجاؤ اور جو کچھ وہ جواب دے اسکو میرے پاس لاؤ" اس شخص نے ہیرودس کے حکم کی تعمیل کی شاہ عرب کا جواب

اس کو لا کر دیدیا۔ شاہ عرب نے خط میں آدمیوں کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مقام قیام متعین کر دیا تھا۔ ہیرودس نے شاہ عرب کے آدمیوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ سے گرفتار کرا لیا۔ اور یہود کے ستر شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ہرقانوس کو طلب کیا اور اس کے روبرو اسکا خط اور شاہ عرب کا جواب پڑھا اور دکھلایا ہرقانوس سے اسکا جواب کچھ بن نہ پڑا۔ اسپر جرم ثابت ہو گیا جس کے پاداش میں ہیرودس نے ہرقانوس کو اسی وقت قتل کر ڈالا جبکہ وہ اپنی عمر کے اسی مرحلے طے کر چکا تھا اور اسکی حکومت کو چالیس سال گذر چکے تھے یہی ملوک بنی حسمنائی کا آخری بادشاہ تھا۔

اسکندر ابن ارستبلوس کا ایک لڑکا ارستبلوس نامی نہایت حسین اور خوبصورت اپنی ماں اسکندرہ کی کفالت میں پرورش پا رہا تھا اور اسکی بہن ہیرودس کے عقد میں تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکندر کی ماں اور بہن کا دلی مقصود یہ تھا کہ اسکندر بجائے اپنے جد (نانا) ہرقانوس کے بیت المقدس میں کاہن مقرر کیا جائے لیکن ہیرودس نے کہونت کو بنی حسمنائی سے منتقل کرنے کے قصد سے ایک شخص کو عام کاہنوں میں سے کاہن اعظم مقرر کر دیا یہ امر اسکندرہ بنت ہرقانوس اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس کو شاق گزرا چونکہ اسکندرہ اور ملکہ مصر کلبطرہ میں مراسم اتحاد تھے اسوجہ سے اسکندرہ توسط ملکہ کلبطرہ اسکے شوہر انطیانوس کی سفارش ہیرودس کے پاس لائی۔ ہیرودس نے یہ عذر پیش کیا کہ "کاہنین معزول نہیں کئے جاتے بفرض تقدیر اگر ہم کاہنوں کے معزول کرنیکا قصد کرینگے تو ہمارے مذہب والے ہماری مخالفت کرینگے" بعد اسکے اسکندرہ نے انطیانوس کے سفیر سے سازش کر لی اور اسکو تحائف وہدایا دیکر اس امر کا اقرار لے لیا کہ وہ انطیانوس کو ہیرودس کے خلاف برانگیختہ کرے گا اور ارستبلوس کو اپنے پاس طلب کریگا

چنانچہ جب انطیا نوس سفر بیت المقدس سے واپس آیا تو اس نے انطیا نوس کا کان بھرنا شروع کر دیا اور اس کو ارستبلوس کے حسن و جمال کا ایسا گرویدہ کر دیا کہ اس نے ہیرودس سے ارستبلوس کو طلب کیا اور بصورت عدم روانگی ارستبلوس ہیرودس کو اپنی ناراضی کی دھمکی دی۔ ہیرودس اس سے پہلے یہ انتظام کر چکا تھا کہ کاہن اول کو معزول کر کے ارستبلوس کو کاہن اعظم بنایا تھا اسوجہ سے یہ معذرت پیش کی کہ "کاہن بیت المقدس کو چھوڑ کر سفر نہیں کر سکتا اور اگر میں اس امر پر راضی بھی ہو جاؤنگا تو یہود اسکی سخت مخالفت کرینگے" اس کے بعد انطیا نوس کو ارستبلوس کا خیال جاتا رہا پھر اس نے کوئی تحریک نہ کی۔

ان واقعات سے ہیرودس درپردہ اسکندرہ بنت ہرقانوس کی نگرانی کرنے لگا بعد چندے اسکندرہ کا ایک خط ہیرودس کے ہاتھ آگیا جو اس نے ملکہ کلبطرہ کے نام روانہ کیا تھا کہ "آپ دو کشتیاں معہ چند آدمیوں کے ساحل یافہ پر بھیج دیجئے میں معہ اپنی لڑکی کے دو تابوتوں میں بشکل میت نکل آؤنگی" ہیرودس یہ خط پا کر مقابر میں ان تابوتوں کا منتظر رہا جب وہ تابوت اسکی طرف ہو کر گذرے اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسکو معاف کر دیا بعد ازاں اسکو یہ معلوم ہوا کہ ارستبلوس نے عید مظال میں مذبح میں آکر لباس قدس پہنا تھا۔ اسی سے عام لوگوں کا میل خاطر اس کی طرف زیادہ ہوا۔ ہیرودس کو اس سے کشیدگی پیدا ہو گئی درپردہ ارستبلوس کے قتل کی فکر کرنے لگا تا آنکہ ہیرودس ماہ نیسان میں اریحا گیا اور اپنے ہمراہیوں اور مصاحبوں کو وہیں طلب کیا از انجملہ ارستبلوس بھی تھا ارستبلوس کو اسوقت تک شاید یہ خیال بھی نہیں پیدا ہوا تھا کہ ہیرودس میرے قتل کی فکر میں ہے اور نہ وہ ہیرودس کے ساتھ دریا میں نہانے کو اترتا اور نہ اسکو ہیرودس کے غلام دریا میں ڈبو دیتے ہیرودس بظاہر ارستبلوس کے غرق ہوکر

مرنے سے سخت رنجیدہ ہوا بڑی تجسس سے لاش نکلوائی معقول طور سے تجہیز و تکفین کی غرض ارستبلوس کی موت اس صورت سے سترہ برس کی عمر میں واقع ہوئی اور اسی وقت سے اسکندرہ اور اسکی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس اور مادر اور خواہر ہیرودس میں ناصافی پیدا ہوگئی باہم شکوہ وشکایت کے دروازہ کھل گئے۔

ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد انطیالوس نے اوغشطش قیصر سے بدعہدی کی اسوجہ سے کہ انطیالوس نے کلبطرہ سے عقد کرکے مصر پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ یہ عورت ساحرہ تھی اسنے بزور انطیالوس کو ان ملوک کے قتل و قید اور انکے ملک لینے پر آمادہ کیا جو روم کے مطیع اور باجگذار تھے منجملہ ان کے ہیرودس بھی تھا لیکن ہیرودس کے حق میں انطیالوس کوئی خلاف کارروائی بخوف اوغشطش قیصر نہ کرسکتا تھا کیونکہ اوغشطش قیصر، ہیرودس کی بیحد عزت کرتا تھا۔ بعد چندے انطیالوس نے ہیرودس کو اوغشطش قیصر کے برخلاف ابھار کر عہدشکنی پر آمادہ کردیا اور اسکو طلب کرکے عرب سے لڑنے کو بھیجدیا اور اس کے ہمراہ اینشادن سپہ سالار کلبطرہ کو روانہ کیا اور اسکو یہ ہدایت کردی کہ میدان جنگ سے جسوقت لڑائی تیزی کے ساتھ ہو رہی ہو ہیرودس کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آنا تاکہ ہیرودس کو اس کے مخالفین مار ڈالیں اور اگر یہ بھی بھاگ کھڑا ہوگا تو ہزیمت کا الزام اسپر قائم کرکے تخت حکومت سے علیحدہ کردیا جائے۔" چنانچہ اینشادن سپہ سالار نے ایسا ہی کیا مگر ہیرودس ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر بیت المقدس کیطرف واپس ہوا اس کامیابی سے اطراف وجوانب کے حدمصری ملوک نے مصالحت کرلی مگر عرب نے اطاعت قبول نہ کی۔ بعد چندے ہیرودس پھر عرب سے لڑنے کو گیا اور ان پر برائے نام خراج مقرر کرکے واپس آیا۔

انطیالوس نے جن ایام میں ہیرودس کو عرب سے لڑنے کو روانہ کیا تھا اکتیش والی

خود رومہ کی جانب چلا گیا اور قیصر سے لڑائی چھیڑ دی تھی بالآخر بحبلی لڑائی میں اوغشطش قیصر نے انطیانوس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اسکے بعد مصر کی طرف بڑھا۔ ہیرودس کو اسکی پیشقدمی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ یہ انطیانوس کا مطیع تھا مگر بایں ہمہ اوغشطش قیصر کی ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی ماں اور بہن کو قلعہ سرات میں اپنے بھائی کے پاس اور اپنی بی بی مریم اور اسکی ماں اسکندرہ کو قلعہ اسکندرونہ میں اپنے بہنوئی یوسف کے پاس بھیجدیا اور ایک شخص کو اہل صور سے جسکا نام سوما تھا اپنی بی بی کے ہمراہ کردیا اور یہ کہدیا کہ اگر قیصر مجھکو قتل کرڈالے تو تم میری بی بی اور ساس کے قتل کرنے میں تاخیر نہ کرنا بعد ازاں کچھ تحایف اور ہدایا لیکر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اوغشطش قیصر اس سے انطیانوس کی مصاحبت کی وجہ سے کشیدہ خاطر تھا۔ چنانچہ جب یہ قیصری دربار میں حاضر ہوا تو قیصر اسکو تیز نگاہوں سے دیکھکر طیش میں آگیا اور لپک کر اس کے سر سے تاج کو اُتار لیا مگر ہیرودس نے کہا "اے قیصر میں انطیانوس کا مطیع و محب آپ کی عداوت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عرب کی لڑائی کیوجہ سے میں نے اُس سے مراسم پیدا کرلئے تھے اگر آپ میرا تاج اُتار لینگے تو کوئی شخص مجھے سرفراز نہیں کرسکتا اور اگر مجھے بحال رکھیں گے تو میں مشکور ہوں گا۔" قیصر اس تقریر سے خوش ہوگیا اور اسکو کمال عنایت سے مہم مصر پر اپنی لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور جب ہیرودس نے مصر پر قبضہ حاصل کرکے کلبطرہ کو قتل کرڈالا تو قیصر نے ہیرودس کو کل وہ ممالک دیدیئے جو انطیانوس کے قبضہ میں تھے۔ ان واقعات کے بعد ہیرودس اپنے دارالسلطنت بیت المقدس کی طرف واپس آیا اور قیصر رومہ کی جانب چلا گیا۔

ابن کریون کا بیان ہے کہ ہیرودس کے بیت المقدس میں واپس آنے کے بعد اسکے قلعہ اسکندرونہ سے معہ اپنے بہنوئی یوسف اور سوما صوری کے بیت المقدس میں آئے چونکہ انھوں نے ہیرودس کا راز ہرقانوس اور ارستبلوس کے واقعات قتل

ہیرودس کی بی بی اور ساس سے کہدیئے تھے اسوجہ سے وہ دونوں سوماصوری کی بیحد ممنون اور شکرگذار ہو رہی تھیں پھر ہیرودس کی بہن نے اسکی بی بی مریم کو سوماصوری کے ساتھ متہم کیا لیکن ہیرودس کو اس امر کا یقین نہوا کیونکہ اولاً ان دونوں میں پہلے سے مناقشہ چلا آرہا تھا اور ثانیاً ہیرودس کو اپنی بی بی کی عصمت کا پورا پورا بھروسہ تھا بعد چندے جب ہیرودس کو سوماصوری اور اس کے بہنوئی کی سازش سے آگاہی ہوئی تو اسکا وہ شبہہ قوی ہو گیا جو اس کی بی بی کی طرف سے اسکی بہن نے پیدا کرنا چاہا تھا مگر تاہم یہ تامل اور غور سے کام لیتا رہا تا آنکہ بعض عورتوں نے اس کے بہن کے اشارہ سے یہ بیان کیا کہ "مریم تیرے کھانے میں سوما اور یوسف کی سازش سے زہر ملایا چاہتی ہے" ہیرودس نے اسکی خفیہ تحقیقات کی اور اس واقعہ کو صحیح پاکر اپنے بہنوئی یوسف اور سوماصوری کو اسی دن قتل کرڈالا۔ اور اپنی بی بی کو پہلے تو چھوڑ دیا مگر پھر کچھ سوچ اور سمجھکر اسکو بھی مار ڈالا۔ اور پھر خود کردہ پشیمان ہوا۔ بعد ازاں اسی قسم کی افواہی خبریں اس کی ساس اسکندرہ کی نسبت بھی سنی گئیں اس نے اس کو بھی قید حیات سے آزاد کرکے دوسرے عالم میں پہونچا دیا اور اردم میں بجائے اپنے بہنوئی کے ایک دوسرے شخص کو حاکم مقرر کیا جسکا نام کرسوس تھا اور اسی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیا۔ کرسوس، اردم میں پہونچکر دین موسوی سے منحرف ہو گیا اور اس طریقہ کو ترک کر دیا جس کی تعلیم ہرقانوس نے کی تھی اور اہل اردم کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا اور ہیرودس کی بہن کو طلاق دیدیا ہیرودس کی بہن اپنے بھائی کے پاس چلی آئی اور ان کل واقعات سے اسکو مطلع کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ کرسوس کے پاس بنی حسمنائی کے وہ لوگ مجتمع ہو رہے ہیں جو بارہ برس سے سلطنت و حکومت کی خواہش کر رہے ہیں۔ ہیرودس یہ سنکر سخت برہم ہوا اور اسی وقت ہیرودس کی طرف بڑھا اور وہاں پہونچکر کرسوس کو

گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بنی حسمنائی کے ان لوگوں کو سر دربار طلب کر کے انکے لئے سزائے موت تجویز کی جو کرسوس کے پاس بہ طمع ملک و سلطنت جمع ہو رہے تھے علاوہ انکے اور بھی یہودیوں کے چند نامی نامی سرداروں اور رئیسوں کو قتل کیا جو اسکے خلاف کرسوس سے سازش رکھتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ہیرودس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور لوگوں پر اس کا رعب چھا گیا۔ بعد اس کے اسمیں بھی بے دینی آگئی وصایا عز توریت پر کاہلی سے عمل کرنے لگا بیت المقدس کا شہر پناہ درست کرایا اور ایک مکان بنوا کر اسمیں مختلف قسم کے جانور صحرائی چھوڑا دیئے کبھی کبھی ان جانوروں سے لڑنے کو بعض آدمی چھوڑ دیئے جاتے تھے عوام الناس کو اسکا یہ فعل ناگوار گذرا۔ اہل دولت نے اس کے قتل کی فکر کی لیکن ناکام رہے۔ ہیرودس چونکہ لوگوں کے حالات کا مستفسر اور انکا نگراں رہتا تھا اسوجہ سے اسکی ہیبت عوام الناس کی نظروں میں دوچند بڑھ گئی۔ اس کے عہد حکومت میں یہودیوں میں سے ربانیوں کا بہت بڑا دور دورہ تھا اور گروہ عباد معروف بہ ؟بید کو بھی اسکے کاموں میں دخل تھا اور انکا مناحیم نامی پیشوائی کر رہا تھا میں نے اس سے لڑکپن ہی میں حکومت و سلطنت کی پیشین گوئی کی تھی اور اسکے اور اس کی قوم کے حق میں دعا کی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا اتفاق وقت سے جب ہیرودس کے زمانہ حکومت میں قحط پیدا ہوا اور خلق اللہ گرانی و عدم دستیابی غلہ سے بھوکھوں مرنے لگی تو اس نے غلہ کے ذخایر لکھوائے اور اطراف و جوانب میں غلہ پھیلا دیا۔ قیصر نے بھی قحط کا حال سنکر مصر اور رومہ کی اطراف سے بیت المقدس کیطرف غلہ بھیجنے کی منادی کرا دی اور براہ دریا کشتیاں غلہ سے بھری ہوئیں بیت المقدس کو بھیجنے لگا۔ ہیرودس کو اس سے بہت بڑی تقویت ملگئی اور اسنے نہایت معقول قحط کا انتظام و انسداد کیا بوڑھے یتیم بچے۔ بیوہ عورتوں۔ مساکین فقرا محتاجوں کے لئے روزینہ غلہ پہونچاتا رہا۔ علاوہ اپنی قوم کے دوسرے مذہب کے

پچاس ہزار آدمیوں کو یومیہ کھانا دیتا تھا تا آنکہ قحط بالکل زایل ہوگیا اور عالم میں اسکا ذکر نیکی اور نیک نامی سے ہونے لگا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ جب اسکی حکومت مستقل ہوگئی اور اس کے غلبہ کو لوگوں نے تسلیم کر لیا۔ تو اس نے ایسی ہیئت و شکل پر بیت المقدس کے بنانے کا قصد کیا جس صورت پر سلیمان ابن داؤد علیہما السلام نے بنوایا تھا۔ کیونکہ جس وقت یہود باجازت کورش بیت المقدس کو واپس آئے تھے تو بیت المقدس بنانے کے لئے ایک مقدار معین کر دی گئی جو کہ سلیمان علیہ السلام کے حدود تک نہ پہونچتا تھا ہیرودس نے تعمیر کرانے سے پہلے آلات و اسباب اور صناعین کو چھ برس کی مدت میں مجتمع کیا اور ایکہزار کاہنوں کو قدس شریف کے اردگرد بیٹھا دیا تاکہ کوئی غیر اسمیں نہ آنے پائے بعد ازاں اس نے بیت المقدس کو منہدم کراکے جناب سلیمان علیہ السلام کے بنانے کے موافق آٹھ برس کے عرصہ میں از سر نو بنوایا اور بعض مقامات پر جیسا کہ اس کے دل نے چاہا کسی قدر اضافہ بھی کیا۔ جب بیت المقدس بنکر طیار ہوگیا تو اس نے قربانیاں کیں اور مدتوں فقراء و مساکین کو کھانے کھلواتا رہا یہ زمانہ اس کے حکومت کے بہترین زمانوں سے شمار کیا جاتا ہے۔

ابن کریوں کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہیرودس کو اسکی اولاد کے قتل میں مبتلا کیا اس طرح پر کہ مریم بنت اسکندرہ کے بطن سے اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام اسکندر اور دوسرے کا ارستبلوس تھا یہ دونوں بھائی اپنی ماں کے قتل کے وقت رومہ میں زبان رومی سیکھ رہے تھے جب یہ دونوں رومہ سے واپس آئے اور اپنی ماں کے مارے جانے کا حال سُنا تو اُنکو اپنے باپ ہیرودس سے کینہ پیدا ہوگیا۔ ہیرودس کا ایک لڑکا اور بھی تھا جو اپنے دادا کے نام سے بہ اسم انطفر موسوم تھا اسکو اسکی ماں ارسیس نے مریم کی وجہ سے ایک دوسرے شہر میں ٹھہرا رکھا تھا

جب مریم قتل کر دی گئی اور ارسیس، ہیرودس کی آنکھوں میں زیادہ عزیز ہو گئی تو اسکا لڑکا انظفر قدس شریف میں آیا ہیرودس نے اسکو اپنا ولی عہد بنا لیا اس نے مصلحتاً اپنے دونوں بھائیوں سے آمد و رفت اور مراسم برابر جاری رکھے اس خیال سے کہ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل کرنے کی فکر میں تھے بعد چندے ہیرودس ان دونوں سے ناراض ہو کر اوغسطش قیصر کی طرف چلا اور اسکے ہمراہ اسکا لڑکا اسکندر بھی تھا۔ دونوں نے اوغسطش قیصر سے شکایت کی مگر اس نے باہم صلح کرادی اس وجہ سے ہیرودس بیت المقدس سے واپس آیا اور اسکو اپنے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دیا اور ان کو اور عام آدمیوں کو وصیت کی اور ان سے مخالطت نہ کرنے کا عہد لیا اس خوف سے کہ ان کی باہم مخالطت سے کوئی جدید بات نہ پیدا ہو انظفر باوجود اس کے اپنے دونوں بھائیوں سے یہ ظاہر طار رہا اور در پردہ ان کے مخالف کارروائی کرتا رہا اس معاملہ میں اسکا چچا قدودا اور اسکی پھوپھی سلومنت بھی شریک تھی اور اس کے باپ سے اس کے دونوں بھائیوں کی اس قدر شکایت کی کہ اس نے انکو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر ارسلاوش بادشاہ کفتور کو پہنچی جس کی لڑکی اسکندر کے عقد میں تھی تو وہ ہیرودس کے پاس آیا اور اس کو اس کے بھائی قدودا اور بہن سلومنت کی سازش سے مطلع کیا ہیرودس پر جب یہ واقعات منکشف ہو گئے تو وہ اپنے بھائی سے ناراض اور اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور ارستبلوس سے راضی ہو گیا ارسلاوش کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد ارسلاوش اپنے شہر کو واپس آیا بایں ہمہ انظفر اپنی کوششوں اور در پردہ ان کی مخالفت میں مصروف رہا اور برابر اپنے باپ کو ان کی طرف سے برانگیختہ کرتا رہا تا آنکہ ہیرودس نے دوبارہ اسکندر اور ارستبلوس سے ناراض ہو کر قید کر دیا اور اپنے ہمراہ رومہ لیگیا پس ارکین دولت کو انظفر کا یہ فعل ناگوار گذرا انظفر نے انکی بھی شکایت اپنے باپ

ہیرودس سے کردی اور یہ ثابت کردیا کہ بعض اراکین دولت نے بہ سازش اسکندر بذریعہ حجام تیری موت کی فکر کی ہے اور اس کے عوض میں اسکو بہت مال و اسباب دینے کو کہا ہے۔ ہیرودس نے اراکین دولت کو معہ ان کے خاندان کے اور حجام کو قتل کر ڈالا بعد ازاں اپنے دونوں لڑکے اسکندر اور ارستبلوس کو قید کرکے مصطبہ پر صلیب دیدی۔

اسکندر کے دو لڑکے بنت ارسلاوش کے بطن سے تھے ایک کا نام کوبان اور دوسرے کا نام اسکندر رکھا۔ ارستبلوس کے تین لڑکے اغرباس۔ ہیرودس۔ استرویلوس تھے ہیرودس اپنے لڑکوں کے قتل کے بعد بہت پشیمان ہوا اور انکی اولاد پر حد سے زیادہ مہربان ہوا۔ کوبان بن اسکندر کا عقد اپنے بھائی قدودا کی لڑکی سے اور ارستبلوس کی لڑکی کا عقد انطفتر کے لڑکے سے کردیا اور اپنے بھائی قدودا اور لڑکے انطفتر کو اسکو سپرد کرکے ان سے بسلوک پیش آنے کی تاکیدی حکم دیا لیکن ان دونوں کو ہیرودس کا یہ حکم شاق گذرا چنانچہ انہوں نے اس حکم کی پابندی نہ کی اور تا امکان موقع پاکر ہیرودس کو قتل کر ڈالنے کا باہم عہد و پیمان کرلیا۔ بعد چندے ہیرودس نے انطفتر کو اوغسطش قیصر کے پاس کسی ضرورت سے بھیجدیا اس کے چلے جانے پر قدودا کی سازش اور ارادے سے آگاہی ہوگئی۔ اس نے قدودا کو اس کے مکان میں قید کردیا۔ قدودا قید میں بیمار ہوکر مرگیا ہیرودس کو اس کے مرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انطفتر اور قدودا نے اریس مادر انطفتر کے روبرو باہم عہد و پیمان کیا تھا اور انطفتر کے خزانچی کے ذریعہ سے اسکے قتل کی فکر کی تھی ہیرودس نے خزانچی کو طلب کرکے استفسار کیا خزانچی نے کل حال کہدیا اور یہ بتادیا کہ تیرے قتل کے لئے مصر سے زہر منگوایا گیا تھا اور وہ اسوقت تک قدودا کی بی بی کے پاس موجود ہے۔ قدودا کی بی بی بھی شہادت کی غرض سے بلائی گئی اس نے بھی اس امر کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ قدودا نے وقت انتقال اسکے

ضایع کرنے کی ہدایت کی تھی میں نے کل زہر ضایع کر دیا ہے البتہ کسی قدر اسمیں سے باقی ہے ہیرودس نے اس سے وہ زہر لے لیا اور انطفر کو دربار قیصر سے طلب کیا اثناء راہ سے انطفر نے بھاگنا چاہا مگر ہیرودس کے ملازموں نے اسکو بھاگنے نہ دیا

انطفر جس وقت بیت المقدس میں پہونچا ہیرودس نے ایک مجمع عام میں اسکو بلایا اس جلسہ میں اوغسطش کا سفیر اور اسکا کاتب نیقالوس بھی موجود تھا یہ بنسبت انطفر کے ہیرودس کے ان دو لڑکوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے جو اس سے پہلے قتل ہو چکے تھے انطفر پر ہیرودس کے قتل کی سازش کا الزام قایم کیا گیا اور شہادت اور دلایل سے وہ الزام پایۂ تصدیق وثبوت کو پہونچایا گیا اور بقیہ زہر کا بعض جانوروں کو کھلا کر تجربہ کیا گیا چنانچہ اس جرم میں انطفر قید کر دیا گیا پھر ہیرودس علیل ہوا اور اپنے کو قریب الموت سمجھکر خود کردہ پریشان و متاسف ہوا اور خودکشی پر آمادہ ہوا مگر اسکے ہمنشینوں اور بی بی نے اس فعل سے باز رکھا اس واقعہ نے محل سرائے شاہی سے ایک ایسا شور برپا کیا جس کی آواز انطفر کے کانوں تک پہونچی انطفر قید خانہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر محافظوں نے اسکو نکلنے نہ دیا اور اسکی اطلاع ہیرودس سے کر دی ہیرودس نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دیدیا اس کے قتل کے پانچویں روز ستر برس کی عمر میں پینتیس سال حکومت کر کے مرگیا وقت انتقال اپنے لڑکے ارکلاوش کو اپنا ولی عہد کر گیا

ہیرودس کے مرنے کے بعد اسکا کاتب نیقالوس باہر آیا اور مجمع عام میں وہ عہدنامہ پڑھا جو ہیرودس نے ارکلاوش کی ولی عہدی کے بارے میں لکھا تھا اور انلوگوں کو ہیرودس کی انگوٹھی دکھائی۔ لوگوں نے ارکلاوش کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ہیرودس کا جنازہ بڑے دھوم سے اُٹھایا گیا اور نہایت اہتمام سے دفن کر دیا گیا۔

ارکلاوش نے تخت پر بیٹھتے ہی قیدیوں کو آزاد کر دیا جس سے اسکی حکومت ہر دلعزیز ہوگئی عوام الناس ہیرودس پر طعن وتشنیع کرنے لگے بعد چندے جب ارکلاوش انکو قتل

دتباہ کرنے لگا تو انھوں نے اس سے بھی مخالفت پیدا کی قیصر کے پاس اس کی شکایت لے گئے قیصر نے ارکلاوش اور اس کے کاتب نیقالوس کو طلب کر کے ان کی شکایتیں پیش کیں اس نے انکے دعاوی مسترد کر دئے روسا روم نے ارکلاوش کے بحال رکھنے کی رائے دی اس وجہ سے قیصر نے اسکو حکومت پر بحال رکھا اور قدس شریف کیطرف واپس کر دیا۔ ارکلاوش بعد مراجعت یہودیوں سے بہ سختی پیش آنے لگا اور اپنے بھائی اسکندر کی بی بی سے عقد کر لیا حالانکہ اس کے بطن سے اس کی اولاد تھی اسکندر کی بی بی عقد کرتے ہی مر گئی۔ اور یہودیوں نے اسکی شکایت قیصر تک پہونچا دی۔ قیصر نے اپنا ایک سپہ سالار روم سے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اس سپہ سالار نے قیصر کے حکم کے مطابق ارکلاوش کو اس کے حکومت کے ساتویں برس قید کر کے رومہ کی طرف بھیجدیا اور یہودیوں پر اسکے بھائی انطیقس کو حاکم بنایا یہ ارکلاوش سے زیادہ بدخصلت اور شریر تھا اس نے بھی اپنے بھائی فیقوس کی بی بی سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس کے دو لڑکے اس کے بطن سے تھے علماء یہود اور کاہنوں نے اس سے مخالفت کی منجملہ ان کے یوحنا (یحیٰی) بن ذکریا علیہ السلام بھی تھے جنکو اس نے معہ ایک گروہ کے قتل کر ڈالا۔ یہی عیسائیوں کے یہاں معمد کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اصطباغ (بپتسمہ) دیا تھا اس کے زمانہ حکومت میں اغسطش قیصر کا انتقال ہوا اور بجائے اس کے طبریانوس تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت بدمزاج۔ کمینہ خصلت تھا اس نے اپنے سپہ سالار بعیلاس کو سونے کا ایک بت لیکر قدس شریف کو بھیجا تاکہ یہود اس کی پرستش کریں یہودیوں نے اس بت کی پرستش سے انکار کیا اس پر بعیلاس نے ایک گروہ کو انہیں سے قتل کر ڈالا یہودی مجتمع ہو کر اس کے مقابلہ پر آئے اور اسکو مار کر بھگا دیا۔ طبریانوس نے ایکہزار لشکر دوسرے سپہ سالار کے ساتھ روانہ کیا جس نے انطیفس کو گرفتار کر کے طبریانوس پاس بھیجدیا

اور اس نے انطیفس کو اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا اور یہ وہیں جا کر مر گیا اس کے بعد یہودیوں پر اغریاس بن ارستبلوس مقتول حکومت کرنے لگا اسی کے زمانہ حکومت میں طبریانوس قیصر مر گیا اور نبردش حکومت کی کرسی پر بیٹھا یہ ان سب سے زیادہ شریر تھا جو اس سے پیشتر گذر چکے تھے اس نے ایک مذبح (قربانگاہ) اور معبد بنوایا۔ سوائے یہودیوں کے اور باقی سبھوں نے اس کے مذبح اور معبد کی پرستش کی۔ نبردش نے یہود کے زیردز بر کرنیکو افیلوحکیم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے یہود کو تنگ اور بیحد مجبور کیا اسی اثناء میں اسکی بد افعالی اور بدکرداری سے اہل دولت نے دفعتہً نبردش پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اسکی لاش کو جنگل میں سرراہ پھینک دیا جس کو صحرائی کتوں نے کھا لیا۔ نبردش کے بعد قلدیوش قیصر روم کے تخت حکومت پر بیٹھا اس نے افیلوحکیم کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ بیت المقدس گئے تھے واپس بلا لیا اور نبردش کے بنائے ہوئے مذبح کو منہدم کرا دیا اور اغریاس اپنے حکومت کے تیسویں سال مر گیا اس کے بعد اسکا لڑکا اغریاس یہود پر بیس برس تک حکمرانی کرتا رہا اس کے زمانہ میں بلاد یہود اور ارمن میں طرح طرح کے فتنے و فسادات برپا ہوتے رہے رہزنی۔ سرقہ علانیہ ہونے لگا۔ دن دہاڑے شہر میں راہ چلنے والے لوٹ لئے جانے لگے۔ ایک دوسرے کو ذرہ ذرہ سی باتوں پر قتل کر ڈالتا تھا شہر کے اکثر باشندے اس خوف سے شہر کو چھوڑ کر چلے گئے انھیں دنوں میں قلدیوش مر گیا اور بجائے اس کے نیلقوس حکومت کرنے لگا فتنہ پردازوں نے ان یہودیوں کی جو قدس شریف سے نکل آئے تھے شکایت کی کہ یہ رومیوں کی مذمت اور برائی کرتے ہیں اس نے ان آوارہ وطنوں کے قتل و غارت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے انکو نہایت ذلیل اور خوار کیا اس زمانہ میں ان کا سب سے بڑا کاہن عنانی تھا جسکا نام عازار تھا یہ بھی منجملہ انھیں لوگوں کے تھا

جو قدس شریف سے نکل آئے تھے اشرار کا ایک گروہ اس سے ساز کر کے بلاد یہود اور ارمن پر شبخون مارنے لگا اور انکو لوٹ لینا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا شروع کیا ارمن نے اس کی شکایت فیلقوس قیصر سے کی فیلقوس نے ایک سپہ سالار کو انکی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اس نے بجائے انکے بیت المقدس میں پہونچکر یہودیوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کو بیت المقدس سے نکال دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مار ڈالا فیلقوس کا سپہ سالار بھاگ کر مصر پہونچا اور یہاں اس نے اغریاس بادشاہ یہود سے ملاقات کی جبکہ وہ رومہ سے واپس آرہا تھا فیلقوس کے سپہ سالار نے اس سے یہودیوں کی شکایت کی اور جب یہ بیت المقدس کو پہونچا تو یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کے ظلم و جور کی شکایت کی اور اسکی مخالفت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اغریاس نے انکو نرمی کے ساتھ اس فعل سے باز رکھنا چاہا تا آنکہ اسکی خبر قیصر کے کانوں تک پہونچی پھر عازار عنانی نے موقع مناسب دیکھ کر ان رومیوں پر حملہ کر دیا جو اغریاس کے ہمراہ آئے تھے اور انکو چن چن کر معہ ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ یہ امر اشیاخ یہود کو ناگوار گذرا اس وجہ سے وہ سب کے سب مجتمع ہو کر عازار کی لڑائی کے قصد سے اغریاس کے پاس آئے۔ یہ اُن دنوں قدس شریف کے باہر پڑا ہوا تھا۔ اس نے تین ہزار جنگ آور سپاہی لڑائی کی غرض سے بھیجا۔ عازار اور یہودیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ عازار نے انکو ہزیمت دیکر شہر سے نکال باہر کیا اور شاہی محل کو ویران کر کے اس کے سامان و اسباب اور ذخایر کو لوٹ لیا اغریاس اور کاہنین اور علماء اور شیوخ یہود قدس شریف کے باہر پڑے رہ گئے اور جب ان کو یہ خبر پہونچی کہ ارمن نے دمشق اور اس کے اطراف اور قیساریہ میں یہود کو چن چن کر قتل کیا ہے تو یہ ان کے بلاد کی طرف بڑھے اور اطراف دمشق میں جو ارمنی ہاتھ آئے انکو قتل کر ڈالا بعد ازاں اغریاس قیصر

پاس گیا اور اسکو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے اپنے اس سپہ سالار کو ارمن کی طرف جانے کو لکھا جو فارس سے لڑائی کرنے کو گیا تھا چنانچہ سپہ سالار روم فارس پر فتحیابی حاصل کرتے کے بعد ارمن کی بلاد کی طرف بڑھا اس اثناء میں دوسرا فرمان اس مضمون کا صادر ہوا کہ ارمن سے اعراض کر کے اغرباس کے ہمراہ قدس شریف کو چلے جاؤ سپہ سالار روم اس فرمان کے پاتے ہی اپنے لشکر کو مجتمع کر کے قدس شریف کی جانب روانہ ہوا اور جن شہروں پر ہو کر گذرا ان کو خراب کرتا گیا تا آنکہ وہ عازار سے مڈبھیڑ ہو گیا عازار کو پہلی لڑائی میں ناکامی ہوئی اس وجہ سے وہ ہزیمت اٹھا کر قدس شریف میں آیا اور سپہ سالار روم اور گستیا والی قیساریہ بیت المقدس کے باہر ٹھہرے رہے پھر عازار نے یہودیوں کو جمع کر کے انپر دفعتہً حملہ کیا کسینا اور اغرباس لڑائی کے میدان سے ایسے بھاگے کہ انھوں نے قیصر کے پاس پہونچکر دم لیا اتفاق سے اسی وقت اسکا سپہ سالار اعظم اسبنالوس نامی بلاد مغرب سے اندلس فتح کر کے آیا تھا قیصر نے اسکو بلاد یہود پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور اسکو یہودیوں کے نیست ونابود کرنے اور انکے قلعات کو مسمار وخراب کرنے کا تاکیدی حکم دیا اسبنالوس اور اسکا لڑکا طیطوس اور اغرباس بادشاہ یہود رومہ سے روانہ ہوئے اور انطاکیہ پر پہونچکر اپنے لشکر کے ترتیب میں مصروف ہوئے یہود بھی انکی آمد کی خبر سنکر مستعد ہو گئے اور تین گروہ ہو کر تین طرف پھیل گئے۔ ان کے ہر گروہ کے ساتھ ایک ایک کاہن تھا۔ عنانی کاہن اعظم دمشق اور اس کے اطراف میں رہا اور اسکا لڑکا عازار کاہن بلاد روم میں رملہ تک اور یوسف ابن کریون کاہن، طبریہ اور جبل الخلیل اور اس کے اطراف میں متعین کیا گیا اس کے علاوہ جو بلاد حدود مصر تک باقی رہے ان کے حفاظت کے لئے اور کاہنوں کو مقرر کر دیا۔ ہر ایک کاہن نے اپنے اپنے قلعوں کی فصیلیں درست کر کے لشکر کو مرتب کر لیا سپہ سالار اسبنالوس انطاکیہ سے

نکل کر بلاد ارمن کی طرف بڑھا اور اس طرف سے یوسف بن کریون نے طبریہ سے نکلکر اسکا مقابلہ کیا اہل طبریہ نے اس کے غیبوبیت میں روم کی اطاعت قبول کر لی یوسف یہ واقعہ سنکر سخت برہم ہوا اور لڑائی کے میدان سے طبریہ کی جانب چلا جسقدر رومیوں کو پایا قتل کر ڈالا - اہل طبریہ نے ڈر کر اس سے معافی چاہی بعد اس کے اہل جبل الخلیل سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی اور اسکی خبر یوسف کو ہو گئی - یوسف نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے جو اہل طبریہ کے ساتھ کئے تھے - پھر اسبنانوس چالیس ہزار رومیوں کو لیکر عکا سے یوسف بن کریون سے لڑنے کو چلا اغرباس بادشاہ یہود اور ارم کے سوائے کل ارمنی اس کے ہمراہ تھے کیونکہ ارم زمانہ ہرقانوس سے یہود کے خلفاء میں تھے - غرض اسبنانوس نے یوسف بن کریون پر طبریہ میں پہونچکر حملہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں خود اس کے پاؤں اکھڑ گئے مجبور ہو کر صلح کا خواستگار ہوا یوسف ابن کریون نے اہل قدس کے مشورہ پر اسکی درخواست کی قبولیت کو موقوف رکھا اس اثناء میں اسبنانوس کو ایک خارجی مدد پہونچ گئی اس کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا اور دوبارہ قلعہ کے باہر سے لڑائی چھڑی تاآنکہ یوسف بن کریون کے سپاہیوں کی تعداد کم ہو گئی مجبور ہو کر یوسف نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا پچاس دن تک محصور رہا - آخر الامر ایک قلیل جماعت کے ساتھ یوسف قلعہ سے نکلا رومیوں نے اسکا آگا روکا اور اسبنانوس نے امان دیدی چنانچہ یوسف اسکی طرف مائل ہوا چاہتا تھا اور اسبنانوس کی قوم یوسف کے قتل کے کوشش میں تھی یوسف کے یہ رنگ دیکھکر انکی رائے سے اتفاق کر لیا - جب وہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تب یوسف اسبنانوس کی خدمت میں حاضر ہو گیا یہود نے اسکو یوسف کے قتل پر ابھارا لیکن اسبنانوس نے اس سے انکار کیا اور اسکو آزاد کر دیا اور اعمال طبریہ کو خراب اور اسکے رہنے والوں کو قتل کر کے قیساریہ کو واپس آیا -

ابن کریون کہتا ہے کہ انھیں واقعات کے اثناء میں یہودیان قدس میں اس وجہ سے فتنہ و فساد برپا کیا۔ کہ جبل الخلیل کے شہر کوشالہ میں ایک یہودی یوحنان نامی رہتا تھا اس کے پاس چند اوباش طبیعت یہودی مجتمع ہو گئے جس کی وجہ سے اس کی رہزنی۔ قتل و غارت کی قوت بڑھ گئی جس وقت روم نے کوشالہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اُسوقت یوحنان قدس شریف میں چلا آیا اس سے ان شہروں کے اوباش طبیعت یہودیوں نے رسم الفت پیدا کر لی جسکو روم نے فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اس نے اہل قدس پر بیجا حکومت شروع کر دی۔ عنانی کاہن اعظم نے اس سے مزاحمت کی اور بجائے اسکے دوسرے شخص کو مقرر کرنا چاہا مگر شیوخ یہود نے عنانی کاہن کی رائے سے مخالفت کی اور یوحنان کو اس مخالفت سے یہودیوں کے قتل کرنے کا موقع مل گیا یہودی جب اسکے ہاتھوں مارے جانے لگے تو وہ مجتمع ہو کر عنانی کاہن کے پاس گئے اور اسکے ساتھ ہو کر یوحنان سے لڑنے کو نکلے۔ یوحنان نے قدس شریف میں قلعہ بندی کر لی عنانی نے صلح کی درخواست پیش کی مگر یوحنان انکار کر کے روم سے مدد کا خواستگار ہوا۔ روم نے بیس ہزار جنگ آور سپاہیوں کو اسکی مدد کو روانہ کیا۔ عنانی شہر پناہ کی فصیلوں سے حملہ کرنے لگا ایک روز حالت غفلت میں باہر سے روم کے سپاہی ایک ناگہانی نابرداشتنی حملہ کر کے شہر میں گھس پڑے اور اندر سے یوحنان جدوجہد کر کے نکل آیا اور روم کے ساتھ ہو کر پانچ ہزار کو قتل کر ڈالا امراء اور اہل دول کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان شہروں پر بھی حملہ کر دیا جو رومیوں کے سایہ امن و عاطفت میں تھے۔ عنانی نے مجبور ہو کر اسبنانوس اور اس کے لشکر سے اعانت طلب کی چنانچہ اس نے قیساریہ سے یوحنان پر حملہ کیا جب نصف راہ پر پہونچا یوحنان بیت المقدس سے نکل کر پہاڑی گھاٹیوں میں جا چھپا اسبنانوس نے تعاقب کر کے اسکے ہمراہیوں میں سے اکثر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں بلاد روم کی طرف گیا اور اسکو فتح کر کے

سبصطیہ (بلاد سامرہ) پر کامیابی کا پھریرا اُڑاتا اور اپنے مقبوضہ شہروں کو آباد کرتا ہوا قیساریہ کی جانب واپس آیا تاکہ چندے وہاں آرام کرکے پھر بیت المقدس کی سیر کو آسکے۔ اس اثناء میں یوحنان نے پہاڑی گھاٹیوں سے نکل کر شہر پر ایک عام خونریزی کے بعد قبضہ کر لیا اور شہر کو جی کھول کر لوٹا۔

ابن کریون کہتا ہے کہ یوحنان کے زمانہ عدم موجودگی میں شمعون نامی ایک شخص نے بھی چند روز کے لئے شہر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس چور اور باش طبیعت۔ آوارہ گرد بیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اہل روم نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو بھیجا مگر وہ ہزیمت اُٹھا کر واپس گیا۔ اور اس نے شہر پر خاطر خواہ قبضہ کر لیا اور لوگوں کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور بعد ازاں جوش مردانگی میں آکر ادوم سے لڑنے کو گیا اس اثناء میں یوحنان نے پہونچکر شہر پر قبضہ کر لیا جب وہاں سے واپس ہو آیا اور یوحنان کو شہر میں موجود پایا تو اس نے اسکا محاصرہ کرکے پیہم حملے شروع کر دئیے یوحنان کو ان لڑائیوں میں کامیابی ہوئی ایک خلق کو اس نے قتل کر ڈالا عوام الناس نے شمعون سے پھر مدد چاہی یہ ان کی خواہش کے موافق مدد کرنے کو گیا مگر ان کے ساتھ اس نے بدعہدی کی اور یوحنان سے بدکرداری میں بڑھ گیا۔

ابن کریون روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد اسبنانوس کے کانوں تک یہ خبر پہونچی جبکہ وہ مضافات قیساریہ میں تھا کہ قیصر روم مرگیا ہے اور بجائے اس کے اہل رومہ نے ایک کمزور شخص نطاوس نامی کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا ہے۔ بطارقہ یہ سنکر سخت برہم ہوئے اور انھوں نے اسبنانوس کی حکومت پر اتفاق کر لیا۔ اسبنانوس اپنا نصف لشکر اپنے لڑکے طیطوش کے پاس چھوڑ کر رومہ کی طرف نطاوس سے لڑنے کی غرض سے گیا اور اسکو شکست دیکر قتل کر ڈالا پھر اسبنانوس۔ اسکندریہ کی جانب گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوا اور طیطوش۔ قیساریہ میں آگیا تھا تاآنکہ جاڑے کی فصل تمام

ہونے پر آ گئی اور یہودیان قدس میں فتنہ و فساد اور قتل اس درجہ بڑھ گیا کہ گلی اور کوچوں میں خون بہ رہا تھا۔ پھر کاہنوں کو مذبح میں قتل کیا بقیہ جو لوگ تھے وہ مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے کیونکہ تمام راستوں میں خون جاری تھا اور چھت پر سے لوگ راہ چلتوں کو پتھروں سے مارتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یوحنان کو شمعون پر فتحیابی ہو گئی تھی اور یہ اخبث القوم لوگوں کو تنگ کر رہا تھا۔ جب جاڑے کی فصل منقضی ہو گئی تو طیطوتس لشکر روم کو لیکر بقصد حملہ بیت المقدس پر پہونچکر شہر پناہ کے دروازہ پر اپنا خیمہ نصب کرا کے اپنے لشکر کے لئے فرودگاہ تجویز کرنے لگا اور اہل شہر کو صلح کا پیام دیا مگر اہل شہر اس طرف متوجہ ہوئے اس سے لڑنے کی غرض سے کمینگاہوں میں چھپے مقابلہ کیا جس سے طیطوتس کا غصہ بیحد بڑھ گیا۔ اس کے دوسرے روز شہر کے شرقی جانب جبل زیتون پر جا کر قیام کیا اور لشکر کے ترتیب اور آلات حصار کے فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔ یہودیوں نے آپسمیں اتفاق کر لیا اور باہمی نزاعات کو دور کر کے اس سے لڑنے کو نکلے مگر پسپا ہو کر بھاگے اور پھر لوٹ کر لڑے اور کامیابی حاصل کی بعد ازاں آپسمیں پھر ایک دوسرے کا مخالف ہو گیا اور باہم لڑنے لگے اس اثناء میں یوحنا نے قدس شریف میں عید الفطر کو داخل ہو کر کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور ایک گروہ کو مسجد کے باہر مارا طیطوتس نے موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا یہودیوں نے نہایت سختی سے اسکو پسپا کر دیا اور اس کے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے طیطوتس نے صلح کی غرض سے اپنے سپہ سالار نیقانور کو یہود کے پاس بھیجا اتفاق سے اسکو ایک تیر ایسا لگا کہ یہ اپنے مقام ہی پر رہگیا۔ طیطوتس اس کے مارے جانے سے سخت برہم ہوا اور اس نے چند برج لوہے کے ایسے بنوائے جو شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ میں تھے اور اسمیں جنگ آور سپاہیوں کی ایک معقول تعداد مقرر کر کے لڑائی کو نکلا قضا کار یہود نے ان برج پر قبضہ کر کے ان کو توڑ کر جلا دیا اور پھر لڑائی کے میدان

میں اس سے لڑنے کو آموجود ہوئے۔ یوحنان نے قدس شریف پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کے ساتھ چھ ہزار کی جمعیت تھی اور شمعون کے ہمراہ دس ہزار یہود اور پانچ ہزار ادوم اور باقی یہود عازر کے رکاب میں تھے۔ طیطوس نے دوبارہ حملہ کیا اور اس حملہ میں اس نے شہر پناہ کے ایک برج کو توڑ کر اس پر قبضہ کرلیا لیکن یہود نے پھر اسکو درست کرلیا لڑائی کا بازار بیحد گرم ہو گیا طیطوس بذاتہ لڑ رہا تھا۔ پھر اس کی تازہ کوششوں نے آلات کے ذریعہ سے دوسرے برج کو منہدم کر دیا یہود نے پھر اسکو بنالیا اور اسکو شہر میں داخل نہونے دیا اسی حالت سے چار روز گذر گئے اس عرصہ میں طیطوس کے مدد کے لیئے اطراف وجوانب سے لشکر آگیا یہود نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر دیئے طیطوس نے لڑائی موقوف کرکے انکو مصالحت کے لئے طلب کیا۔ یہود نے اس سے انکار کیا۔ پانچویں روز خود طیطوس آیا اور اس نے یہود کو مخاطب کرکے صلح کے لئے بلایا۔ مگر اس کے کہنے کا کچھ اثر نہوا۔ اتنے میں یوسف بن کریون آگیا اور اس نے لوگوں کو سمجھایا اور انکو رومیوں کے امن میں رہنے کی رغبت دلائی اور حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ طیطوس نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس سے اکثر یہود صلح کی طرف مایل ہوگئے لیکن انکو ان رؤساء یہود نے روکا جو شہر سے خارج تھے اور ان یہود کو قتل کرنے لگے جو رومیوں سے ملنے کو نکلے تھے۔ تا آنکہ شہر میں کوئی انکا مخالف نہ رہا۔ طیطوس نے یہود کی اس سخت مزاجی سے تنگ آکر بلا جدال وقتال محاصرہ جاری رکھا غلہ کی آمدرفت روک دی جو لوگ اپنی مولیشیوں کو لیکر چرانیکے لیئے نکلتے تھے انکو رومی قتل کرڈالتے اور سولی دیدیتے تھے آخر کار طیطوس کو انکی بیکسی پر رحم آیا اور اس نے ان کے قتل سے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا بعد اس کے اسنے بقیہ یہود پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا یہود نے نہایت استقلال سے جواب دینا شروع کیا جب یہ لڑائی ایک خوفناک اور سخت نظر آنے لگی اور گرسنگی حد سے متجاوز ہوگئی تو متائی کاہن

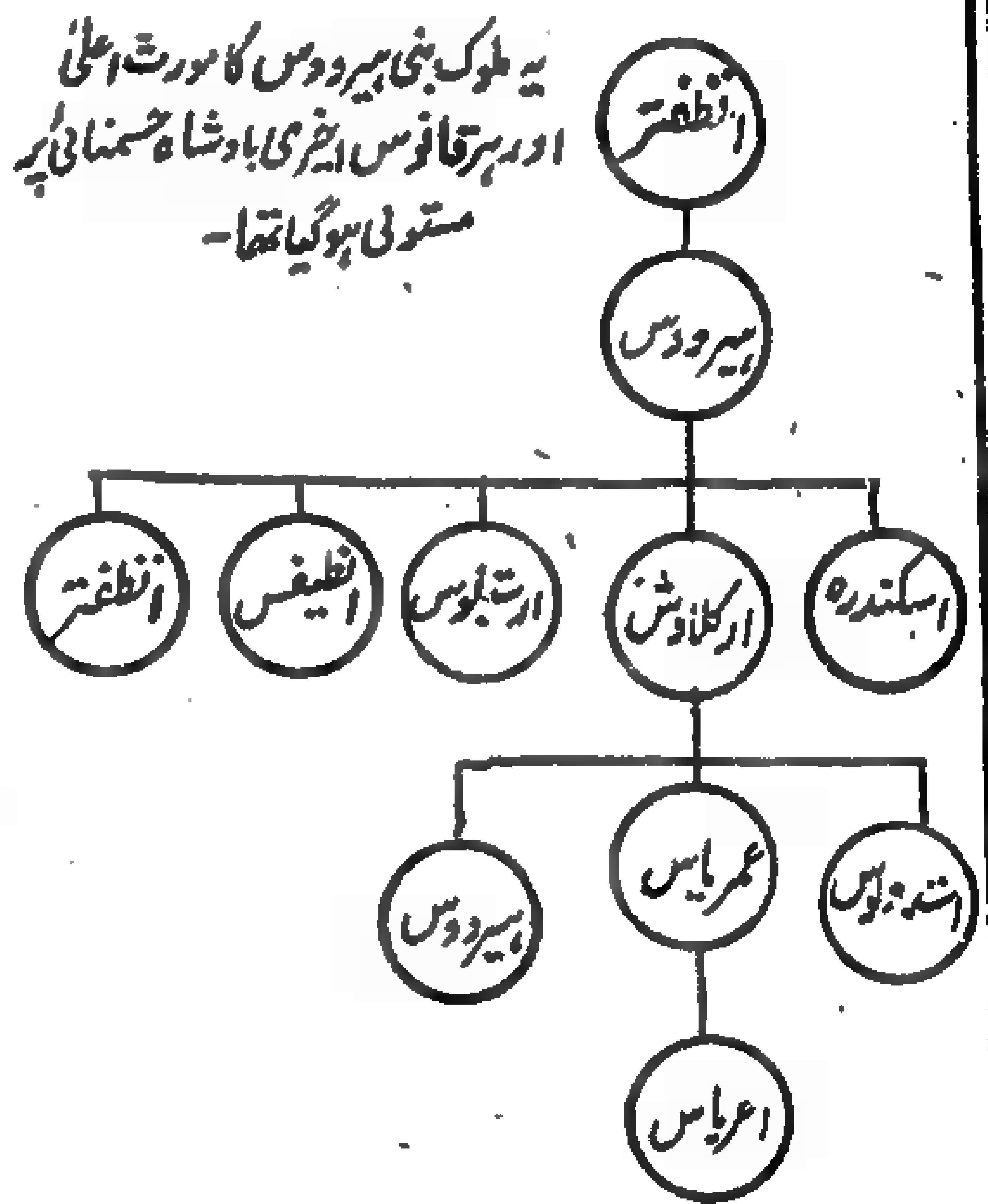
روم سے امن کا خواستگار ہوا (اور یہ وہی شخص ہے جس نے شمعون کو یوحنان کے مقابلہ پر قایم کیا تھا) شمعون نے اس کو اس کے لڑکوں کو اور کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ علاوہ ان کے اور ان علماء اور رائیہ کو نہ تیغ کیا جو روم سے مستامن ہونے کے خواستگار ہوئے تھے۔ عاذر بن عنانی بھی اس رائے کا مخالف تھا لیکن وہ بیت المقدس سے نکل نہ سکا۔ اس محاصرہ اور کمیابی غلہ سے یہ نوبت پہونچی کہ اکثر یہود شدت گرسنگی سے مر گئے اور جانوروں کی کھالیں اور درختوں کے پتے اور مردہ کھانے لگے اس پر جب آسودگی نہ ہوئی تو بعضوں نے دوسرے کمزور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا اسی زمانہ میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو کھا لیا تھا جب اسکی اطلاع رؤساء یہود کو ہوئی تو ان کو اس حالت پر رحم آیا اور انھوں نے شہر سے یہود کو نکلنے کی اجازت دیدی۔ اجازت کا دینا تھا کہ ایک گروہ شہر سے نکل کھڑا ہوا انہیں سے اکثر کھانا کھاتے ہی مر گئے اور بعضوں نے چونکہ وقت خروج جواہر اور سونا نگل لیا تھا اس وجہ سے رومی انکو قتل کر کے انکا پیٹ پھاڑ کر جواہر اور سونا نکال رہے تھے۔ طیطوس کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر دیا اور شہر پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا یہودیوں کو قوت ہی باقی نہ رہی تھی کہ اسکا مقابلہ کرتے اس نے شہر پناہ کے اس برج کو منہدم کر دیا جس میں یہود مجتمع ہو رہے تھے تب یہود وہاں سے مسجد کی طرف بھاگ گئے قلعہ والوں نے تھوڑی دور تک مقابلہ کیا لیکن طیطوس کی قسمت میں اس سے پہلے کامیابی لکھی جا چکی تھی ان یہودیوں کو بھی ہزیمت ہوئی اور اس نے شہر پناہ کے دیواروں سے مسجد تک کی عمارتیں منہدم کرا دیں۔ ابن کریون اسی حالت میں ایک اونچے مقام پر کھڑا ہوا یہود کو روم کی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا کاہنوں کی ایک جماعت طیطوس کے پاس آئی اس نے ان کو امان دیدیا چونکہ بقیہ روساء یہود نے عوام الناس کو امان لینے سے روکا اس وجہ سے طیطوس نے اسی عام خونریزی میں صبح کی اور شام ہوتے ہوتے رومیوں نے مسجد کے

قبضہ کر لیا یہ لڑائی کچھ دنوں جاری رہتے سے شہر پناہ منہدم ہو گیا ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ رومی لشکر کے محاصرہ سے اکثر یہود مر گئے اور بہتیرے بھاگ گئے۔ ہیکل میں رومیوں نے بتوں کو رکھا اس کے دروازوں پر آگ روشن کر دی کاہنوں نے اپنے دین کو یوں خراب ہوتے دیکھ کر آگ میں جلکر اپنی اپنی جانیں دیدیں شمعون اور یوحنان صیہون کی پہاڑیوں میں جا چھپے۔ طیطوش نے ان کو امان دینا چاہا لیکن انہوں نے اس رعایت کو منظور نہ کیا بعد چندے راستہ کاٹ کر شب کو بیت المقدس میں چلے آئے اور طیطوش کے ایک سپہ سالار کو قتل کر کے اپنے مقر پر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کے متبعین اس سے علیحدہ ہو گئے یوحنان مجبوراً طیطوش کے دربار میں حاضر ہوا طیطوش نے اس کو قید کر لیا یوشع کاہن مسجد کا اسباب (جسمیں دو شمعدان اور ایک میز سونیکا تھا) لیکر اس کے پاس آیا فنحاص خازن ہیکل گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے بیت المقدس کے خزانہ کی کنجیاں طیطوش کو دیدیں۔ طیطوش کل مال اور اسباب و خزانہ لیکر معہ قیدیوں کے بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔

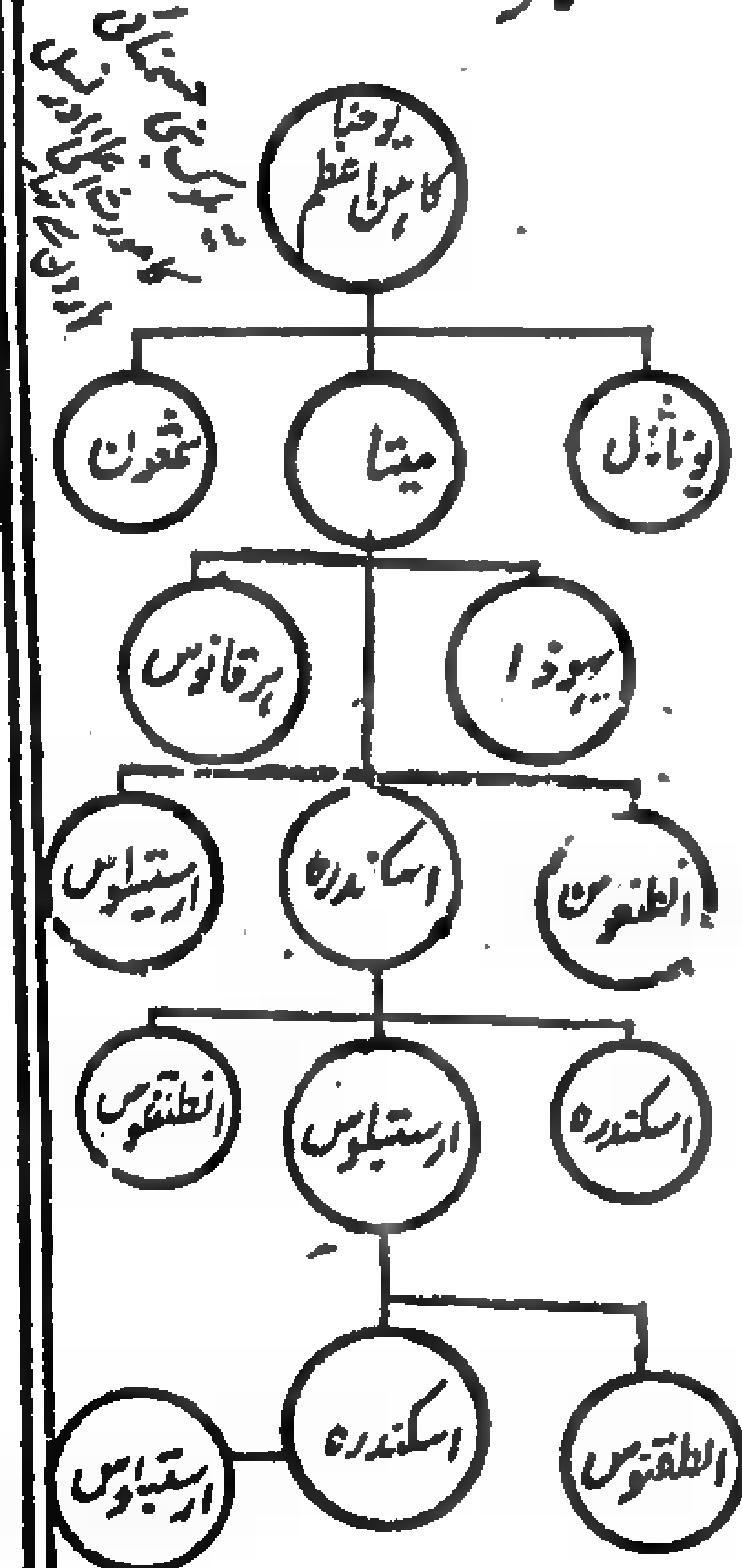
ابن کریون کہتا ہے کہ بروایت مناحیم (جو مقتولوں کے دفن کرانے پر متعین تھا) اس واقعہ میں ان مقتولوں کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازہ پر لائے گئے تھے ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تھی۔ علاوہ مناحیم کے سوا دوسروں کا یہ بیان ہے کہ باستثناء ان لاشوں کے جو گڑھوں میں ڈال دی گئی تھیں یا قلعہ کے باہر پھینکی گئی تھیں مقتولوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ قتل کئے گئے اور ایک لاکھ قید کر لئے گئے جنکو طیطوش منزل بمنزل درندوں کو کھلاتا جاتا تھا۔ تا آنکہ سب قیدی تمام ہو گئے۔ اسی واقعہ میں شمعون بھی مارا گیا مگر عزار بن عفان اس عام خونریزی سے بچگیا کیونکہ جسوقت شمعون نے متتیا کاہن کو قتل کیا تھا اسی وقت یہ بیت المقدس سے نکل گیا تھا۔ بقیہ یہود کا یہ حال ہوا کہ جب

طیطوش بیت المقدس سے نکلکر اس کے ایک قریہ پر پہونچا اور اسکا محاصرہ کیا تو اسکو یہود کی جمعیت کی خبر پہونچی اس نے ایک لشکر اپنے سلیاس سپہ سالار کے ہمراہ انکو منتشر کرنے کی غرض سے بھیجدیا اس نے ایک مدت تک انکو محاصرہ میں رکھا بعد ازاں یہود رومیوں کی طرف نکلے لڑائی ہوئی انہیں سے اکثر مارے گئے باقی رہا یوسف ابن کریون۔ اسکے اہل وعیال اس واقعہ میں مفقود ہو گئے جن کے حالات سے بعد کو کچھ آگاہی نہو ئی طیطوش نے اسکو اپنے پاس رومہ میں رکھنا چاہا لیکن اس نے بہ لجاجت ارض مقدسہ میں رہنے کی خواہش ظاہر کی طیطوش نے اس کی التجا قبول کر لی چنانچہ اسکو بیت المقدس میں وقت روانگی چھوڑ گیا اسی وقت سے یہود کی دولت کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا۔

شجرہ ملوک بنی ہیرودس



شجرہ ملوک بنی حسمنائی



عیسٰی ابن مریم علیہما السلام

اور

حوارئین واناجیل[1]

نسب بنی ماثان جو داؤد علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ وہ بیت المقدس میں کھونت (مجاورت) کر رہے تھے اور (ماثان) عازر بن یہود بن اخس (اکیم) ابن ازوق (صاروق) بن عازر (عزدر) بن الیاقیم بن ایود (ابیہود) بن زرتابل (زربابل) بن سالات (شیلطیل) بن یوحنانیا (یکیبیناہ) بن یوشیاہ (ملوک بنی اسرائیل کا سولھواں بادشاہ) بن امون بن عمون ابن منشا ابن حزقیاہ بن احاز (احز) بن یواش (یوتم) بن احزیا[2] (عزیاہ) بن یورام بن یوشافاط (یہوشافط) بن اساہ بن رجعم بن سلیمان ابن داؤد صلوٰت اللہ علیہما کی نسل سے ہے۔ اور یوحنانیا بن یوشیا (سولھواں بادشاہ بنی اسرائیل) ایام جلاء وطنی بابل میں پیدا ہوا تھا۔ یہ نسب[1] میں نے انجیل

---

[1] اناجیل لفظ انجیل کا جمع ہے اور انجیل لفظ آوین جل لغت یونانی کا معرب ہے در اصل یہ لفظ این جل لاطینی زبان کا تھا اور اسکے معنی پیغامبر کے ہیں اسکے اول میں یونانیوں نے ای یک لفظ اور بڑھا دیا جو "دس" لفظ انگریزی کا مقابل ہے جسکے معنی اچھا یا خوش کے ہیں قدیم قاعدہ انگریزی میں حرف یو اور حرف دی ایک شمار کیا جاتا تھا اسوجہ سے یہ تمام لفظ آوین جل پڑھا جانے لگا اور اسکا معرب انجیل ہوا جسکے معنی خوش خبری کے ہوئے چونکہ جناب مسیح نے نجات کی خوشخبری سنائی اور اسکی راہ دکھائی اسلئے اس کتاب کا انجیل یعنی خوشخبری نام ہوا۔ اب جہاں کہیں یہ لفظ بولا جاتا ہے اس سے جناب عیسٰی کی کتاب مراد ہوتی ہے۔

[2] مقدس متی نے اس مقام پر تین شخصوں کے نام نسب نامہ سے چھوڑ دئے ہیں کیونکہ احزیا (عزیاہ) امصیا کا لڑکا ہے اور وہ یواش کا بیٹا ہے اور وہ احزیاہ کا اور احزیاہ یورام کے صلب سے ہے جیسا کہ پہلی کتاب اخبار الایام میں ہے علمائے نصاریٰ اس اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مقدس متی کو یہی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ اس نسب نامہ سے تین ناموں کو چھوڑ دئے لیکن امر واقعی یہ ہے کہ یہود کا دستور تھا کہ وہ اپنے نسب ناموں اور دفتروں سے اکثر نام کو ان کی برائی یا بت پرستی

متی[1] سے نقل کیا ہے۔ بنی حسمنائی کے بعد کاہنوں کی سرداری بنی ماثان کرتے رہے سنتے چنانچہ قتل زمانہ ہیرودس عمران پدر مریم کاہن اعظم تھا۔ ابن اسحاق اسکو اموں بن منشا کی طرف منسوب کرکے اسکا نسب یوں بیان کرتا ہے عمران بن ہاشیم بن اموں بن منشا حالانکہ عموں اور عمران میں امتداد زمانہ کے خیال سے ایک پشت کا فرق ہونا ناممکن ہے کیونکہ اموں بیت المقدس کی ویرانی اول سے کچھ دنوں پہلے تھا اور عمران عہد حکومت ہیرودس میں ویرانی ثانی سے چند دنوں بعد گذرا ہے اور ان دونوں میں چارسو برس کا فرق ہوتا ہے۔ ابن عساکر نقل کرتا ہے کہ عمران۔ زریاقیل کی اولاد سے ہے جو وقت مراجعت بنی اسرائیل بجانب قدس شریف انکا حاکم تھا اور زریاقیل بھتیا (بنی اسرائیل کے آخری بادشاہ) کا لڑکا ہے جسکو بخت نصر نے قید کرلیا تھا اور اس کے بعد اس کے چچا صدقیاہو کو حاکم مقرر کیا تھا۔ ابن عساکر نے عمران ابن ماثان سے زریاقیل تک آٹھ شخصوں کو باسماء عبرانیہ نسب نامہ میں لکھا ہے غالباً یہ نسب نامہ پہلے سے زیادہ ترجیح ہو جسکو ابن اسحاق نے تحریر کیا ہے۔ بہرکیف عمران پدر مریم اپنے زمانہ کے کاہن تھے اور حنہ بنت ناقود بن قبیل انکے عقد میں تھیں جو اس زمانہ میں عابدات سے مشہور تھیں اور انکی بہن ایشاع حضرت زکریا بن یوحنا کی زوجیت میں تھیں جن کے بطن سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے اور چونکہ یہ تین شخص احاب کے خاندان سے تھے جن کی نسل کو دو مرتبہ بددعا دی گئی تھی جسکا اثر تین پشتوں تک رہتا تھا لہذا یہود نے ان ناموں کو اپنے دفتروں سے نکال ڈالا اور مقدس متی نے بھی بہ تقلید یہود ان ناموں کو نہ لکھا کیونکہ انھوں نے یہود کی کتابوں سے یہ نسب نامہ لکھا ہے

[1] متی جناب مسیح کے حواریوں میں ہیں آپ کا نام انگریزی میں میتو لکھا جاتا ہے آپکا عرف لیوی ہے اور باپ کا نام الفی ہے خلیل کے رہنے والے ہیں جو صوبہ کنعان کے شمال میں ہے قبل بعثت مسیح یہود کے ملک میں خراج تحصیل کرنے پر مامور تھے اور بعد رفعت مسیح۔ انجیل کے پھیلانے اور لکھنے میں معروف ہوئے اس امر کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کب پیدا ہوئے اور کب اور کہاں اور کیونکر انتقال ہوا۔

ابن عساکر نے زکریا بن یوحنا کو یہوشافاط (پندرھویں بادشاہ بنی اسرائیل) کیطرف منسوب کیا ہے۔ اور مابین زکریا بن یوحنا اور یہوشافاط کے بارہ پشتیں باسمار عبرانیہ لکھی ہیں بعدہٗ یہ لکھا ہے کہ یہی پدر یحییٰ نبی علیہ السلام ہیں جو ایک نبی انبیاء بنی اسرائیل سے تھے۔

یعقوب بن یوسف نجار کی کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ متان یعنی ماثان داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا۔ اور اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یعقوب تھا اور دوسرے کو یواقیم کہتے تھے یعقوب بن ماثان سے یوسف پیدا ہوا جو مریم کا خطیب (نسبتی شوہر) اور چچازاد بھائی تھا اس کے چار لڑکے۔ یعقوب۔ یوشع۔ بیلوث۔ یہوذا اور ایک لڑکی مریم تھی یہ سب پہلے بیت لحم میں رہتے تھے پھر وہاں سے ناصرہ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ چونکہ نجاری سیکھ لی تھی اور اسی سے بسر اوقات کرتے تھے اس وجہ سے نجار کے لقب سے مشہور و معروف ہوگئے۔ یواقیم نے حنہ ہمشیرہ الیشاع زوجہ زکریا بن یوحنا سے عقد کرلیا جب تیس برس تک حنہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو یواقیم نے جناب باری میں دعا کی۔ مریم پیدا ہوئیں پس مریم لڑکی ہیں یواقیم کی اور یواقیم لڑکا ہے ماثان کا اور ماثان سبط سلیمان ابن داؤد بن اسحاق ابن ابراہیم علیہما السلام سے ہے۔ اس صورت میں اس اعتراض کا کہ قرآن پاک میں مریم ابنۃ عمران (یعنی مریم بیٹی ہے عمران کی) لکھا ہے یہ جواب کافی ہو سکتا ہے کہ عمران ہی کو عبرانی زبان میں یواقیم کہتے تھے اور یہ کثیر الوقوع ہے ایک شخص کے دو نام ہوا کرتے ہیں۔

طبری روایت کرتا ہے کہ حنہ مادر مریم حاملہ نہ ہوئی تھیں اسوجہ سے انھوں نے جناب باری میں یہ نذر کی کہ "اگر میں حاملہ ہوئی تو اپنے لڑکے کو محرر کردونگی یعنی اسکو دنیاوی امور سے آزاد کرکے محض تیری عبادت کے لئے مخصوص کردونگی چنانچہ حنہ کا وضع حمل ہوا۔ اور جنابہ مریم پیدا ہوئیں۔ حنہ انکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لائیں اور عباد کو دیدیا۔ کاہنوں نے مریم کے لینے میں اختلاف کیا اور یہ کہا کہ بیت المقدس کی مجاورت عورت نہیں کرسکتی تب زکریا نے انکو جواب شافی دیکر رو کا بعدہ انکی کفالت

اور پرورش میں جھگڑا شروع ہوا جس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ سے کیا گیا قرعہ میں حضرت زکریا کا نام نکلا پس انہوں نے مریم کی تکفیل کی اور انکو مسجد کے ایک گوشہ میں ٹھہرایا جسمیں سوائے زکریا کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ مریم مسجد میں بہ تعلیم زکریا عبادت میں مصروف ہوگئیں اور اس قدر عبادت میں مستغرق ہوئیں کہ لوگ تمثیلاً انکا ذکر کرنے لگے" اثنا عبادت میں مریم پر عجائبات اور کرامات بھی ظاہر ہوتے جنکا ذکر کلام پاک میں آگیا ہے۔

زکریا و یحییٰ الیشاع زوجہ زکریا عاقر تھیں دونوں میاں بی بی ضعیف ہو گئے تھے اور لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا زکریا نے جناب باری میں لڑکے ہونیکی دعا کی اور یہ گذارش کی کہ" وہ لڑکا ایسا ہو جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو سکے" یعنی نبی ہو۔ اللہ جل شانہ نے انکی دعا قبول فرمائی چنانچہ یحییٰ[1] پیدا ہوئے۔ جناب موصوف زمانہ حکومت ہیرودس میں پیدا ہوئے جنگل و بیابان میں رہتے تھے ٹڈی اور شہد انکی خوراک تھی اونٹ کے بالوں کا آپ کپڑا پہنتے تھے اور چمڑے کا کمربند ہوتا تھا۔ یہود نے بیت المقدس کے کاہنوں کا آپکو سردار مقرر کیا بعد ازاں اللہ جل و علیٰ ذکرہ نے نبوت مرحمت فرمائی۔ آپ کے زمانہ میں یہودیہ قدس نلف میں الطیفس بن ہیرودس حکومت کر رہا تھا جو اپنے باپ ہیرودس کے نام سے مشہور اور معروف تھا یہ نہایت شریر اور فاسق تھا اس نے اپنے بھاوج کو گھر میں ڈال لیا اور اسکو اپنی بی بی بنالی حالانکہ اسکی بھاوج صاحب اولاد تھی چونکہ یہ امر یہودیوں کی شریعت میں جائز نہ تھا اس وجہ سے علماء یہود اور کاہنوں نے جنمیں یحییٰ بھی تھے اس کے اس فعل سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی ہیرودس نے ان سب کو معہ یحییٰ کے قتل کر ڈالا اس کے علاوہ لوگوں نے یحییٰ کے قتل کے بہت سے اسباب ظاہر کئے ہیں لیکن یہ صحیح زیادہ معلوم ہوتا ہے

[1] یحییٰ کو یوحنا بھی کہتے ہیں یہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اور سامان دنیا انکے نظروں میں بالکل ہیچ تھا مذہب محقق یہ ہے کہ انکو لڑکپن ہی میں نبوت مل گئی تھی جیسا کہ آیہ کریمہ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ

علماء تاریخ کا اسمیں اختلاف ہے کہ وقت شہادت یحییٰ زکریا زندہ تھے یا نہیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جب یحییٰ قتل کر دئے گئے تو بنی اسرائیل نے زکریا کو ڈھونڈھنا شروع کیا آپ جان کے خوف سے بھاگ کر ایک باغ میں پہونچے اور ایک درخت میں چھپ رہے لیکن چادر کا ایک گوشہ باہر رہ گیا جس سے لوگوں کو اس حال سے آگاہی ہوگئی جب انھوں نے آرہ سے درخت کو مع زکریا کے دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ زکریا قبل شہادت یحییٰ انتقال فرما چکے تھے اور جو درخت میں جا چھپے تھے اور جنکو یہودنے دو ٹکڑے کر دیا تھا وہ شعیا نبی ہیں اور انکا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ علماء نے ان کے مدفن میں بھی اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے اور یہی صحیح ہے۔ ابو عبید بسند سعید ابن مسیب بیان کرتا ہے کہ بخت نصر جب دمشق سے آیا اور اس نے یحییٰ بن زکریا کے خون کو جوش زن پایا تو اس نے اس خون پر ستّر ہزار کو قتل کیا جس سے اُس خون کا جوش رُک گیا لیکن یہ روایت نہایت مشکوک معلوم ہوتی ہے کیونکہ یحییٰ اور مسیح علیہما السلام ایک ہی زمانہ میں تھے اور یہ امر بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بخت نصر کے بہت زمانہ بعد ہوئے ہیں۔

اسرائیلیات میں تالیف یعقوب بن یوسف نجار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودس نے زکریا کو اسوقت قتل کیا ہے جبکہ مجوس۔ جناب ایشوع (عیسٰیؑ) کو ڈھونڈھنے آئے تھے۔ ہیرودس نے زکریا علیہ السلام سے ان کے لڑکے یوحنا (یحییٰ) کو ان لڑکوں کے ساتھ قتل کئے جانے کے لئے طلب کیا جو بیت اللحم میں قتل ہو رہے تھے لیکن اس سے پہلے ان کی ماں انکو لیکر سفراء کیطرف بھاگ گئی تھیں اور اس کے خوف سے وہیں روپوش تھیں، زکریا نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ وہ اپنی ماں کے ہمراہ ہیں ہیرودس نے آپ کے اس جواب کو کافی نہ سمجھا پہلے تہدید کی بعد ازاں جناب موصوف کو شہید کر ڈالا اور بعد چندے خود بھی مر گیا۔ واللہ اعلم۔

ولادت مسیح مریم سلام اللہ علیہا کے یہ حالت میں کہ وہ مسجد میں عبادت کرتی تھیں اللہ جل شانہ نے ان کو ولایت سے مشرف فرمایا۔ لوگوں نے انکی نبوت میں اختلاف کیا ہے اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ نبوت مخصوص مردوں کے ساتھ ہے۔ کما قال ابو الحسن الاشعری اور دلایل فریقین اپنے مواقع پر موجود ہیں موقع ان کے ذکر کرنیکا نہیں ہے بہرکیف ملائکہ نے مریم کو برگزیدگی کی بشارت دی اور یہ بھی بشارت دی کہ بغیر واسطہ عادت انسانی کے تجھ سے لڑکا[1] پیدا ہوگا اور وہ نبی ہوگا۔ مریم کو اس سے تعجب ہوا ملائکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر قادر ہے۔ مریم یہ سنکر خاموش ہو رہیں اور یہ انھوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ معجزہ ہے یعقوب بن یوسف نجار اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ حنہ۔ مریم۔ کی آٹھ برس عمر ہونے سے پیشتر انتقال کر چکی تھیں اور یہ بنی اسرائیل کے رسوم مذہبی سے تھا کہ جب کوئی عورت طریقہ ازدواج کو نہ پسند کرتی تھی تو اسپر ہیکل کی مجاورت فرض ہو جاتی تھی اللہ جل شانہ نے یہ الہام کیا کہ "اولاد ہارون مجتمع کیجائے اور مریمؑ ان کی طرف رجوع کیجائیں جسکے عصا سے کوئی علامت ظاہر ہو اس کے سپرد کیجائیں اور یہ اُسکے زوجہ کے مشابہ (منگیتی بیوی) ہونگی لیکن وہ ان سے حسب عادت انسانی تعلق نہیں پیدا کر سکیگا" یوسف نجار بھی اس مجمع میں تھا اس کے عصا سے ایک کبوتر سفید رنگ کا نکل کر اس کے سر پر بیٹھ گیا زکریا نے یوسف سے کہا کہ " یہ تیری منگیتی بیوی ہے

---

[1] مقدس متی نے حضرت مریمؑ سے بلا واسطہ عادت انسانی حضرت عیسیٰؑ کے پیدا ہونے کو اپنی انجیل میں یوں تحریر کیا ہے یسوع مسیحؑ کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریمؑ یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہوں وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی" (پہلا باب آیت ۱۸) اس آیت میں جو یہ لکھا ہے کہ اس سے پہلے وہ ہم بستر ہوں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد اس اعجازی حمل کے شاید حضرت مریم یوسف[2] سے ہم بستر ہوئی ہوں حالانکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ یوسف نے بسبب تقدس اور اس بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے مریم کو مرحمت فرمائی تھی انکا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا چنانچہ اسی خیال سے بعض علمار مسیحی[2] نے اس آیت سے اس فقرہ کو (قبل اسکے کہ وہ ہم بستر ہوں) بعض نسخوں سے نکال ڈالا ہے کہ مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی ثابت رہے

لیکن تو اس کے ساتھ زن و شوئی کا تعلق نہیں پیدا کر سکیگا"، یوسف یہ سنکر بکراہت تمام مریم کو اپنے ہمراہ لیکر ناصرہ کی طرف چلا گیا مریمؑ کی عمر اسوقت بارہ برس کی تھی اپنے منگیتی شوہر کے ساتھ ناصرہ میں رہنے لگیں ایک روز پانی لانیکو ایک چشمہ پر گئیں اس مقام پر ایک فرشتہ ظاہر ہوکر آپ سے ہمکلام ہوا اور ولادت عیسٰی کی بشارت دی جیسا کہ قرآن پاک سے بنص صریح ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ بلا تعلق بستری حاملہ ہوئیں اور زکریا کے پاس بیت المقدس میں گئیں لیکن وہ ان کے پہونچنے سے پہلے انتقال کر چکے تھے اس وجہ سے مریم پھر ناصرہ کو واپس آئیں یوسف یہ حمل دیکھ کر سخت متعجب ہوا اُسنے اپنے منہ کو طمانچوں سے لال کر لیا کیونکہ کاہنوں نے اس سے تعلق بستری پیدا نہ کرنے کی شرط کر لی تھی مریم نے یوسف کو اس واقعہ سے آگاہ کیا مگر اسکو انکے کہنے پر یقین نہ ہوا تب فرشتہ نے آکر کہا کہ "یہ حمل روح المقدس سے ہے تو اسکو اپنے میں لیلے"۔ یوسف خواب سے بیدار ہوکر مریم کے پاس آیا اور تعظیماً اسکو سجدہ کیا اور اپنے گھر لے گیا۔ انجیل متی میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ[1] جب یوسف نے مریم سے اپنی منگنی کی تو اس نے مریم کو حاملہ پایا اس سے پہلے کہ وہ اس سے ہم بستر ہو یوسف نے بخوف بدنامی و رسوائی اس کے چھوڑ دینے کا قصد کر لیا تھا مگر خداوند کے فرشتہ نے خواب میں اسپر ظاہر ہوکر کہا کہ تو اسکو قبول کر لے اور اسکو اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس سے پیدا ہونیوالا ہے وہ روح القدس سے ہے۔ چونکہ یوسف نیک نہاد اور

[1] چونکہ مورخ نے مضامین میں انجیل عربی انجیل سے لئے ہیں اسیوجہ سے اسکو اردو ترجمہ انجیل مروجہ اردو سے نہیں ملتا اگرچہ مضمون واحد ہی۔ ف الیشوع معرب یسوع کا ہے جسکے معنی نجات دینے والے کے ہیں۔ یہ حضرت مسیح کا علم ہے اور بمنزلہ ذاتی نام کے شمار کیا جاتا ہے اس مقام پر بعضے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اشعیا نبی نے خبر دی تھی کہ کنواری جو بیٹیا جنے گی اسکا نام عمانوئیل رکھا جائیگا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے ساتھ خدا لیکن مسیحؑ کا نام یہ نہیں رکھا گیا بلکہ یوسفؑ نے بالہام فرشتہ یسوع نام رکھا اسصورت میں یسوع مسیح پر یہ پیشین گوئی صادق نہ آئی لیکن یہ اعتراض معترض کے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یسوع حضرت مسیحؑ کا اسم ذاتی ہے اور عمانوئیل اسماء صفات سے ہے۔

سچا تھا اس نے اس خواب کو سچا باور کر لیا اور یشوع اسکے یہاں پیدا ہوئے انتہا طبری کہتا ہے کہ مریم اور یوسف بن یعقوب چچا زاد بھائی بہن تھے اور یہ دونوں بیت المقدس کی مجاورت کرتے تھے اور شبانہ روز وہیں رہتے تھے سوائے قضاء حاجت کے اور کسی وقت بیت المقدس سے باہر نہ آتے تھے جس وقت انکا پانی ختم ہو جاتا تھا اس وقت قریب ترین مقامات سے پانی لیجاتے تھے ایک روز اتفاق سے مریم پانی لینے کو آئیں اور یوسف ان سے پیچھے رہ گیا۔ مریم پانی لینے کو ایک گڈھے کے اندر گئیں جبرئیل علیہ السلام نے اسی وقت ظاہر ہو کر کہا انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما (ترجمہ کیا میں بیشک تیرے خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تجھکو ایک لڑکا ہونہار دوں)

وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ جبرئیل نے مریمؑ کے پیراہن میں پھونک دیا جسکا اثر رحم تک پہونچگیا اور عیسیٰ کا حمل رہ گیا۔ یوسف نجار جو مریمؑ کا قرابت دار تھا اور انکے ساتھ جبل صیہون کی مسجد میں عبادت کر رہا تھا یہ حمل عجوبہ دیکھکر گھبرایا اور اسکو اس حمل کا سخت تعجب ہوا کیونکہ مریم اسکی نظروں سے کسی وقت غائب نہ ہوتی تھیں اس نے اس عجوبہ حمل کا سبب دریافت کیا مریم نے قدرت باری کا حوالہ دیا یوسف یہ سنکر خاموش ہو گیا اور اسی سرگرمی سے مسجد کی خدمت کرتا رہا تا آنکہ اس عجوبہ حمل کی اطلاع الیشاع مریمؑ کی خالہ کو ہوئی اتفاق سے وہ بھی حاملہ تھیں اور یحییٰ انکے بطن مبارک میں تھے الیشاع نے کہا کہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ جو میرے حمل میں ہے وہ اسکو سجدہ کرتا ہے جو مریم کے پیٹ میں ہے بعد ازاں یہودیوں کے خوف سے مریمؑ کو بیت المقدس سے چلے جانیکا حکم ہوا چنانچہ یوسف انکو اپنے ہمراہ لیکر مصر کی طرف چلا اثناء راہ میں دردزہ اٹھا اور وضع حمل ہوا یوسف انکو گدھے پر سوار کر کے لایا اور لوگوں سے اس راز کو پوشیدہ کرتا رہا تا آنکہ حضرت مسیح بارہ برس کے ہوئے اور انپر کرامات ظاہر ہونے لگیں اور لوگوں میں یہ واقعات مشہور ہو چلے تب مریمؑ کو یہ حکم ہوا کہ وہ عیسیٰ کو لیکر ایلیا (بیت المقدس) کو واپس جائیں چنانچہ مریم حضرت عیسیٰ کو لیکر

بیت المقدس میں آئیں اور یہاں ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے بیمار ان کے پاس آتے تھے اور اچھے ہو جاتے تھے لوگ غیب کے حالات پوچھتے تھے۔

طبری بروایت سدی لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بیت المقدس کے قریب شرقی بیت اللحم[1] میں پیدا ہوئے تھے ابن عمید مورخ نصاریٰ لکھتا ہے کہ ولادت یحییٰ بن زکریا کے تین مہینے بعد حکومت ہیرودس کے اکتیسویں سال اور اوغسطش قیصر کے ۴۲ سنہ جلوس میں حضرت مسیح پیدا ہوئے انجیل میں لکھا ہے کہ جب مریم یوسف سے منسوب ہوئیں تو وہ بغرض اخفاء حمل انکو اپنے ہمراہ لیکر بیت اللحم کو چلا گیا وہیں آپ نے وضع حمل کیا۔ ایک جماعت مجوس[2] (جنکو بادشاہ فارس نے بھیجا تھا) دریافت کرتی ہوئی ہیرودس کے پاس آئی کہ "بڑا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے ہم اسکو سجدہ کرنیکو آئے ہیں" اور ہیرودس سے وہ سب باتیں ظاہر کر دیں جو کاہنین اور علمار نجوم نے ولادت عیسیٰ کی علامتیں تبلائی تھیں اور یہ بھی کہدیا تھا کہ کچھ کم یا زیادہ دو برس ہوئے وہ بیت اللحم میں پیدا ہو گیا ہے اوغسطش قیصر نے جب یہ واقعہ مجوسیوں سے سنا تو اسنے ہیرودس سے دریافت کیا ہیرودس نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کیا یوسف نجار بحکم الٰہی اس سے پہلے معہ عیسیٰ اور انکی ماں مریم کے مصر کو چلا گیا تھا اور وہیں بارہ برس تک ٹھہرا رہا اسی اثناء میں حضرت مسیح کے کرامات ظاہر ہو چلیں۔ پھر جب ہیرودس مر گیا جو مسیح کے

---

[1] بیت اللحم یہودیا کے شہروں میں بہت چھوٹا اور کم حیثیت کا شہر ہے بیت المقدس سے جنوب کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے مگر بوجہ ولادت مسیح یہودیا کے کل شہروں سے زیادہ محترم ہے عیسائی اس شہر میں بطور حج کے جاتے ہیں اور وہاں کے مجاور مسیح کی پیدائش کی جگہ اور ایک مہد دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تو اسی مہد میں رکھے گئے تھے۔ واللہ اعلم

[2] جس لفظ کا ترجمہ اس مقام پر مجوسی کیا ہے انگریزی ترجمہ میں وہاں پر میجین کا لفظ ہے جسکے معنی دانا آدمی کے ہیں اور دری لفظ مجی ہے جس سے میجین نکلا ہے مگر درحقیقت وہ لوگ جو آئے تھے وہ مجوسی نہ تھے بلکہ قدیم حکما کے فرقہ سے تھے جو حکمت و نجوم و ہیئت میں کامل اور اپنے مذہب میں مقتدا اور پیشوا گنے جاتے تھے۔

قتل کے فکر میں تھا تو بالہام خدا یوسف مع عیسیٰ اور مریم کے ایلیا کو واپس آیا۔ غرض اس طرح خداوند کی یہ پیشین گوئی جو اشعیا نبی کی معرفت ہوئی تھی اگر میں نے تجھکو مصر سے بلایا ہے پوری ہوئی
یعقوب بن یوسف نجار کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب یوسف نجار بخیال اخفاء راز یروشلیم سے نکلکر چلا تو اثناء راہ میں درد اٹھا۔ قریہ بیت اللحم میں پہونچکر ایک غار میں وضع حمل کیا اور لڑکے کا نام الیشوع رکھا جب یہ دو برس کے ہوئے تو پورب سے مجوسی آئے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہیرودس نے جناب مسیح کے خوف سے بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کر دیا لیکن اس سے پہلے یوسف مع عیسیٰ اور انکی ماں کے بالہام الٰہی مصر کو چلا گیا تھا دو برس تک مصر میں رہا جب ہیرودس مرگیا تو فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہو کر واپسی کا حکم دیا چنانچہ یوسف مصر سے مراجعت کر کے ناصرہ میں آٹھہرا اور یہیں جناب مسیح سے خوارق عادات مثل احیاء موتیٰ (مُردوں کا زندہ کرنا) اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور چڑیوں کا پیدا کرنا ظاہر ہونے لگیں۔ بعد ازاں یوحناں معمد (یعنی یحییٰ بن زکریا علیہ السلام) بیابان سے آئے توبہ کرنے کی منادی کی لوگوں کو دین کی طرف بلایا مسیح ناصرہ سے آئے اور یوحنان سے اردن کے کنارہ ملاقات کی یوحنان نے انکو اصطباغ (بپتسمہ) دیا وہ اسوقت تیس برس کے تھے بعد ازاں وہ بیابان کی طرف چلے گئے اور عبادت اور نماز و رہبانیت میں مصروف ہوئے اور اپنے ان بارہ تلامذہ کو منتخب کیا۔ سمعان بطرس (شمعون پیٹر) اندراوس (اندریاہ) یعقوب بن زبدی۔ یوحنا بن زبدی۔ فیلبس (فلپ) برتولوماوس (برتھلمی) توماس (تھوماہ)۔ متی یا جد ار۔ یعقوب ابن خلفاد الفی)۔ تداوس (لبی عرف تهدی) سمعان القنانی (شمعون الکنعانی) یہوذا الاسخریوطی (یہوداہ اسکریوطی)
بعد چندے ہیرودس صغیر نے یوحنان (یعنی یحییٰ بن زکریا) کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور نابلس میں دفن کر دئیے گئے اور مسیح نماز۔ روزہ اور کل قربانیات کی تعلیم دینے لگے بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام کیا۔ جب انپر انجیل نازل ہوئی اور ان سے

خوارق عادات اور معجزات ظاہر ہو چلے تب انکا ذکر اطراف وجوانب میں پھیل گیا
اور اکثر بنی اسرائیل متابعت کرنے لگے۔ رؤساء یہود جو دنیاوی کثافتوں میں مبتلا
ہو کر دینی امور کو چھوڑ بیٹھے تھے مسیح کے قتل کرنیکا باہم مشورہ کرنے لگے مسیح نے
اپنے حواریوں کو جمع کرکے سب کو رات بھر اپنے پاس رکھا اور اثناء وعظ میں یہ فرمایا
کہ بیشک تم میں سے بعض میرا انکار کرینگے قبل اسکے کہ مرغ تین آوازیں دے اور تم
میں سے ایک شخص مجھ کو کمی قیمت پر فروخت کرکے اس قیمت کو کھائیگا بعد ازاں تم سب
مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔ یہودی چونکہ آپ کے تلاش میں تھے اتفاق سے شمعون حواری
راہ میں مل گئے یہودیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ انھوں نے مسیح کی متابعت سے انکار کیا
یہودیوں نے ان کو چھوڑ دیا بعدہ یہوذا اسخر یوطی نے تیس درہم لیکر مسیح کا پتہ بتاکر
اس مکان تک پہونچا دیا جہاں جناب موصوف شب کو رہتے تھے۔ یہودی ان کو
گرفتار کرکے فلاطش نبطی سپہ سالار قیصر کے پاس لیگئے اور ایک گروہ کاہنوں (مجاوروں)
کا بلایا گیا اس نے کہا کہ " یہ ہمارے دین کو برباد کرتا ہے اور ہمارے اسلاف کو برا کہتا ہے
اور حکومت وسلطنت کا مدعی ہے تم اسکو قتل کر ڈالو۔ فلاطش نے یہ سنکر خاموشی اختیار کی
رؤساء یہود چلا کر کہنے لگے کہ " اگر تو ہماری خواہش کے مطابق الیسوع کو نہ قتل کرے گا
تو ہم اس کی اطلاع دربار قیصر میں کر دینگے فلاطش یہ سنکر گھبرا گیا اور اس نے انکے
قتل کا حکم دیدیا۔ عیسیٰ نے اس سے پہلے حواریوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہود کو میرے
بارہ میں شبہہ واقع ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نے ان کو اپنی دانست میں
قتل کر ڈالا اور سولی دیدی۔ اور سات روز تک سولی پر رکھا جنابہ مریم روتی
ہوئیں صلیب کے پاس آئیں عیسیٰ بھی وہاں آئے اور رونے کا سبب دریافت کیا
مریم نے کہا کہ مجھ کو تمھاری حالت پر رونا آتا ہے عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہ
نے مجھ کو اٹھا لیا ہے مجھ کو مطلقاً مضرت نہیں پہونچی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جسمیں

انکو شبہ واقع ہوگیا ہے آپ میرے حواریوں سے فلاں مقام پر ملنے کو فرما دیجئے۔ چنانچہ حواریان مسیح مسیح سے مقام معینہ پر ملنے کو گئے آپ نے ان سب کو اطراف و جوانب میں تبلیغ احکام الٰہی کے لئے مقرر فرمایا جیسا[1] کہ پہلے مقرر کر چکے تھے علماء نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ حواریوں میں سے رومہ کی طرف پطرس کو روانہ کیا اور تابعین میں سے پولس (پولوس) کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ارض سودان و حبشہ اور اس کے مضافات میں متی باجدار کو اور اندراس کو ارض بابل میں اور مشرق توما کو اور ملک افریقیہ کی طرف فیلپس کو اور افسوس قریہ اصحاب کہف اور یروشلیم میں یوحنا کو اور ممالک عرب و حجاز میں برتولوماوس کو اور سرزمین بر قہ و بربر میں شمعون القنانی کو مقرر کیا۔

حواریان مسیح ابن اسحاق کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے بقیہ حواریوں کو ستانا شروع کیا اور ان کو ایذا پہونچانے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر قیصر کے کانوں تک پہونچی سپہ سالار فلاطش نے بھی حضرت عیسیٰ کے معجزات اور حالات انکے ساتھ یہودیوں کی شرارت اور کینہ اور یوحنان کے قتل کے واقعات لکھ بھیجے قیصر نے فلاطش کو اس فعل سے یہود کے باز رکھنے کی سخت تاکید کی غرض حوارئین مسیح ان ممالک کی طرف چلے گئے جنکے جانب مسیح نے انکو بھیجا تھا۔ پس بعض قوموں نے ان کی تصدیق کی اور دین عیسوی میں داخل ہوئیں اور بعض دوسروں نے ان کو جھٹلایا۔ یعقوب بن زبدی رومہ میں گئے انکو غالیوس قیصر نے قتل کر ڈالا اور

[1] میرا خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کو نصیحت کی اور یہودیوں کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھایا اور بحالت حیات اپنے شاگردوں کو سوائے یہودیوں کے اور کسی کو نصیحت کرنے کو نہیں فرمایا جیسا کہ آیت ۱۹ و ۲۶ باب ۱۵ اعمال اور آیت ۲۴ باب ۱۵ متی سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن بعد کو آپکے حواری اطراف و جوانب میں گئے اور اکثر قومیں حضرت پر ایمان لائیں۔

شمعون کو قید کر دیا۔ پھر بعد چندے چھوڑ دیا تب وہ انطاکیہ کی طرف چلے گئے۔
بعد ازاں زمانہ قلودیش قیصر میں پھر رومہ میں آئے اکثر رومیوں نے انکی اتباع کی اور بعض بیگمات قیاصرہ ان پر ایمان لائیں شمعون کے کہنے سے قدس شریف میں آئیں اور اس صلیب کی لکڑی کو جسپر مسیح کو صلیب دی گئی تھی مزبلہ سے نکالا اور اس کو حریر وغیرہ میں لپیٹ کر رومہ لے گئیں۔

کتابت انجیل پطرس[1] اور پولس جنکو مسیح نے رومہ کی طرف مبعوث کیا تھا وہ دونوں رومہ میں جاکر ٹھہرے اور دین عیسوی کی تعلیم دیتے رہے وہیں پطرس نے زبان رومیہ میں انجیل لکھی اور اسکو اپنے شاگرد مرقس کی طرف منسوب کیا۔ اور بیت المقدس میں متی نے اپنی انجیل زبان عبرانی میں لکھی لوقا نے انجیل رومہ میں لکھکر اکابر روم کے پاس بھیجا اور یوحنا بن زبدی نے رومہ میں تحریر کی۔

تدوین شریعت عیسوی بعد اسکے حواریوں اور انکے رسولوں کا ایک جلسہ ۔۔۔ میں ہوا اور انھوں نے باجتماع و اتفاق اپنے دین کے لئے قوانین شریعہ بنائے اور اسکو اقلیمطش شاگرد پطرس کی رائے سے مرتب کیا انکی کتب قدیمہ سے یہ کتابیں ہیں۔ توریت پانچ اسفار۔

---

[1] پطرس حواری جنکو انگریزی میں سائمن کہتے ہیں ٹمبڈا کے رہنے والے تھے سب سے پہلے یہی مسیح پر ایمان لائے تھے اور پھر انھوں نے سبکے پہلے مسیح کا انکار کیا مسیح نے وقت اخیر یروشلیم جاتے ہوئے پطرس سے کہا تھا اے شیطان مجھ سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کی فکر کرتا ہے اور پھر فرمایا تھا جو میرا انکار کریگا میں اپنے باپ کے سامنے اسکا انکار کرونگا چنانچہ انھوں نے وقت صلیب بخوف جان یہود کے روبرو مسیح کی شاگردی سے تین بار انکار کیا حق یہ ہے کہ بحالت موجودگی مسیح پطرس نے زیادتی کی بعد رفع مسیح یہ سخت مخالفت کی کہ برخلاف انکے حکم کے غیر بنی اسرائیل کو ملت مسیح کی دعوت دی اور یہ بات بنائی کہ مجھ کو مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس نے ہدایت کی ہے چنانچہ اسی بنا پر ۔۔۔ کرنیلیا والوں کو عیسائی کیا (آیت ۱۷ باب دہم اعمال) اور یہ ایسی مخالفت تھی کہ اس سے غیر مختونوں کو حیرت ہوئی کہ غیر مختون پر بھی روح القدس کی بخشش ہوئی اسی رو سے غیر قوم بھی عیسائی ہونے لگی اور

کتاب یوشع بن نون - کتاب القضاۃ - کتاب راعوث کتاب بجوذا - اسفار الملوک (چار کتابیں) سفر تیتا ایں سفر المقیاسین (تین کتابیں) کتاب عزیر الامام - کتاب اشیر کتاب قصہ ہامان کتاب ایوب الصدیق - مزامیر داؤد النبی - کتب سلیمان ابن داؤد (پانچ) نبوات الانبیار الصغار والکبار (سولہ کتابیں) کتاب یشوع بن شارخ اور کتب جدیدہ یہ ہیں چاروں انجلیں - کتب القتالیقون (سات رسائل) کتاب پولس (چودہ رسائل) ابرکسیس (یعنی رسولوں کے قصص جسکو اتلمہ کہتے ہیں) آٹھ کتابیں جسمیں رسولوں کے اوامر ونواہی کا ذکر ہے کتاب النصارے الکبار بنام بطارقہ جو بلاد معینہ میں دین مسیحی کی تعلیم دے رہے تھے - جیسا کہ رومہ میں پطرس حواری تھے جنکو مسیح نے اسطرف روانہ کیا تھا اور بیت المقدس میں یعقوب نجار اور اسکندریہ میں مرقس شاگرد پطرس

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۳) اب تک یہی عمل خلاف انجیل عیسائیوں میں جاری ہے اور اسکے بانی یہی پطرس ہیں جب انکا یہ حال ہے تو انکی انجیل کا کیا اعتبار رہا۔ ؎ متی کی انجیل میں اختلاف ہے اکثر علماء متقدمین مسیحی کا یہ قول ہے کہ یہ انجیل عبرانی زبان میں لکھی گئی جو اب موجود نہیں - اور یونانی میں اسکا ترجمہ ہوا ہے اور علماء متاخرین مسیحی کا مختار قول یہ ہے کہ یہ انجیل عبرانی اور یونانی دونوں میں لکھی گئی مگر ہم لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ انجیل دراصل عبرانی میں لکھی گئی اور یہ یونانی انجیل اصل عبرانی کا ترجمہ ہے مگر مترجم کا حال معلوم نہیں کہ کون تھا اور کب اور کہاں اسکا ترجمہ ہوا۔ اس انجیل کیوقت تالیف میں بہت بڑا اختلاف ہے کوئی وقت معین اسکی تالیف کا نہیں معلوم ہوتا بہر کیف یہ سنہ ۳۷ یا ۳۸ یا ۴۱ یا ۴۳ یا ۴۸ یا ۶۱ یا ۶۲ یا ۶۳ یا ۶۴ عیسوی میں تالیف ہوئی - تاسشن جو چوتھی صدی کے آخر میں تھا اور پروفیسر یا بڑ جرمنی کہتا ہے کہ یہ انجیل متی کی تصنیف سے نہیں علاوہ اسکے باب ۹ آیت ۹ (یسوع نے وہاں آگے بڑھ کے متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہولے اور وہ اس کے پیچھے ہو لیا) خود گواہی دیتی ہے کہ یہ متی کی تصنیف نہیں ہے -

لوقا ؎ لوقا مصنف انجیل ثالث پولس کے شاگرد ہیں پولس مقدس کا حال یہ ہے کہ وہ عروج واقعہ مسیح تک حضرت سے بڑی دشمنی رکھتا تھا اور لوگوں کو برخلاف برانگیختہ کرتا تھا مگر بعد عروج واقعہ مسیح وہ اپنے پر نزول روح القدس کا دعوی کرکے اور عیسائی بنکے حواریون کے جاملا ان بیچاروں نے اسکے شر سے بچنے کی غرض سے اسکو قبول کر لیا یہ شخص ایسا تھا اسنے شریعت موسوی کو کلیتہ مٹا دیا اور صاف حکم دیدیا کہ اگلا قانون (باقی صفحہ ۳۴۵)

اور برنطیہ (قسطنطنیہ) میں اندرادس وغیرہ تھے۔

اس دین و مذہب کے مالک کو جو انکے مراسم مذہبی کا قایم رکھنے والا ہوتا ہے بطریق کہتے ہیں وہی انکی ملت کا سردار مسیح کا خلیفہ مانا جاتا ہے وہی اپنے نائبین اور خلفاء کو اطراف وجوانب ممالک بعیدہ میں تعلیم دین مسیحی کے لیئے روانہ کرتا ہے اور یہ لوگ اشقف یعنی بطریق کے نائب کہلاتے ہیں اور واعظین کو قسیس اور متولی نماز کو جاثلیق اور مسجد کے منتظم کو شماشہ اور تارک الدنیا کو جو خلوت میں بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا ہے راہب اور قاضی کو مطران کہتے ہیں ایک زمانہ مدید تک مصر میں کوئی اشقف نہیں رہا تا آنکہ دیدرس نامی گیارھواں اشقف اساقفہ اسکندریہ سے مصر میں آیا چونکہ اساقفہ بطریق کو آبا اور انسوس اساقفہ کو آبا کہتے تھے اسوجہ سے اسم اب مشترک سمجھکر تمیز کے غرض سے بطریق اسکندریہ کیلئے بابا (پوپ) کا اسم مختص کیا گیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوا بعد چندے یہ لقب بطریق رومہ کو دیا گیا کیونکہ وہ رسول مسیح اور بڑے حواری پطرس کا مقام قیام تھا۔ چنانچہ رومہ کا بطریق اسوقت تک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے

پھر قلودیس قیصر کے مرنے کے بعد نیرون قیصر تخت نشین ہوا اس نے پطرس (حواریوں کے سردار) اور پولس کو قتل کر ڈالا اور بجائے پطرس کے رومہ میں ارنوس کو مقرر کیا اور مرقس انجیلی شاگرد پطرس جو اسکندریہ میں سات برس سے دعوت دین مسیحی

چونکہ کمزور اور بیفائدہ تھا (عبرانیان ۱۸ آیت باب ۷) خط عبرانیان) اور پاکوں کے لئے سب کچھ پاک ہے (آیت ۱۴ باب چہارم خط رومیان) اور جو ناپاک جانتا ہے اسکو ناپاک ہے پس جسکے استاد کا یہ حال ہو اسکے شاگردوں کا کیا پوچھنا ہے۔

یوحنا کہ یوحنا بن زبدی حواری کا زمانہ تصنیف انجیل بھی نہایت ابتر و مجہول ہے بلکہ آیت ۲۴ باب ۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے اسٹاڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب العلم نے لکھی ہے اور ہار نصاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی تھا اس انجیل اور تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے علاوہ ان کے جو عیسائیوں کے فرقے الوہیت مسیح کے منکر ہیں وہ سب ان کے منکر ہونگے اور اس کو محرف بتا ئینگے کیونکہ اسی میں مسئلہ تثلیث ہے اور جناب موسٰی کو چور اور ڈاکو کہا ہے (آیت۔ باب انجیل

کر رہا تھا اس کو بھی قتل کرا کے حنیتا کو منتخب کیا یہی حواریوں کے بعد سب سے پہلا بطریق ہوا ہے۔ نیرون ہی کے عہد حکومت میں یہود نے یعقوب نجار اسقف بیت المقدس پر دفعتہً حملہ کرکے عہد شکنی کی تھی اور صلیب کو ایک مزبلہ میں دفن کر دیا تھا ہیلانہ مادر قسطنطین نے اس کو نکالا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے نیرون قیصر نے بجائے یعقوب نجار کے اس کے چچازاد بھائی شمعون بن کہافا کو بیت المقدس کا نائب بطریق مقرر کیا اس کے بعد قیاصرہ اس دین وملت کے اختیار کرنے اور چھوڑنے میں مختلف الاحول تا آنکہ قسطنطین بن قسطنطین بانی شہر قسطنطنیہ کا زمانہ آیا اور اسکی ماں ہیلانہ نے سنہ جلوس قسطنطین میں دین مسیحی اختیار کیا اور صلیب کے مقام پر آئی اور اس لکڑی کو دریافت کیا جس پر بزعم یہود مسیح مصلوب ہوئے تھے لوگوں نے بتلایا کہ صلیب فلاں مقام پر دفن ہے جہاں پر اندنوں شہر بھر کا کوڑا میلا۔ نجس چیزیں اور مردار جانور پھینکے جاتے ہیں ہیلانہ نے اس لکڑی کو نکلوا کر دھلوایا اور عطریات سے معطر کرکے حریر اور زرد وزری کپڑوں میں لپیٹ کر اسی مقام پر نصب کرایا اور ایک کلیسہ بھی وہیں بنوا دیا اس خیال سے کہ یہیں مسیح کی قبر ہے اور وہی مقام اب قمامہ کے نام سے مشہور ہے اور اس نے مسجد بنی اسرائیل کو مسمار کرکے یہ حکم دیدیا کہ صخرا پر جسپر قبہ ہے اور جو یہود کا قبلہ ہے شہر کا کوڑا اور میلا اور مردار جانور پھینکے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا تا آنکہ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد فتح بیت المقدس پاک وصاف کرایا۔ مورخین نے ولادت مسیح سے صلیب کے نکالے جانے تک کے زمانہ کو تین سو اٹھائیس برس میں محدود کیا ہے واللہ اعلم

عیسائیت میں تثلیث ایک مدت تک عیسائی اور انکے بطریق اور اساقفہ دین مسیحی قایم رکھنے پر اسی طرح قایم رہے جیسا کہ حواریوں نے قوانین وعقاید واحکام مذہبی مقرر کئے تھے بعد ازاں انکے عقاید میں اختلاف ہو گیا۔ اور شریعت وپابندی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۴ کا) یوحنا، حالانکہ حواریان مسیح میں سے کوئی شخص اسکا قایل نہ تھا۔

احکام شرعی سے بالکل علیحدہ ہو کر تثلیث[1] کے قایل ہو گئے حالانکہ حواریان مسیح اعیاذاً باللہ ایسے نہ تھے اور منشا اس غلطی کا مسیح کا کلام ظاہری ہے کیونکہ عیسائیوں نے اسکی تاویل نہ کی اور نہ انکو اسکی فہم معانی پر وقوف ہوا مثلاً بزعم عیسائی مسیح نے وقت صلیب کہا تھا کہ میں اپنے اور تمھارے باپ کے پاس جاتا ہوں یا یہ کہا تھا کہ تم لوگ ایسی ایسی نیکیاں کرو تاکہ اپنے آسمانی باپ کے بیٹے بنو۔ یا یہ کہ انجیل میں بحق مسیح ابن الوحید (اکلوتا بیٹا) کہا گیا ہے جس بنا پر شمعون نے مسیح کو ابن اللہ حقیقتہً ان لیا پس جبکہ ظاہری الفاظ سے ابوت مان لیگئی تو عیسائیوں نے یہ گمان کیا کہ عیسیٰ ابن مریم قدیمی باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور اسکا اتصال مریم کے ساتھ ایک روح کے ذریعہ سے ہوا ہے جو کہ جسد مسیح میں حلول کر گئی تھی پس مجموعہ جسد اور روح کا بیٹا ہوا اور وہ ناسوت کلی قدیم ازلی ہے اور مریم سے الہ ازلی پیدا ہوا قتل وصلیب جسم پر واقع ہوا ہے اور ان دونوں کو وہ ناسوت اور لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں ایک مدت تک عیسائی اسی عقیدہ کے معتقد رہے بعد چندے انمیں اختلاف پیدا ہو گیا اور نصرانیت میں

---

[1] عیسائی مورخ اس کے قایل ہیں کہ شروع سے اصلی عیسائی تثلیث کے قایل چلے آتے ہیں اور باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کو خدا مانتے رہے اور اب تک اس فرقہ کو کیتھلک کہتے ہیں یعنی عام مذہب لیکن مسلمان مورخ اسکے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں خدا عیسائی خدا کی وحدت کے قایل تھے۔ تثلیث کا مسئلہ تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پذیر ہوا ہے مگر میرے نزدیک پہلی ہی صدی سے حضرت مسیح کے باب میں اختلاف شروع ہوا ہے گو اسکا اثر اس وقت کچھ نہ ہوا ہو کیونکہ انکی پیدایش اور خلقت ایسی ہی تھی جس سے اختلاف کا ہونا ضروری تھا جو شخص انکی ظاہری صورت دیکھتا تھا وہ یقین کرتا تھا کہ [illegible] انسان اور رسول اللہ ابن مریم ہیں اور جو یہ خیال کرتا تھا کہ بلا سبب ظاہری پیدا ہوئے ہیں اور مردہ کو زندہ کرتے ہیں تو وہ یہ کہہ اٹھتا کہ یہ اللہ اور ابن اللہ ہیں اگرچہ عیسائی بھی اسکے قایل ہیں کہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ تھا جو مسیح کو نہ حقیقتاً انسان جانتا تھا بلکہ خدا کا بیٹا یعنی روح اللہ اور پیغمبر یعنی رسول اللہ کہتا تھا اسمٰعیل ابو الفدا نے اس فرقہ کا نام تاریخ میں مانیہ لکھا تھا۔

طرح طرح کی بدعات ظاہر ہونے لگیں اور انکے اقوال کفریہ یوماً فیوماً بڑھنے لگے از انجملہ ابن دلقیان بہت ہی سخت اور تند مزاج تھا۔ اساقفہ اور بطارقہ مقلدین سے ان خیالات کو دفع کرتے رہے تا آنکہ یونس سیمصاتی بطریق انطاکیہ بعد زمانہ حکومت اقلودیس قیصر ظاہر ہو کر خدا سے یکتا کی وحدانیت کا قایل ہوا اور اس نے کلمہ اور روح کا انکار کیا ایک گروہ نے اس کی متابعت کی جب وہ مرگیا تو اساقفہ نے پھر اپنے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اس کے مذہب کو چھوڑ کر اسی تذبذب کی حالت میں زمانہ قسطنطین بن قسطنطین تک رہے اس کے عہد حکومت میں اسکندروس (الگزنڈر) اسکندریہ کا بطریق تھا اور اریوس (ایریس) اسی گرجے کا ایک عہدہ دار (اسقف) تھا وہ اس بات کا قایل تھا کہ بیٹا باپ سے بالکلیہ جدا ہے بلکہ وہ خدا کی مخلوقات میں سے ہے اور حادث ہے اور اس نے ازلی باپ کے سپردگی سے خلق کو پیدا کیا ہے اسلئے باپ ازلی علت اول اور ازلی ہے اور بیٹا اصلیت اور درجہ میں اس سے کمتر اور حادث ہے اور اسی کے ذریعہ سے بیٹے نے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے اسکندروس نے اس کی اس رائے سے مخالفت کی اور ایک گشتی خط

له شہنشاہ قسطنطین (کانسٹن ٹین) چوتھی صدی عیسوی میں ہوا ہے اور اس کے پہلے سے عیسائیت میں جھگڑے پھیل چکے تھے چنانچہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ مسیح کی الوہیت کا قایل نہ تھا بلکہ وہ انکو خدا کا پیغمبر جانتا اور توریت کے احکام کی پابندی کرتا تھا اور فرقے عیسائی مورخ کے قول کے موافق تثلیث کے قایل تھے مگر پہلے فرقہ والے اس صدی میں کیا بلکہ دوسری صدی تک گرجے سے علیحدہ نہیں کئے گئے۔ دوسری صدی میں ایک فرقہ نظارین کے نام مشہور ہوا مگر درحقیقت یہ کسی خاص فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ جنکو یونانی عیسائی رکھتے تھے انکو یہودی حقارت سے نظارین یعنی ناصری یا نصرانی کہتے تھے یہ فرقہ مسیح کو روح اللہ اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونیکا یقین کرتا تھا اور شریعت موسوی کے احکام کو ایک اعتدالی حالت پر بجالاتا تھا اسی صدی میں ایک اور فرقہ (وائی اٹس سرنام الگاوڈ ایک سیبلیس کا پیرو تھا پہلا فرقہ اباتہ کا قایل تھا کہ خدا واحد ہے جو باپ کہلاتا ہے وہ ایک آدمی میں جو عیسٰی اور بیٹا پکارا جاتا ہے حلول کر گیا اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ خدا کی الوہیت کا ایک حصہ جدا ہو کر انسان یعنی خدا کے بیٹے عیسٰی میں آملا اور روح القدس کی آمیزت

اطراف وجوانب کے اساقفہ کو لکھ بھیجا ان لوگوں نے قیصر قسطنطین کو اس کا سربراہ کار مقرر کیا چنانچہ اس کے حکم سے ۱۹ سنہ جلوس قیصری مطابق ۳۲۵ء میں ایک کونسل منعقد ہوئی دور دراز ممالک سے علماء مسیحی بحث ومناظرہ کے لئے آئے۔ اس کونسل میں اریوش کی رائے رد کی گئی اور اسکندروس کی اس رائے کو کہ بیٹا (عیسیٰ) باپ کی اصلیت کے برابر ہے قیصر قسطنطین نے تسلیم کر کے اریوس کی تکفیر کی اجازت دیدی اور اسکو گرجے میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ اسکندروس کی خواہش کے مطابق موجودگی دو ہزار تین سو چالیس عہدہ داران گرجا کے ایک محضر لکھا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ کل عیسائی اس کو کونسل کے ٹھہرائے ہوئے اعتقاد کے معتقد ہوں۔

یہ کونسل شہر نیقیہ (نیس) میں منعقد ہوئی تھی اسی وجہ سے اس کو مجمع نیقیہ کہتے ہیں اس کونسل کے صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ اور اسطاتس بطریق انطاکیہ اور مقاریوس اسقف بیت المقدس تھے۔ سلطوس بطریق رومہ خود نہیں آیا تھا اس نے اپنی طرف سے نیابتہً ایک قسیس کو بھیج دیا تھا قیصر قسطنطین اسکندروس کی اس کارروائی سے بہت خوش ہوا اور اپنی خوشنودی اس طور سے ظاہر کی کہ اسکو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۰ کا) ایک فیاضی جزو ہے۔ تیسری صدی میں ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو ملبس کی پیروی کرتا تھا اسکا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ کے پیدا ہونے سے پہلے اسکا خدا کے سوا کچھ وجود نہ تھا مگر جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو ایک روح خود خدا سے نکلکر انمیں آملی پس وہ ایک جزو خدا کی ہو گئی اس صدی میں ایک اور فرقہ ہوا جو یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ بیٹا اور روح القدس خدا میں اس طرح تھے جیسے انسان میں عقل اور قوت محرکہ عیسیٰ صرف آدمی پیدا ہوئے تھے مگر ان میں باپ کی دانائی او ترائی تھی اس سبب سے ممکن ہے کہ عیسیٰ کو خدا کہہ سکیں۔ غرضکہ ان تینوں صدیوں میں تثلیث کے باب میں کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا اس وجہ سے چوتھی صدی کے اول میں بہت جھگڑا ہوا اور الگزنڈر لشپ اسکندریہ اور ادیس جو اس گرجے کا عہدہ دار تھا باہم ایک دوسرے کے اسباب میں مخالف ہو گئے اور اسی فیصلہ کے لئے ۳۲۵ء میں شہنشاہ کانسٹین میں نے مقام نیس واقع تھنیا میں ایک کونسل منعقد ہونے کا حکم دیا۔

اپنی ایک انگوٹھی اور ایک تلوار مرحمت کی۔

وہ عقیدہ متفقہ جو اس کونسل میں قرار پایا تھا جس کے بدولت اریوش گرجے سے نہیں بلکہ شہر سے نکالا گیا تھا اور جسکو عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل ونحل میں اور ابن عمید مورخ نصاریٰ نے نقل کیا ہے یہ ہے۔ نؤمن بالله الواحد الاحد الاب مالك كل شئ وصانع ما يرى وما لا يرى وبالابن الوحيد اليشوع المسيح ابن الله ذكر الخلايق كلها وليس بمصنوع اله حق من جوهر ابيه الذى بيده اتقنت العوالم وكل شى الذى من اجلنا ومن اجل خلاصنا بعث العوالم وكل شى الذى نزل من السماء وتجسد من روح القدس وولد من مريم البتول وصلبت ايام فلاطوس ودفن ثم قام فى اليوم الثالث وصعد الى السماء وجلس على يمين ابيه وهو مستعد للمجى تارة اخرى بالقضاء بين الاحياء والاموات ونؤمن بروح الواحد روح الحق الذى يخرج من ابيه وبمعوديه واحدة نغفران لخطايا وبجماعته قدسيه جاثليقة وبقيام ابدانـنا بالحيواة الدايمة ابد الابدين۔

ترجمہ ایمان لاتے ہیں ہم ایسے اللہ پر جو اکیلا یکتا باپ ہے مالک ہے ہر شے کا اور بنانے والا ہے ان چیزوں کا جو دیکھی جاتی ہیں اور اس کا جو نہیں دیکھی جاتیں اور (ایمان لاتے ہیں ہم) اکلوتے بیٹے الیسوع مسیح خدا کے بیٹے پر جو کل خلایق سے بہتر ہے اور مصنوع نہیں ہے۔ سچا خدا ہے پیدا ہوا ہے اپنے باپ کے جوہر سے جس کے قبضہ میں سارا عالم اور کل چیزیں ہیں۔ یہ وہ ہے جس نے ہمارے لئے اور ہمارے نجات کے لئے عالم اور ہر چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہے کہ اس نے آسمان سے نزول فرمایا اور مجسم ہوا روح القدس سے اور پیدا ہوا مریم بتول کے بطن سے اور زمانہ

فلاطوس میں صلیب پر چڑھایا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے روز اُٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کے دائیں جانب بیٹھا ہے اور وہ دوبارہ زندوں اور مردوں میں حکم کرنیکو آنیکے لئے مستعد ہے اور ایمان لاتے ہیں ہم ایک روح پر جو کہ حق ہے اپنے باپ سے نکلی ہے اور ایمان لاتے ہیں، ایک عمودیہ صلیب پر واسطے بخشائش گناہوں کے اور جماعت قدسیہ مسیحیہ جاثلیقہ پر اور ایمان لاتے ہیں ہم) اپنے بدنوں کے قایم رہنے پر بذریعہ حیات دائمہ ابدالاباد کے لیے۔

یہ پہلا کونسل تھا اس کو جلسہ نیقیہ کہتے ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حشر اجساد کے قایل تھے حالانکہ اب انصاری اس کے مخالف ہیں اور وہ لوگ بالاتفاق حشر ارواح کے معتقد ہیں اور اس عقیدہ کو وہ امانت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے ساتھ شرعی قوانین بھی وضع کئے گئے تھے اور وہ اس کو ہما یوں کہتے تھے۔

اسکندروس بطریق اس کونسل کے پانچ مہینہ بعد مر گیا اور جب ہلانہ مادر قسطنطین نے کلیسے بنوائے اور خود بادشاہ نے اس مذہب کو عزیز سمجھکر دوبارہ اساقفہ کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ تو اثنانیوش بطریق قسطنطینیہ نے صور میں ایک کونسل منعقد کی اس کونسل میں اثناثیس بطریق اسکندریہ بھی شریک تھا۔ اوشانیوش وہ شخص ہے جسکو اسکندروس نے کلیسہ اسکندریہ سے اریوش کے ساتھ علیحدہ کیا تھا اور اسکے وجہ سے نیقیہ کا کونسل ہوا تھا اور کتاب الامانت لکھی گئی تھی۔ اس وقت اریوش اپنے مخالفت کی وجہ سے معہ اوشانیوش کے کلیسہ سے باہر کیا گیا اور دونوں ملعون ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن بعد چندے اوشانیوش نے دربار قیصری میں حاضر ہو کر اریوش اور اس کے عقائد سے برات و بیزاری ظاہر کی قیصر قسطنطین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسکو قسطنطینیہ کے گرجے کا بطریق بنا دیا۔

جب یہ دوسرا کونسل صور میں ہوا اور انہیں اومانیوش بھی تھا جو عقائد اریوش کی

تائید کرتا تھا۔ اوشانیوش بطریق قسطنطنیہ نے اثناش بطریق اسکندریہ کو عقائد اریوش میں بحث کرنے کی اجازت دی۔ اومانیوش نے کہا کہ اریوش کا یہ خیال نہیں ہے کہ مسیح نے عالم کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس امر کا قائل ہے کہ وہ کلمتہ اللہ ہیں جس سے وہ بغیر کسی ذریعہ کے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ انجیل میں آیا ہے۔ اثناش بطریق اسکندریہ نے کہا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا مخلوق ہے اور وہ بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ہے اور جب وہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے تو باپ نے گویا کسی کو پیدا نہیں کیا اور جب اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا تو وہ اپنے کام میں دوسرے سے مدد کا خواہاں ہوا اور فاعل بغیرہ محتاج ہوا اس متمم کا۔ حالانکہ وہ فی حد ذاتہ خالق ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اس سے منزہ و بری ہے اور اگر اریوش نے یہ خیال کیا ہے کہ باپ اشیاء کے تکوین کا قصد کرتا ہے لیکن تنہا اُس کی تکوین نہیں کرتا ہے تو اُس نے بیٹے کا فعل کامل اور اتم ٹھہرایا کیونکہ باپ کی صرف مشیت اور خواہش ہوتی ہے اور بیٹا اسکو اختراع اور پیدا کرتا ہے پس اس معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور باپ کا ناقص ہوا اور اسکا بطلان یہی ہے۔ اس تقریر سے اریوش کا عقیدہ باطل ہو گیا لوگ ارمانیوش کو مارنے لگے۔ لیکن قیصر کے ہمشیر زادہ نے اسکو بچا لیا تاہم وہ گرجے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا اس واقعہ کے دو برس کے بعد جب اوشانیوش مر گیا اور باوجود مخالفت کی رفتہ رفتہ عقاید نے ترقی کی تو اس کے متعلقین قیصر قسطنطین کی خدمت میں مجتمع ہوئے اریوش کے عقاید کی خوبیاں بیان کیں اور یہ ظاہر کیا کہ نیقیہ کے کونسل نے اریوش پر سخت ظلم کیا تھا اور اس پر بیجا زیادتیاں کیں اور راہ حق سے اس کہنے میں علیحدہ ہو گئے کہ یہ باپ جوہریت میں ٹھیک مساوی ہے۔ اس بحث و تقریر سے قیصر قسطنطین عقیدہ اریوش کا پابند ہوا چاہتا تھا لیکن کیرانس (بیت المقدس کے گرجے کے ایک عہدہ دار) نے ایک طولانی خط لکھا اور اریوش کے خیالات کی پابندی سے ڈرایا اور گرجے میں

نہ داخل ہونے دینے کی دھمکی دی جس سے قیصر نے مقلدین اریوس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ اس کے بعد ملوک قیاصرہ مختلف الاحوال رہے کبھی کوئی کونسل کی عتقیہ کی ایجاد کی ہوئی رائے کا پابند ہوتا تھا اور گاہے کوئی اریوس کی رائے پر عمل کرتا تھا اور ان دو گروہوں کا غلبہ ایک دوسرے پر قیصر کے میلان طبیعت سے ہوتا تھا۔ بعض قیاصرہ انمیں ایسے بھی گذرے ہیں جو اپنے مخالفین کی سخت دشمن ہوتے تھے اور انکو بجبر و تعدی اپنے عقاید پر لانا چاہتے تھے اور کم ایسے قیاصرہ ہوئے ہیں جو ان دونوں گروہوں سے متعرض نہوئے ہوں اور ان دونوں کو بحالہ اپنے اپنے مذہب پر چھوڑ دیا ہو۔

اس کے بعد ۳۸۱ء میں ایک[1] اور کونسل مقام قسطنطنیہ میں اس غرض سے منعقد ہوا کہ مقدنیوس اور سبلیوس کے اس کلام پر غور کرے "جسد مسیح کا بغیر ناسوت کے ہے اور لاہوت نے اسکو اس سے مستغنی کر دیا ہے اس استدلال سے کہ انجیل میں واقع ہوا ہے کہ کلمہ لحم ہو گیا۔ اور یہ نہیں کہا گیا کہ کلمہ انسان ہو گیا۔ ان دونوں نے باپ بیٹے کو ایک دوسرے سے افضل مان لیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ باپ قوت اور جوہریت میں غیر محدود ہے اس کونسل نے اس عقیدہ کی بطلان کا اشتہار اور مقدونیوس اور سبلیوس کی تکفیر کا فتویٰ دیدیا اور مجمع نیقیہ کے متفقہ عقیدہ میں نومن بروح القدس المنتقی من الاب۔ اور بڑھا کر یہ مشتہر کر دیا کہ اب جو اس عقیدہ میں کچھ گھٹائے یا بڑھائے وہ ملعون سمجھا جائیگا اور گرجے میں داخل نہونے پائیگا پھر اس کونسل کے چالیس برس کے بعد نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کے

[1] میں یہ سمجھتا ہوں کہ مورخ علامہ نے عیسائیوں کے تفریق و تعدد فرق و فرقوں کو بلا لحاظ ترتیب ذکر کیا ہے کیونکہ پہلی کونسل جسکو جلسہ نیقیہ سے تعبیر کرتا ہے وہ چوتھی صدی میں ہوا تھا اور یہ واقعہ تیسری صدی کا ہے بہر حال عیسائی مذہب میں جو کچھ تغیرات واقع ہوئے ہیں وہ قابل لحاظ ہیں

کلام پر غور کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کہتا تھا کہ مریم کے بطن سے خدا نہیں پیدا ہوا بلکہ انسان پیدا ہوا ہے ہاں وہ مشیت میں خدا کے ساتھ متحد ہوگیا ہے نہ کہ ذات میں اور وہ درحقیقت خدا نہیں ہے بلکہ خدا اسنے اسکو اپنے جانب سے خدا کی رحمت فرمائی ہے۔ یہ رائے جسکو نسطوریوس نے ظاہر کی وہ دراصل ناد ودس اسقف اور دیدوس اسقف کا عقیدہ تھا ان کے عقاید میں سے یہ بھی تھا کہ مریم سے جو پیدا ہوا ہے وہ مسیح اور باپ سے جو پیدا ہوا ہے وہ ابن ازلی ہے اور ابن ازلی مسیح محدث میں حلول کر گیا پس بذریعہ عطا و کرامت کے مسیح ابن اللہ کہا گیا اور ان دونوں میں مشیت اور ارادہ کی وجہ سے اتحاد ہوا ہے اس عقیدہ والوں نے گویا اللہ تعالیٰ کے لئے دو بیٹے ٹھہرائے ایک جوہر ازلی اور دوسرا مسیح محدث۔

نسطوریوس کے اس عقیدہ کی خبر کرلس بطریق اسکندریہ کو پہونچی اسنے اکلیمس بطریق رومہ اور یوحنا بطریق انطاکیہ اور یونالوس اسقف یروشلیم کو لکھا پھر ان سبھوں نے متفق ہو کر نسطوریوس کو ایک مراسلہ بھیجا اور دلایل سے اسکو معقول کرنا چاہا لیکن نسطوریوس نے نہ انکے مراسلہ کا جواب دیا اور نہ اس نے اپنے قول سے رجوع کیا اسوجہ سے انھوں نے شہر افسیس میں دوسو گرجوں کے عہدہ داروں کو مجتمع کر کے اس عقیدہ کو باطل ٹھہرایا اور نسطوریوس کی تکفیر کا فتوی دیا۔ چونکہ یوحنا بطریق انطاکیہ کا انتظار اس کونسل نے نہیں کیا تھا اور اس کے غیبوبت میں یہ رائے ٹھہرائی گئی تھی اس وجہ سے اس نے انکی مخالفت کی اور نسطوریوس کے عقیدہ کی تائید کرنے لگا۔ بعد چندے باد والوس نے ان سبھوں میں صلح کرادی اور یہ سب نسطوریوس کی رائے سے متفق ہوگئے۔ لیکن پھر جب مشرقی گرجوں کے عہدہ داروں نے اپنے عقاید لکھکر کرلس کے پاس بھیجے تو اس نے انکو منظور و پسند کر لیا اور نسطوریوس کو صعید (مصر) کی طرف نکالدیا۔ وہ اخمیم میں جا کر ٹھہر گیا اور وہیں سات برس کے بعد مرگیا

اس کے عقاید عیسائیان مشرق اور فارس۔ عراق جزیرہ۔ موصل میں فرات تک شایع ہوگئے
مسبوق الذکر کونسل کے بعد شہر خلقدونیہ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں
چھ سو چونتیس عہدہ داران گرجا شامل تھے یہ جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ دلیسقورس
بطریق اسکندریہ کے عقاید پر غور کرے۔ دلیسقورس بطریق اسکندریہ کہتا تھا کہ مسیح
ایک جوہر (مرکب میں دو جوہروں سے) ایک اقنوم (اصل۔ مادہ) میں جو بنائے گئے
ہیں دو قوموں سے اور ایک طبیعت میں جو موجود ہوئی ہے دو طبعتوں سے۔ اور ایک
روح ہیں جو ماخوذ ہوئی ہے دو روحوں سے حالانکہ اس وقت کے روسا ملت عیسویہ
دو جوہروں اور دو طبعتوں اور دو روحوں اور ایک اقنوم (اصل مادہ) کے قایل
نہ تھے دلیسقورس نے عام علماء کے عقاید سے اختلاف کیا اور بعض گرجوں کے عہدہ داروں کو
اپنے خیالات سے آگاہ کرکے اس کے مخالفین پر لعنت کا فتوے دیا۔ مرقیان قیصر
چونکہ عام علمار اور پچھلے جلسوں کے متفقہ عقاید کا پابند تھا اس نے دلیسقورس
کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر عہدہ داران گرجا کے کہنے سے رُک گیا اور انکے
اشارہ سے ایک جلسہ منعقد کیا جسمیں دلیسقورس بلایا گیا اور اس سے مناظرہ شروع
ہوا اثناء مناظرہ میں ملکہ قیصر نے دلیسقورس کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہا چونکہ
مناظرہ میں بیحد مصروف تھا اس نے اسکا جواب بے التفاتی سے دیا جس سے قیصر کی
ملکہ نے برہم ہوکر اس کو ایک طمانچہ مارا۔ ملکہ قیصر کے مارتے ہی حاضرین جلسہ بھی
دلیسقورس پر ٹوٹ پڑے اور اسکو مار کر نکالدیا بعدہ مرقیان قیصر نے اپنے ممالک محروسہ
میں ایک عام فرمان بھیجدیا کہ جلسہ خلقدونیہ کا متفقہ عقیدہ نہایت صحیح اور واجب العمل
ہے جو اسکی مخالفت کریگا وہ مستوجب قتل سمجھا جائیگا۔
دلیسقورس بہزار ذلت و رسوائی جلسہ سے نکلکر قدس شریف اور سرزمین فلسطین کی
طرف چلاگیا۔ جہاں جہاں یہ جاتا تھا لوگ اس سے نفرت کرتے تھے لیکن بعد چندے

اس کی رائے نے شہرت پکڑی اور اس کے خیالات نے اس درجہ نشو و نما پایا کہ اسکا ایک جداگانہ مذہب ہوگیا اہل مصر اور اسکندریہ کے لوگوں نے اکثر یہی مذہب اختیار کرلیا اس مذہب والے یعقوبیہ کہلاتے ہیں۔

ابن عمید کہتا ہے کہ دیسقورس کے مقلدین کو یعقوبیہ اسوجہ سے کہتے ہیں کہ دیسقورس کا نام یعقوب بھی تھا اور یہ اپنے (مقلدین) کو لکھا کرتا تھا۔ من المسکین المتقی یعقوب اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے شاگرد کا نام یعقوب تھا جسکے طرف یہ فرقہ منسوب کیا گیا ہے اور بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ شاویرش بطریق انطاکیہ دیسقورس کی رائے کا مقلد تھا اور شاویرش کے شاگرد کا نام یعقوب تھا چونکہ شاویرش یعقوب کو اطراف وجوانب میں دیسقورس کے ایجاد کئے ہوئے عقیدہ کے سکھانے کو بھیجا تھا اس وجہ سے اس مذہب والے اس کے طرف منسوب کردئے گئے واللہ اعلم۔

ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کونسل خلقدونیہ کے بعد کلیسوں اور اس کے عہدہ داروں میں جدائی ہوگئی اور وہ سب ان فرقوں یعقوبیہ۔ ملکیہ۔ نسطوریہ کی طرف منقسم ہوئے۔

یعقوبیہ فرقہ وہ ہے جو دیسقورس کے عقائد کا پابند ہے جسکو ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

ملکیہ وہ گروہ ہے جو کونسل نیقیہ اور خلقدونیہ اور اس کے بعد کے جلسوں کے متفقہ خیالات اور عقائد کی تقلید کرتا ہے اور اسی کے عام عیسائی مقلد ہیں۔

نسطوریہ تیسرے کونسل والے ہیں جو نسطوریوس کا تابع ہے۔ اور یہ لوگ اکثر مشرقی ممالک میں ہیں۔

یعقوبیہ اور ملکیہ فرقے قیاصرہ کی میلان اور ترک اور اختیار مذہب کے اعتبار سے نشو و نما اور ترقی و تنزلی کی حالت میں ہوجاتے ہیں۔

اس جلسہ کے اکتیس یا اکتیس برس کے بعد مقام قسطنطنیہ زمانہ حکومت یوسطیانوس قیصر میں ایک جلسہ ہوا اس امر کے فیصلہ کے لئے کہ تفسیح (ایک گرجے کا عہدہ دار) تناسخ کا

قایل ہو گیا تھا اور حشر و نشر کا انکار کرتا تھا اور علاوہ اس کے الفرامیصہ الرہا کے گرجے کے اساقفہ اس کے قایل ہو گئے تھے کہ مسیح کا جسم مادی ہے قیصر نے اس کے فیصلہ کرنیکو قسطنطنیہ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ بطریق قسطنطنیہ نے کہا کہ اگر مسیح کا دم مادی تھا تو وہ قابل قبول فنا ہے اور جو شخص فنا ہونے کے قایل ہے تو اسکا قول و فعل بھی ایسا ہی ہے اسقف اعظم نے کہا کہ مسیح۔ مردوں میں سے اس غرض کے لئے اٹھا تھا کہ وہ بعث اور قیامت کی تحقیق کرے اور جب یہ امر ثابت ہو گیا تو کوئی اس امر کا کیسے مخالف ہو سکتا ہے۔ اہل مجمع سے اسکا جواب کچھ بن نہ پڑا مجبور ہو کر انھوں نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیدیا اور اسکو مستوجب لعنت قرار دیا اور اسکو بھی ملعون ٹھہرا دیا جو اس کے عقاید کی پابندی کرے غرض عیسائیوں کے فرقے باعتبار اصول کے انھیں تین گروہوں میں منقسم ہو گئے[1]۔ واللہ اعلم۔

(مترجم) چونکہ عیسائی مذہب کے اختلافات جناب مسیح علیہ السلام کے رفعت کے بعد ہی سے کچھ ایسے بڑھ گئے تھے کہ جنسے کوئی اصلی اور سچی بات مفہوم نہو سکتی تھی اور یہ وہ اختلافات تھے کہ جنکا اثر نجات بدی اور روحی زندگی پر پڑتا تھا اور ان اختلافات کا رفع ہونا بغیر اسکے کہ کوئی ہدایت منجانب اللہ ہو غیر ممکن تھا اسلئے ۶۱۲ء میں وہ نبی آخر الزمان ظاہر ہوا جسکا ذکر موسیٰ نے کیا اور جسکی خبر عیسیٰ نے دی اور جسنے حضرت مریم کے تمام بہتانوں کو رفع اور یہود و نصاریٰ کے اختلافات کو دور کر کے کل عالم کے اندھیروں کو اجالا کیا اور نہایت سچائی سے اللہ تک پہونچنے کا سیدھا راستہ بتایا۔

سبحانہ صل وسلم علی النبی الامی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین

[1] علامہ مورخ کا یہ قول اور تقسیم باعتبار ان کے اصول کے ہے ورنہ ان ہر تین فرقوں میں بھی بہت اختلافات واقع ہوئے ہیں جسکے دیکھنے اور سننے سے معلوم ہوتا کہ یہ ایک علیحدہ فرقہ ہے۔ عیسائی مورخین کا قاعدہ ہے کہ جو لوگ الوہیت

تم الجزء الاول من ترجمہ تاریخ ابن خلدون ویلیہ الجزء الثانی انشاء اللہ تعالیٰ داولہ اخبار

دولت فارس

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد اول